~~٢٢٥٧~~

٣٢٠٣ع

تاریخ اعلیٰ

فضل الله المجاهدین علی القاعدین

بعون خالق ارض و سما ترجمہ مرقع کربلا المسمی باسم تاریخی

۳۲۱۳ع

تاریخ اعلی

ساکن امروہہ
تالیف و تصنیف عالیجناب سید اولاد حسن صاحب ڈپٹی کلکٹر بہادر

مطبع ریاض امروہہ میں مطبوع خاص و عام ہوا

فہرست مضامین کتاب تاریخ اعلے یعنے ترجمہ مرقع کربلا

نمبر صفحہ	مطالب و مضامین
۲	خطبہ منجانب مترجم معہ ترجمہ
۳	خطبہ مصنف منقبت خاصان خدا مین معہ ترجمہ
۵	مصائب انبیا و نفرین کرنا اُنکا اپنی قوم کو
۸	تمہید واقعہ کربلا
۹	فصل اول تمیز اہل حق و اصحاب باطل مین
۱۶	نامہ ابن زیاد بنام امام حسین ع
۲۳	فہرست اصحاب جو واقعہ کربلا کے وقت زندہ تھے
۲۵	ذکر ہتک حرمت حرمین شریفین
۲۶	مشابہت امام حسین ع حضرت یحیی پیغمبر سے
۲۸	ذکر سبب شہادت امام حسین ع
۳۴	ذکر علما شیعیان علی ع حسب بیان مخالفین
۳۷	فصل دوم بیان حادثات جو مرقد منور پر گذرے
۳۸	حال ورود انبیا در کربلا عن حضرت آدم سے حضرت عیسے تک

نمبر صفحہ	مطالب و مضامین
۴۱	درجہ طول و عرض خط استوا سے کربلا تک
۴۲	حال اجرای دریاے فرات
۴۳	بیان غاضریہ و نینوے
۴۴	وجہ تسمیہ نہر علقمہ
۴۵	بیان شط فرات
۴۶	بیان طف کربلا و ورود خیام امام ع
۴۷	بیان لفظ حائر
۴۸	ذکر شارع عام متصل کربلا
۴۹	فاصلہ مابین خیام طرفین
۵۰	تفصیل تعداد لشکر مخالف و مقام تعیر
۵۳	ہیئت خیمہ گاہ و مقام تعین
۵۹	ہیئت صف آرائی جانبین
۶۱	حملہ ہائے امام حسین ع درخت نخیلہ تک
۶۵	زمانہ و وقت شہادت و دفن
۷۰	ذکر اول الزائرین
۷۱	حال اول تیاری ضریح انور
۷۲	حال قتال مختار عن ابو عبیدہ
۷۳	حال اول تیاری روضہ

صفحه	مضمون
٧٤	حال خشک ومنتقل ہوئے فرات کا
٧٨	حالات صدی دوم واول مجاو
٨٠	حال مسماری عمارت روضه وقطع درخت سدره بحکم ہارون رشید
٨٢	روایت خواب ابوبکر بن عیاش
٨٥	حالات صدی سوم زمانه مامون رشید مین
٨٦	حال مجاورت سید ابراہیم مجاب
٨٨	حالات زمانه متوکل خلیفه
٩٠	عقیدت مردمان درباره یزید
٩٩	حال مسماری روضه بحکم متوکل
١٠٣	حال نزول آفات سماوی بزمانه متوکل
١٠٥	حالات زید مجنون
١١٠	حالات صدی چہارم عہد ملوک آل بویه مین
١١٣	ذکر توجه طایر مشہد کربلا مین
١١٤	حالات صدی پنجم واجرائے کلمه حی علی خیر العمل اذان مین
١١٥	حالات صدی ششم وضبطی مال و خزانه روضه بحکم خلیفه
١١٦	ذکر طغیانی دریاے فرات وانتقال مقام کربلا سے
١١٧	ذکر صدی ہفتم وہشتم وداخله امیر تیمور بغدا دمین
١١٩	حالات صدی نہم وذکر شیخ جمال الدین ابو العباس حلے
١٢٠	حالات صدی دہم وآناشاه اسمعیل صفوی کابراے زیارت
١٢٢	ذکر سلطان سلیمان اول واجراے نهر بفرمایش مومن دوا
١٢٤	تاریخ نهر کربلا وذکر اوسکی آبادیکا
١٢٧	حال سلاطین دکن وشیخ ابراہیم حایری
١٢٨	حال صدی یازدہم وذکر شاه صفی وسلطان مراد خان
١٢٩	حال صدی دوازدہم وذکر نادر شاه وہونا وباے طاعون کا عراق مین
١٣١	حال صدی سیزدہم وفتنه وہابیان ودو طاعون وغدر روفا در کربلا مین
١٣٣	ظهور فتنه دیگر کربلاے معلے مین

صفحه	مضمون کتاب	صفحه	مضمون کتاب
۱۳۴	ذکر ناصر الدین شاه بادشاه ایران	۱۳۹	حالات متفرق متعلق کربلاے معلی
۱۳۵	حالات صدی چہاردہم وذکر مردم شماری وآبادی و پیداوار کربلا	۱۴۲	ضمیمہ بعض حالات مشاہد مقدسہ ائمہ طاہرین
		۱۴۳	بقیہ حواشی کتاب
۱۳۷	حالات تفصیلی عمارت وقبہ حرم	۱۴۵	تواریخ کتاب
		۱۴۸	غلطنامہ کتاب

جملہ حقوق بذریعہ رجسٹری محفوظ ہین کوئی صاحب قصد طبع نفرماوین اور جس کتاب پر مہر یا دستخط مترجم نہون مسروقہ متصور ہوگی۔

فضل اللہ المجاہدین علی القاعدین

بہ عون خالق ارض و سما ترجمہ مرقع کربلا المسمےٰ باسم تاریخی

کتبخانہ وقف منصبیہ میرٹھ

تاریخ اعلیٰ

تالیف و تصنیف عالیجناب سید اولاد حسن صاحب ڈپٹی کلکٹر بہادر

مطبع ریاضی امروہہ میں مطبوع خاص و عام ہوا

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی جعل ارض الکربلاء المعلی فوق العلیا کرامة
لمضجع سید الشهداء سبط المصطفیٰ صلوات الله علیه و آله
الی یوم البقاء وهو اشرف الانبیاء الذین یتبلیهم فی ذلک الارض
المقدس والطوی بالکرب والبلاء موافقاً بمصائب الخامس من
آل العباء واصحاب الکساء۔ امابعد اسوقت مین ایک رساله سبب شهادت
امام حسین و حالات کربلاے معلی مین المسمی بمرقع کربلا به پیرایهٔ تاریخ و جغرافیه جو آجتک
زمانه کی نظر سے نهین گذرا بزبان فارسی شائع هوا هے چونکه حالات تاریخی اس مقام
مقدس کے ابتک مفصلاً کسی کتاب مبسوط و مختصر از قسم تاریخ و سیر مین منضبط نهین هوے
اور بوجه زبان فارسی کے مضامین اوسکے عام فهم نهین لهذا اس هیچمدان بنده رب ذوالمنن
سید اولاد حسن ولد المرحوم سید قدرت علی نقوی متوطن امروهه نے ترجمه اسکا بزبان اردو
سلیس بنظر فیض عام قربةً الی الله المنعام شروع کیا اور اسم تاریخی اس ترجمه مرقع کربلا کا
تاریخ اعلیٰ رکها گیا فالسعی منی والاتمام من الله تعالےٰ ؎ ۱۳۱۲ ف

قال المصنف العلام ۱۳ ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی اشترے من المؤمنین انفسھم باموالھم بان لھم الجنة (من الجنان) یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون ویقتلون (کلھم) وعداً علیہ حقاً فی التورٰیة والانجیل والقرآن وخص من بینھم الانبیاء بصنوف الامتھان والوف الامتحان حتی ابتلاء اشرف المرسلین علة التکوین صلعم بانواع المصائب والنوائب والاشجان واکملھا واتمھا بانظلام ذریتہ الطاھرة من العدوان لیکون اجزل واجمل من کل جھة فی کمالاتہ صلعم بین الانبیاء والاقران

حاصل ترجمہ باضافہ فوائد شرح کے یہ ہے کہ حمد مطلق اوس خالق برحق کو سزاوار ہے جسنے اس دار الافتتان دنیا مین مومنین کے نفوس اور اموال کو بعوض جنت کی خریدلیا کہ وہ لوگ خدا کی راہ مین لڑتے اور مرتے ہین یعنی اپنے ہاتھ سے قتل کرتے ہین اور مخالفین کے ہاتھ سے مقتول بھی ہوتے ہین مترجم یہ عبارت شروع خطبہ کی براعة الاستہلال واقعہ کربلا مین باقتباس آیہ کریمہ ان اللہ اشتری من المومنین الآیہ کے ہے جسکی مصداق سوائے شہداء کربلا کے مجاہدین کسی غزوہ وسریہ کی من حیث المجموع قرار نہین

پا سکتے اسلئے کہ کسی جنگ مین اہل اسلام کے سب مجاہد بالسیف جمع نہین ہوے بعض انمین
غیر مومن اور بعض مفرورین اور بعض قاعدین بہی حاضر غزوات وسریات ہوتے تہے نہ سب
مجاہد بالسیف کسی جنگ مین مقتول بعد قتال ہوئے کبہی کارزارین بعہد رسالت تازمانہ
خلافت سب مجاہدین کے اموال مین مخالفین نے غارتگری کی کہ جو وہ سب مقتول بہی
ہوئے ہون اور مال بہی اونکا لوٹا گیا ہو یہہ واقعہ تو من حیث الجمع قتل وقتال ومقتولی
وتلف اموال کا خاصتہً کربلا مین ہی سید الشہدا اور اُنکے انصار باجمعہم پر صادق آتا ہے
لہذا آیہ کریمہ فضیلت شہیدان کربلا مین منصوص ہے اور اسیوجہ سے عبارت خطبہ
با قتضاے فصاحت مقام وبلاغت کلام اس آیہ سے مخصوص ہے ترجمہ اور سچے
وعدے اون مومنین کی جانبازی پر کتب آسمانی توراۃ اور انجیل اور قرآن مین
ہوتے رہے ہین مترجم اس جزو آیہ سے پایا گیا کہ شہدا ء کربلا کی بشارت سلف سے کتب
آسمانی مین مذکور ہوتی رہی ہے ترجمہ اور انبیاء ومرسلین کو اون مومنین سے قسم قسم کی
خواری وذلت اور طرح طرح کی آزمائش ونکبت دنیوی سے مخصوص فرمایا مترجم تاکہ
اہل نظر کے دلون مین مومنین بالعین نفوس واموال کی مغلوبی دنیوی سے شبہ مخطور نہو جو وہ
سمجھ لین کہ اگر یہ مقربان ایزدی ہوتے تو ہرگز مغلوب ومقتول نہوتے اور غرض مصنف
علام کے طریقۂ بیان اس توطیہ کلام حالات مغلوبی ومقتولی انبیاء کرام ع سے جیسا کہ اسی
سلسلۂ تحریر مین مذکور ہے یہی دفع دخل مقدر ہے کہ کہین معترض نہ کہہ سکین کہ امام حسین علیہ السلام نے
دعوی باطل امامت کا کیا تہا آخرش اوسکی پاداش مین بذلت وخواری قتل کئے گئے
اسلئے ابتداء رسالہ سے ذکر مقتولی ومغلوبی مومنین خاصتہ انبیاء ومرسلین کا التزام کیا ہے،
تاکہ واضح ہو جاوے کہ انبیاء علیہم السلام بہی بدعوت توحید رب وحید مقتول ہوا کئے ہین
جیسا کہ آئندہ اسطرف متن رسالہ مین اشارہ بہی کیا گیا ہے ترجمہ حتی کہ اشرف المرسلین کو
باعث ایجاد عالمین کو انواع انواع کی مصیبتون اور بلاؤن مین مبتلا کیا مترجم اور عترت دنیا سے

ملوک وسلاطین اور اہل دنیا کے لئے چھوڑ دیا ترجمہ اور آنحضرت صلعم کی بلایا و غموم کو اونکی
ذریت طاہرہ کی مظلومی و مقتولی سے مکمل اور تمم فرما دیا جو دشمنان دین کے دست تعدی
و تسلط و قہر و غلبہ و استیلا سے اوپر ظلم و ستم و قتل و نہیب ہوا کئے تا کہ آنحضرت صلعم کے
کمالات انبیا و اقران کے کمالات سے جزیل تر اور جمیل تر ہووین اور اسی واقعہ خریداری
نفوس مومنین و مقتولی مرسلین کے ثبوت مین آیہ وافی ہدایہ و یقتلون الانبیاء
بغیر حق ہے یعنی وہ ناحق قتل کرتے ہین انبیاء کو تمت ترجمہ اس آیہ کے مفاد سے معلوم ہوا
کہ سلف مین انبیاء اللہ کے نفوس کو خداوند تعالیٰ نے خرید فرما لیا تھا جو وہ حضرات بحالت
مظلومی قتل کئے گئے جسطرح کہ اوسنے نفوس و اموال شہداء کربلا کو اس امت محمدی مین
خرید فرمایا اور منجملہ قاتلین انبیاء بخت نصر و ملک مجوسی تھا کہ جسنے چارسو انبیاء اللہ کو بجرم دعوت
توحید قتل کیا اور اللہ تعہ دوسری جگہ فرماتا ہے وقضینا الی بنی اسرائیل فی الکتٰب
لتفسدن فی الارض مرتین ولتعلن علواً کبیراً یعنی ہمنے آگاہ کیا بنی اسرائیل کو
اپنی کتاب مین کہ تم زمین مین دو مرتبہ اور فساد کروگے اور یہ اشارہ بنی اسرائیل کے اوس
فساد کیطرف ہے کہ اونہون نے پیغمبرونکو قتل کیا چنانچہ کتب تفاسیر مین منقول ہے کہ
اونہون نے وقت چاشت ستر پیغمبرونکو قتل کیا اور اوسی جگہ وقت شام بازار برہ فروشی کا
گرم تھا اور کسی ایک شخص نے بہی سانحہ وقت چاشت کو یاد نکیا اور کوئی اون خاصان خدا
کے خون ناحق کا خواہان قصاص نہوا اور حال پر ملال حضرت نوح اس درجہ کو پہونچا تھا
کہ کلما مرّ علیہ ملاء من قومہ سخروا منہ یعنی جب اشراف قوم اوسطرف
گذرتے تو اوپر ہنستے تہے یہانتک کہ اون حضرت نے بد دعا دی کہ رَبِّ لاتذر علی الارض
مِنَ الکافرین دیاراً انک ان تذرہم یضلوا عبادک ولایلدوا الا فاجراً
کفاراً اے پروردگار میرے تو نہ چھوڑ زمین پر کافرین سے کوئی بسنے والا اگر تو انکو
چھوڑیگا تو یہ تیرے بندونکو گمراہ کرینگے اور نہ پیدا کرینگے مگر بدکار کفر کرنیوالا اور حضرت نوح کی

[illegible]

اور قوم عاد نے حضرت ہودؑ پیغمبر کے ساتھہ ایسی بدسلوکی کی کہ گلا اونکا گھوٹا اور وہ حضرت قریب ہلاکت پہونچے اور ایک شبانہ روز بیہوش پڑے رہے یہانتک کہ اون حضرت نے اونپر نفرین کی اور سب برباد ہوئے اور حضرت صالحؑ پیغمبر نے اپنی قوم ثمود کے ہاتھہ سے بہت تکلیف و رنج اوٹھایا اور اپنے ناقہ کو اونکے دست ظلم سے دست و پا بریدہ دیکھا حتی کہ منعم حقیقی سے عذاب بہیجنے کی درخواست کی کہ آیہ وانی ہدایہ فدمدم علیہم ربہم بذنبہم فسونہا یعنی ہلاکت ڈالی اوپر اونکے پروردگار نے بوجہ اونکے گناہ کے اور سبکی صفائی کردی اور آیہ کریمہ ان یصیبکم مثل ما اصاب قوم نوح او قوم ہود او قوم صالح وما قوم لوط منکم ببعید یعنی یہ کہ پہونچے تمکو اوسکی مانند کہ پہونچا ہے قوم نوح کو یا قوم ہود کو یا قوم صالح کو اور قوم لوط کو کہ وہ تمسے دور نہین ہے یہ مقولہ حضرت شعیب علی نبینا وعلیہ السلام کا ہی اور اون بزرگونکی مصیبت مین مبتلا ہونیکی ظلم قوم ستمگار سے خبر دیتا ہے اور نمرود مردود نے حضرت خلیل جلیل کو آتش سوزان مین ڈالا اور بادشاہ جابر ملک مصر کا اونکے حرم محترم حضرت سارا سے کمال بےحرمتی سے پیش آیا کہ دست درازی کی لیکن منتقم حقیقی نے قدرت غیبی سے اوس غاصب جابر کو قدرت نہ دی اور حضرت لوطؑ تمردی و نافرمانی امت سے ایسے مغلوب و عاجز ہوئے کہ فرمایا لو ان لی بکم قوۃ او اوی الی رکن شدید یعنی کاش مجھمین قوت ہوتی یا مین قلعہ مضبوط مین پناہ لیسکتا اور یہانتک رنجیدہ ہوئے کہ تاب صبر نہ رہی اور اپنی امت کو ہلاک کرادیا حضرت یوسفؑ کو چاہ مین ڈالا اور پھر سر بازار فروخت کیا اور حضرت موسیؑ فرعون سے ہمیشہ خائف رہے اور فساد و جبر سے قبطیونکے مجبور ہوکر تاب ضبط نہ لاسکے اور اُن سب کو دریا ہلاکت مین غرق کیا ہرچند کہ فرعون اُس وقت کہتا تھا اٰمنتُ برب موسیٰ وھارون یعنی مین رب موسیٰ و ہارون پر ایمان لایا لیکن یہ درخواست

اوسکی منظور نفرمائی گئی اور اوسکے جواب مین الآن وقد عصیت قبل نازل ہوا یعنی اب
ڈوبتے وقت ایمان لایا حالانکہ پہلے گناہ کرچکا ہے اور اصحاب رس نے پیغمبر مبعوث کو
چاہ عمیق مین ڈالا یہانتک کہ کثرت فریاد وزاری سیجان اپنی حضرت باری کی سپرد کی اور
ایک روایت مین ہے کہ زہر ہلاہل سے شہید کیا اور حضرت زکریا کی اونکی امت نے
ارۂ جفا سے دو ٹکڑے کئے اور حضرت یحیےٰ کا سر کاٹکر زن فاحشہ کے پاس بطور تحفہ لیگئے
اور بخت نصر نے حضرت دانیال کو نوٹے برس تک قید رکھا اور مہردیہ پسر بخت نصر نے
اون حضرت کو غار عمیق مین ڈالکر آگ اونپر ڈالدی اور حضرت عیسےٰ کو اپنے خیالمین دار پر
کھینچا غرضکہ مرسلین سابق نے بوجہ منکوبی امت کے ہاتھہ سے ہمیشہ اذیتین و مصیبتین
اوٹھائی ہین اور باوجود اس تحقیر و تکبیر کے اونکی عظمت مین کچھہ خلل نہ آیا جملہ خاصان خدا
مبتلائے بلا رہے ہین لان البلاء موکل بالانبیاء ثم الاوصیاء ثم الاولیاء ثم
الامثل فالامثل فی درجت العلے یعنی بلا مقرر کیگئی ہے انبیاء کے لئے بعد اونکے
اوصیا کے واسطے پہر اولیاء کے لئے پہر اونکیلئے جو اولیا کی مثل ہین پہر اونکے لئے جو اونکی مثل
درجات عالیہ مین ہین یعنی موافق درجات کے اونکی بلا بہی مقرر کیگئی ہے اور خاتمہ کثرت
رنج والم و شدت ظلم و ستم کا حضرت خیر الانام اور اونکی ذریت طاہرہ علیہ السلام پر بمصداق
حدیث شریف ما اوذی نبی مثل ما اوذیت یعنی کسی نبی کو اتنی اذیت نہین دیگئی
جتنی مجھکو دیگئی و بفحوائے ؎ ہر کہ درین بزم مقرب تر ست ؛ جام بلا بیشترش میدہند
مختتم و منتہی ہوا ہے بلکہ حضرت رسول خدا صلعم اور اونکے اہلبیت اطہار بسبب مدارج عالی
مجمع تمام بلاہائے انبیاء و مرسلین و مورد آلام عالمین ہوئے ہین شدائد ظلم قریش کے ایام
جاہلیت و اسلام مین حضرت رسالتمآب صلعم اور اونکی ذریت طاہرہ پر متواتر و علی الاتصال
مرعی و جاری رہے ہین سورۂ مکیہ تبت یدا ابی لہب و تب ۔ اور آیہ ومن یشاقق
الرسول اور واقعہ ہجرت اور لیلۃ العقبے مین ناقۂ رسول زمن کے سامنے دبون کے

رٹکانیکا قصہ اور حدیث قرطاس اور نزاع خلافت اور جنگ بدر و اُحد و خندق کہ ہر حملہ مین حضرت کی جان کے خواہان ہوتے تھے مصائب کی شہادت دیتے ہین اور عترت حضرت رسالت صلعم پر قریش کے ہاتھون سے جو صدمے پہونچے اونکا پایان نہین لیکن مابین انبیاء سلف اور ہمارے نبی صلعم اور ذریت حضرت ختمی مرتبت مین اسیقدر فرق رہا ہے کہ وہ حضرات تحمل ایذا و تعدی کفار کا نکرسکے اور اکثر نے اپنی امت کو غضب جباری سے ہلاک کرایا اور رحمۃ للعلمین اور ائمہ طاہرین نے بجاے نفرین کے قوم بدآئین کو صبر و شکر اختیار فرمایا واقعہ کربلا اور حالات بعد شہادت سید الشہدا ازنمونہ صبر و شکیبائی پیغمبر خدا و آئینہ آزمائش انبیاء اور سر دفتر مصائب علے انتہا ہے کہ زمین و آسمان او سپر گریان اور ملائکہ ارض و سما اور جنات آتش و ہوا اوس سے نالان ہوے ہین حتے کہ اس حادثہ جانسوز سے بمضمون آیہ کریمہ یمیز الخبیث من الطیب یعنی تمیز کیجاتی ہے خبیث کی طیب سے فرقہ اہل حق کا اہل باطل سے مثل صبح صادق کی کاذب سے ممیز ہوتا ہے کہ یزیدی فرقہ مذہب سقیفہ و مسلک عثمان پر تھے اور حسینی فرقہ طریقہ شاہ مردان پر جنھون نے ملک و سلطنت سے دور اور اعدا سے مغلوب ہکر شرائط امامت اور اوصاف خلیفہ و امام کو ظاہر فرمایا اور مابین فریقین کی پوشیدہ خصومتین و معاندتین علے الاعلان ہوگئین غرضکہ تفاوت کلی اور فرق کامل حق و باطل کا اس سے فیصلہ ہوگیا یہانتک کہ مثل محاربات صفین کی کربلا مین واقع ہوا بلکہ اوس سے زاید بمضمون آنکہ (اگر پدر نتواند پسر تمام کند) حکم یزید پلید سے خاتمہ آل عبا ہوا ابن ابی الحدید جزو سوم شرح نہج البلاغت مین اور دیگر مورخین مثل صاحب حبیب السیر لکھتے ہین کہ جنگ صفین مین معاویہ نے آب فرات کو لشکر امیر المومنین پر بند کیا تھا اس حجت سے کہ جناب امیر نے بھی عثمان پر پانی بند کیا تھا کما قال نقلا عن نصر بن المزاحم بانہ امنعہم الماء کما منعوا ابن عفان حصروہ اربعین یوما یمنعونہ برد الماء ولین الطعام اقتلہم عطشا قتلہم اللہ الخ یعنی جیسے کہ نصر بن مزاحم نے یہ قول نقل کیا ہے

کہ منع کرا اونکو پانی سے جیسے کہ اونہون نے ابن عفان پر پانی بند کیا تہا اور چالیس دن
اوسکو محصور رکہا اور سرد پانی اور نرم کہانے سے اوسے باز رکہا اونکو بہی پیاسا قتل کر
الله اونہین قتل کرے اور حبیب السیر مین ہے کہ جب ابن ابی سفیان صفین کیطرف
متوجہ ہوا تو ابو الاعور کو محافظت فرات پر مقرر کیا جب جناب امیر کو پانی بند ہونیکا
حال معلوم ہوا تو صعصعہ بن صوحان کو معاویہ کے پاس بہیجا اور پیغام دیا جسکا جواب
نقل کیا جاتا ہے ولید بن عقبہ نے کہا کہ انہین اکثر قاتل امیر المومنین عثمان کے ہین
اور انہون نے چندروز اون جناب کو پانی ندیا بہتر یہ ہے کہ ہم بہی انکو عذاب تشنگی مین
مبتلا کرین اور معاویہ نے ولید کی راے قبول کی انتہے بقدر حاجت لیکن معاویہ نے
ہلاکت جناب امیر پر قدرت نہ پائی اور یہ کام اوسکے پسر کے ہاتہہ سے ظہور مین آیا
اسی سبب سے جو کچہہ فتنے و حادثے محو و مسماری مرقد مطہر امام حسین مین عباسیون کے
ہاتہہ سے گذرے روح پیغمبر خدا صلعم اونکی وجہ سے نالہ کنان ہے اور ما بین بنی امیہ و بنی عباس
خاصکر خامس آل عبا پر ظلم و ستم کرنے مین بمصداق الکفر ملة واحدہ کچہہ فرق نہین تہا مگر یہ
کہ یزید پلید سگ زرد و رشید و متوکل و مسترشد اوسکے بہائی شغال تہے اور تفصیل اس
اجمال کی مین دو فصل مین لکہتا ہون **فصل اول** - یعنی اہل حق و اصحاب باطل
تمیز ہونیکے بیان مین - جاننا چاہیئے کہ قرآن واجب الاذعان جا بجا بتغیر الفاظ تمیز و تفریق کی
ظاہر کرتا ہے چنانچہ ایک فریق کے حق مین ان آیتون مین تعریفین فرمائی ہین انما المومنون الذین امنوا
بالله ورسوله واذا کانوا معه علی امر جامع لم یذهبوا حتی یستاذنوه
یعنی جو مومنین کہ الله اور اوسکے رسول پر ایمان لائے اور جب وہ کسی امر جامع پر پیغمبر کے
ساتہہ ہوتے ہین تو فرار نہین کرتے جبتک کہ پیغمبر سے اجازت نہین لیتے اور اسی طرح
وانما المومنون الذین امنوا بالله ورسوله ثم لم یرتابوا وجاهدوا باموالهم
وانفسهم فی سبیل الله اولئک هم الصادقون ہ یعنی مومنین وہی ہین جو

بالله اور اوسکے رسول پر ایمان لائے اور پھر کبھی اونھون نے شک نہین کیا اور راہ خدا
مین اپنے مال اور نفس سے جہاد کرتے رہے وہی صادق ہین اور ایسے ہی فضل الله
المجاھدین علی القاعدین یعنی فضیلت دی ہے الله نے مجاہدین کو قاعدین پر
یعنی (بیٹھنے والون پر جو جہاد اور قتال نہین کرتے) اور فریق ثانی کی نسبت ان آیات
مین بلحاظ قلت و کثرت ترک و تولا و انقلاب کی تعریف اظہار فرماتا ہے اذا راو
تجارة او لھوا انفضوا الیھا و ترکوک قائما یعنی جسوقت اونھون نے سامان تجارت
یا کھیل کود کی چیز کو دیکھا تو چلے گئے اوسکی طرف اور اے پیغمبر تجھے چھوڑ گئے درحالیکہ
تو خطبہ جمعہ پڑھنے مین کھڑا تھا اور اسی طرح فلما کتب علیھم القتال تولوا الا قلیلا
منھم یعنی جسوقت اونپر قتال کو فرض کیا تو لوٹ گئے مگر تھوڑے اونمین سے بچا آدمی
جہاد پر قایم رہے اور ایسے ہی افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم یعنی پس اگر
پیغمبر مر جائین یا قتل ہو جائین تو وہ اپنے پیرون پر لوٹ جائین گے یعنی اُلٹے پاؤن
دین سے پھر جائینگے اور مخبر صادق صلعم نے حق و باطل کو بھی بیان فرمایا ہے چنانچہ
محققین فرقہ حقہ کے جناب امیر علیہ السلام سے مخاطب ہو کر فرمایا ہے کہ ان شیعتک
فی الجنة یعنی تیرے شیعہ جنت مین ہونگے اور جعل شیعتک فی الجنة یعنی تیرے
شیعون کو جنتی کیا اور علی و شیعتہ ھم الفائزون یوم القیمة یعنی علیؑ اور
اونکے شیعہ ہی روز قیامت فائز ہونیوالے ہین جیسا کہ مودة القربیٰ و الصواعق
محرقہ مین درج ہے اور محققین فرقہ باطل کے حدیث طویل مین ناکثین و قاسطین و مارقین
فرمایا اور عمار کے حق مین جو حدیث ہے اوسمین فئة باغیہ یعنی گروہ باغی اونکو
قرار دیا اور حدیث لا یحب علیا الا مومن و لا یبغضه الا کافر یعنی علی کا دوست
مومن ہے اور اونکا دشمن کافر ہے اونپر کفر کا اطلاق کیا اور جابرؓ سے منقول ہے
اونھون نے کہا کہ ہم رسول الله صلعم کے عہد مین منافق کی شناخت بغض حضرت علیؑ سے

[illegible]

اہل بصیرت کو کافی ہے ورنہ جسے تہوڑا کافی نہین اوسے زیادہ بہی بیکار ہے اب خیال
کرنا چاہیے کہ حسینؑ شہید کربلا کون ہین فرزند دلبند علی مرتضیٰؓ نور بصر فاطمہ زہراؓ جگر گوشہ
محمد مصطفےٰ صلعم کہ اللہ تعالے نے اونکو آیہ مباہلہ ابناءنا وابناءکم مین پیغمبر صلعم فرمایا اور آیہ
قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ مین یعنی کہو کہ مین اجر رسالت مین بجز
دوستی اپنے اہلبیت کے تمسے اور کچہہ نہین چاہتا محبت اونکی تمام امت پر واجب کردی
اور ساد ونکی عصمت کی آیہ تطہیر مین تصریح کردی اور آیہ اولو الارحام بعضہم اولیٰ
ببعض یعنی صاحبان رحم کہ بعض اونکے بعض سے اولیٰ ہین اولویت اونکی ظاہر
فرمادی اور رسول اللہ نے اونکے اور اونکے بہائی کے حقمین سید جوانان بہشت فرمایا اور
حدیث ابنای اماما ن قاما او قعدا یعنی میرے دونون بیٹے امام ہین چاہے وہ
جہاد کرین چاہے بیٹہے رہین اونکی امامت کیلئے نص صریح ہے اور ان الحسن والحسین
شنفا العرش یعنی حسنؑ وحسینؑ دو گوشوارہ عرش ہین اور خاص کر تنا کین اونکی حسین
منی وانا من الحسین یعنی حسینؑ مجہسے ہے اور مین حسینؑ سے ہون فرمایا ہے اور حدیث
آنحضرت سے فوائد کثیر اور مطالب کبیر حاصل ہوتے ہین اور اس مختصر مین گنجائش قلیل
بیان کی بہی نہین ہے اب خیال کرنا چاہیئے کہ جماعت کثیر اہل اسلام نے آیات قرآنی
واحادیث رسول سبحانی کو مصداق قال الرسول یارب ان قومی اتخذوا ھذا
القرآن مھجورا یعنی کہا رسول صلعم نے ای پروردگار میرے میری قوم نے اس قرآن کو
معطل چہوڑدیا اور بلا عمل پس پشت ڈالدیا اور کیونکر اپنے عمل سے تفرقہ مبینہ قرآن وحدیث
کی تصدیق کے کیونکہ سبب شہادت امام حسینؑ اور جو کچہ بابین حضرت امام علیہ السلام
اور یزید بن معاویہ امیر شام کے پیش آیا باتفاق مورخین اوسکا باعث بیعت لینا ہے
اور مختصر اوسکا قصہ اسطرح ہے کہ معاویہ نے اپنی حیات مین جماعت صحابہ وتابعین سے

یزید کی بیعت لی تھی لیکن اوسوقت عبد اللہ بن عمر و عبد اللہ زبیر و عبد الرحمن بن ابی بکر و
امام حسین نے اوسکی بیعت سے انکار کیا اور بعد رحلت معاویہ کے اہل حل و عقد نے
حسب طریقہ مرضیہ سقیفہ خلافت یزید پر اجماع فرمایا حافظ سیوطی تاریخ الخلفاء مین
ابن منکدر سے لکھتے ہین کہ ابن عمر نے کہا جسوقت یزید کی بیعت کی کہ اگر یزید بہتر ہوگا
تو ہم اوسکی بیعت سے راضی ہوئے ورنہ ہم صبر کرینگے پس اس بنا پر یزید خلیفہ مجمع عام
اور امام جماعت اوس فرقہ اسلام کا ہوا اور حیات معاویہ مین جب امام حسن مجتبے
زہر دغا سے شہید ہوئے ابو الحسن مدائنی و ابو سائب الکلبی اور دیگر مورخین نے لکھا ہے کہ
تحرکت الشیعہ بالعراق وکتبوا الی الحسین فی خلع معاویۃ والبیعۃ لہ فامتنع علیہم
وذکر ان بینہ وبین معاویۃ عہداً وعقداً لا یجوز لہ نقضہ حتی تمضی المدۃ
یعنی گروہ شیعہ نے عراق مین حرکت کی اور امام حسین کو لکھا کہ معاویہ کو خلافت سے
برطرف کرین اور اوسکی بیعت سے بازگشت کرین پس امام حسین نے اونکو منع فرمایا
اور لکھہ بہیجا کہ درمیان ہمارے اور معاویہ کے معاہدہ صلح باقی ہے نقض اوسکا جایز نہین
تا وقتیکہ اوسکی مدت منقضی نہو جائے اس روایت سے قلبی عقیدہ فرقہ شیعہ کا ظاہر
ہوتا ہے کہ وہ فعل اجماع بیعت ظاہری کو حق نہ سمجھتے تھے اور بعد وفات امام حسن کے
واسطے خلع خلافت معاویہ کے آمادہ ہوئے اور امام حسین نے محض عہد سابق کا جو
معاویہ سے کیا تھا پاس کیا جیسے کہ پیغمبر خدا صلعم نے صلح حدیبیہ کا پاس فرمایا اور ہرگز
کوئی عذر روا نہ رکھا اور یہ وقت تجدید عہد کا تھا کہ معاویہ بیعت یزید کی لیتا تھا اور
سب تجدید عہد کر کر دست بیع ہونے سے ممتاز ہوئے لیکن امام حسین اور عبد اللہ بن زبیر نے
اوسکی بیعت نفرمائی اور طلب بیعت پر مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کو چلے گئے اور وہین
قیام کیا کہ ابن زبیر امارت مکہ پر مسلط ہوئے اور امام حسین نے کوفیونکی استدعا
اور اونکی طلب متواتر پر بذریعہ مسلم بن عقیل اونسے بیعت اپنی امامت و خلافت پر لی

اور بیعت ما قبل یزید کو کہ اہل مدینہ و عمایدو دیگر صحابہ و مسلمانان مصر و شام و عراقین نے کی تہی
اور اجماع کلی اوسکی خلافت پر متحقق ہو چکا تہا برابر پر کس کی بہی نہ سمجہا اور حدیث صحیح مسلم کو
اذا بویع الخلیفتان فاقتلوا الآخر منہما یعنی جب دو خلیفہ کی بیعت کیجاوے تو دوسرے کو
جسکی بعد کو بیعت کی ہو قتل کر دو صحیح نہ سمجہا اب دیکہنا چاہئے کہ فعل اجماعی گروہ کثیر کا مذہب
سبط پیغمبر سے کسقدر بعید اور مخالف و بعید تہا پس صاف ظاہر ہے کہ جو کچہ فریقین مین
مباحثہ و مجادلہ واقع ہوا یہی تہا کہ فرقہ عامہ بیعت اجماعی کی پیروی مین یزید بن معاویہ کو
خلیفہ برحق اور امام مطلق اور واجب الطاعت اور صاحب تصرف ملک و سلطنت
و حکومت سمجہتے تہے اور اصحاب امام حسینؑ خلافت حقہ اور امامت وغیرہ کو بدلیل
عصمت و طہارت و احادیث حضرت رسالت صلعم سے خاصکر خامس آل عبا کا حق جانتے تہے
چنانچہ بزرگان اہل کوفہ مثل عمارہ بن عقبہ و عمر بن سعد وقاص و عبد اللہ بن مسلم ربیعۃ الحضرمی نے
یزید امیر شام کو حضرت مسلم بن عقیل کے وارد ہونے اور کوفیونکی اونسے بیعت کرنیکی خبر دی
اور لکہا کہ اگر تو حاجت عراق کی رکہتا ہے تو نعمان بن بشیر کو امارت سے معزول کر کر کسی مرد
قوی کو مامور فرما کہ تیرے حق مین تیرے حکم کی بموجب عمل کرے حالانکہ یہ لوگ بنی امیہ سے
نہ تہے کہ تمام الزام بغض و عداوت اہلبیت نبی مخصوص بنی امیہ کیلئے کر دیا جائے
کیونکہ مرتکب و متولی قتل و قتال امام حسینؑ خاصکر اہل عراق ہوئے ہین انمین شامی
شامل نہ تہے کہ بار اس فعل شنیع و امر قبیح کا اونپر رکہا جائے اور خصوصیت اس بدکرداری
کی نواصب شام سے کیجاوے چنانچہ مسعودی کتاب مروج الذہب مین لکہتے ہین فعدل
الحسین الی کربلا وھو فی مقدار الف فارس من اہل بیتہ و اصحابہ و نحو مائۃ راجل فلم یزل
یقاتل حتی قتل و تولی قتلہم من اہل الکوفۃ خاصۃ لم یحضرہم شامی یعنی امام حسینؑ کربلا کیطرف متوجہ ہوئے
اور آپکے ہمراہ ہزار سوار اونکی اہلبیت اور اصحاب سے تہے اور قریب سو پیادونکے پس اونہون نے قتال کیا یہانتک کہ
شہید ہوگئے اور اونکے قتل کرنیوالے مخصوص اہل کوفہ تہے کوئی شامی اونمین شامل نہین تہا اور وجہ کہ بعض اسما

اہل شام [illegible] واقعہ [illegible] ہوئے ہین وہ بوجہ نسبت اوسکے وطن سابق کے ہین
پس جو کچھ اہلبیت کے حق مین ظہور مین آیا اہل عراق خصوصاً اہل کوفہ کے ہاتھ سے ہوا
کہ رؤسا و عمایدا اور اکثر اونمین سے عمری و ابن مسعودی تھے اور شاہ ولی اللہ کتاب
تفضیل الشیخین مین افادہ فرماتے ہین کہ مذہب اہلسنت وجماعت فتاوای عمر خطاب
وابن مسعود پر قایم ہوا ہے اور اہل حدیث نے بھی صحابہ سے خبرین اخذ کی ہین اور علی مرتضی سے
حدیثین نقل نہین کین اوراسی طرح اہلسنت کے چارون امامون نے فقہ کو صحابہ سے
اخذ کیا ہے نہ علی مرتضی سے یہ خلاصہ اوس وجہ کا ہے جو میرے خیال مین آئی اور مینے اوسے
ظاہر کر دیا اب مین پہر کوفیونکا حال بیان کرتا ہون جسوقت کہ حضرت مسلم اثناء محاربہ مین
محمد بن الاشعث کے اغوا سے فریب مین آکر در ابن زیاد پر پہونچے بسبب تشنگی کے ایک گھونٹ
پانی طلب کیا مسلم بن عمر الباہلی نے کہ بنی امیہ سے نہین تھا اور پروانہ امارت کوفہ کا
ابن زیاد کو حاکم شام کیطرف سے لایا تھا کہا کہ واللہ لاتذوق منہا قطرۃ ابداً حتی تذوق
الحمیم فی نار جہنم یعنی ایک قطرہ آب بھی تمکو نملیگا یہانتک کہ تم حمیم جہنم پیو حضرت مسلم نے
فرمایا کہ تو کون ہے اوسنے کہا کہ انا من عرف الحق اذ انکرتہ ونصح لامامہ اذ غششتہ
واطاعہ اذ خالفتہ انا مسلم بن عمر الباہلی یعنی مین وہ شخص ہون کہ اپنے امام کے حق کو
پہچانا جبکہ تمنے اوسکا انکار کیا اور مینے اپنے امام کی نصیحت کو قبول کیا جسوقت کہ تمنے
گمراہی اور بغاوت اوس سے کی اور مین نے اپنے امام کی اطاعت بجالایا جبکہ تمنے اوسکی
مخالفت پر کمر باندھی پس اس سے اور نیز ہر روایت سے باعث تفرقہ وجدائی مذہب یقین
معلوم کرلینا چاہیئے بربار اور ہر مقام پر ضرورت اظہار مطلب کی نہین ہے ابن زیاد نے
اہل کوفہ پر خطبہ واسطے تحریص مخالفت حضرت مسلم بن عقیل کے پڑہا کہ یا عباد اللہ
الزموا طاعتکم وبیعتکم ولا تجعلوا علی انفسکم سبیلا یعنی اے بندگان خدا
اپنی طاعت وبیعت کو جو یزید سے تمنے کی ہے اپنے اوپر لازم سمجھو اور اس راہ سے نہ پہرو

گنہگار ہو کربلا کت مین پڑے اس خطبہ سے حجت کلام ابن زیاد نہین ہے بلکہ حجت باعث
لازم رکھنے اطاعت اور قبول کرنے بیعت اہل کوفہ کے سبب تعلیم یافتہ شاگردان
ابن مسعود کے تہے چنانچہ اسکو شیخ الاسلام نے کتاب نقض الروافض مین لکہا ہے
واما الکوفیون فالطبقة الاولی منہم اصحاب ابن مسعود نقدمون قول عمر علی
قول علی واولئک افضل الکوفیین حتی قضاتہ مثل شریح وابو عبیدة السلمانی
وامثالہما کانوا یرجحون قول عمر علی قول علی خلاصہ ترجمہ اسکا یہ ہے کہ کوفی جنکے
عماید شاگردان ابن مسعود اور قاضیان کوفہ تہے یعنی شریح قاضی وابو عبیدہ اور مثل
ان دونون کی قول عمر کو قول علی مرتضی پر ترجیح دیتے تہے اور مقدم رکہتے تہے انتہی
اور حال قاضی شریح کا حمایت و اطاعت یزید مین قصہ شہادت ہانی بن عروہ اور دیگر
قضایا سے مخفی نہین ہے جسوقت کہ خبر شہادت ہانی کی بنی مذحج کو پہونچی اور بہادران
قوم نے کوشک ابن زیاد کو حمایت مین قصاص ہانی کے گہیر لیا قاضی شریح ابن زیاد کے
اشارہ سے بام کوشک پر گئے اور اونہنے کہا کہ ان الامیر لما بلغہ مکانکم ومقالتکم
فی صاحبکم امرنی بالدخول الیہ فاتیتہ فنظرت الیہ فامرنی ان القاکم واعرفکم
انہ حی یعنی امیر کو تمہاری موجودگی اور درخواست کی خبر پہونچی ہے جو تم اپنے صاحب
یعنی ہانی کی بابت رکہتے ہو اور مجہے حکم دیا کہ مین اونہین جاکر دیکہون پس مینے اونکو جاکر
دیکہا اور اب مجہے حکم دیا ہے کہ مین تمہیں اونکا حال ظاہر کرون کہ وہ زندہ ہین حالانکہ ہانی
جسوقت بہت زخمی اور فریاد کرتے تہے اور طالب مدد تہے اور شریح سے یہ درخواست
کی تہی کہ پیغام میرا اونکو پہونچادو لیکن شریح نے بجز خبر حیات اور کچہہ نکہا اور اونکے
زخمی ہونیکا حال پوشیدہ رکہا اور دعوے امامت و خلافت امام حسین کا بعد
تحقیق بیعت و خلافت یزید کی محتاج ثبوت نہین ہے ابن قتیبہ دینوری کتاب
معارف میں یزید کے ذکر مین لکہتے ہین [illegible]

وولی الخلافۃ واقبل الحسین بن علی یرید الکوفۃ الخ یعنی یزید بن معاویہ جسکی کنیت
ابو خالد ہے والی خلافت ہوا اور امام حسین بن علی نے ارادہ کوفہ کا بہ نیت خروج
فرمایا خلاصہ یہ کہ یزید خلیفہ ہوا اور امام حسین نے خروج کیا اور تفسیر امام حسن عسکری مین
منقول ہے قال الحسین علیہ السلام لعسکرہ انتم فی حل من بیعتی الخ یعنی امام حسین نے
اپنے لشکر سے فرمایا کہ تم میری بیعت سے باہر ہو اس روایت سے ظاہر ہوا کہ امام حسین نے
لوگون سے بیعت لی تہی اور ضرور ہے کہ حضرت آپکو امام برحق و خلیفہ مستحق اور یزید کو
متمرد و فاسق اور بدکار مطلق جانتے تہے اور جسوقت کہ ابن زیاد حضرت مسلم سے مخاطب ہوا
تو کہا یا فاسق ان نفسک تمنیک ما حال اللہ دونہ ولم یرک اللہ لہ اہلا فقال
مسلم فمن اہلہ اذا لم نکن نحن اہلہ فقال ابن زیاد امیر المومنین یزید انتہی
یعنی اے فاسق تیرا نفس آرزو کرتا ہے اوس چیز کی جو خدا نے تیرے غیر کو دی ہے اور
تجہے اوسکا اہل نہین دیکہا حضرت مسلم نے جواب مین فرمایا کہ وہ اہل کون ہے جبکہ ہم اوسکے
اہل نہین ابن زیاد نے کہا کہ امیر المومنین یزید اوسکا اہل ہے مجلس ابن زیاد مین قاضی شریح
استحقاق عہدۂ قضا سے رسوخ رکہتا تہا اور حاضر باش رہتا تہا اور تمام سخنان ضلالت آمیز
سنتا تہا اور ماد نہین کی حمایت کرتا تہا اور ایسا دیدہ بصیرت سے بے بہرہ تہا کہ سانحہ شہادت ہانی و مسلم اوسکے روبرو
گذرا لیکن کراہت اوسکی ثابت نہین ہوئی اور اوسکے بیٹے عقبہ نے باپ کے نفاق باطنی کو
جنگ مسیب علیہ الرحمۃ مین ظاہر کیا کہ بحکم یزید مسیب سے جنگ کی اور ابن زیاد نے
امام حسین کو نامہ لکہا کہ اما بعد فقد بلغنی نزولک بکربلا وقد کتب الی امیر المومنین
یزید ان لا اوسد الوثیر ولا اشبع من الخمیر او الحقک باللطیف الخبیر او ترجع الی حکمی
وحکم یزید بن معاویہ یعنی مجہے خبر پہونچی ہے کہ تم کربلا مین مقیم ہوا اور مجہے امیر المومنین یزید نے
لکہا ہے کہ مین آرام سے نہ سوؤن اور کہانا سیر ہوکر نہ کہاؤن جبتک کہ تمکو خداوند لطیف و خبیر سے
ملحق نکردون کہ تم ہلاک ہو یا میرے اور یزید کے حکم کو مانو کہ اوسکی بیعت کرو انتہی اس نامہ سے

یزید کا حکم واسطے قتل امام حسینؑ کے صادر ہونا ظاہر و عیان ہے امام حسین نے بعد ملاحظہ
اس خط کے ارشاد فرمایا بدحال اوس جماعت کا جو رضاے مخلوق کو غضب خالق پر ترجیح
دیتے ہین اور حضرت نے کسی تہدید پر بھی بعیت یزید کو جائز اور موافق شرع رسول محمد کے
نہ سمجھا اور جو قاصد ابن زیاد نے حر بن یزید الریاحی التمیمی کے پاس بھیجا تھا اوسنے امام حسینؑ کو
سلام نکیا اور نامہ حر ریاحی کو دیا یزید بن مہاجر رضی اللہ عنہ کہ اصحاب وفا شعار امام حسین سے
تھے اوس سے واقف تھے بکمال شفقت اونہون نے اوسکے عمل رسالت پر اوس سے فرمایا کہ
ثکلتك أمك ماذا اجئت فیه یعنی تیری مان تیری موت پر روئے تو نے یہ کیا کام کیا کہ ایک
فاسق کا قاصد ہو کر امام برحق پر آیا ہے اوس قاصد نے کیا جواب دیا ہے قابل سننے کی ہے
اوسنے کہا کہ اطعت امامی و وفیت بیعتی یعنی مینے اپنے امام کی اطاعت کی ہے ابن مہاجر نے
جواب مین فرمایا کہ بل عصیت ربك و اطعت امامك فی هلاك نفسك و کسبت
العار و بئس الامام امامك قال اللہ تعالی شانه وجعلنهم ائمة یدعون الی النار
و یوم القیمة لا ینصرون فامامك منهم یعنی بلکہ تو نے اپنے رب کا گناہ کیا ہے اور اپنے
امام کی اطاعت مین اپنے نفس کو ہلاکت مین ڈالا ہے اور عار و نار کو اختیار کیا ہے اور
تیرا امام امام گمراہ ہے اللہ تعالی نے فرمایا ہے (اور مینے اونکے لئے وہ امام قرار دئے ہین
کہ آدمیونکو طرف دوزخ کی لیجاتے ہین اور وہ روز قیامت کسی کی بھی مدد نکر سکینگے)
پس تیرا امام اونمین سے ہے انتہی اس روایت سے عقیدہ اصحاب حسینی کا حق مین خلیفہ
اجماعی یزید بن معاویہ کے بخوبی ظاہر ہے اور قاضی عیاض اور ابن حجر عسقلانی اور
حجر مکی اور علامہ سیوطی اور اونکے گروہ نے باتفاق یزید بن معاویہ کو خلیفہ اجماعی لکھا ہے
اور حق مین امام حسینؑ کے کہا ہے کہ ولم ینتظم للحسین امر بل قتل قبل ذلك یعنی امر خلافت
امام حسین کے لئے منتظم نہین ہوا بلکہ وہ قبل اسکے قتل ہوگئے جیسا کہ صواعق محرقہ
و تاریخ الخلفا مین درج ہے اور جو لوگ ابن زیاد نے عمر سعد کو کربلا مین بھیجے اونمین سے ایک یہ

ان حل بين الحسين واصحابه وبين الماء فلايذوقوا منه قطرة كما صنع بالتقي
عثمان بن عفان فبعث ابن سعد في الوقت عمرو بن الحجاج في خمس مائة فارس
فنزلوا على الشريعة وحالوا بين الحسين واصحابه ان يسقوا منه هكذا في اعلام
الورى للطبرسی یعنی اوسنے لکھا کہ تو پانی کے اور حسینؑ اور اصحاب حسین کے درمیان
حائل ہو تاکہ وہ اوسمین سے ایک قطرہ آب نہ پیسکین جیسا کہ اونہون نے عثمان بن عفان
مرد پرہیزگار کے ساتھہ کیا پس عمر سعد نے ابن حجاج کو فوراً معہ پانچسو سوار کے
نہر فرات پر مقرر کیا وہ پانچسو سوار لب نہر پر وارد ہوئے اور امام حسینؑ اور اونکے
اصحاب کے اوس پانی پینے کے مانع ہوئے انتہی اس روایت سے بخوبی اظہار سبب قتل
سید مظلوم سبط رسول مختار مثل آفتاب نصف النہار کے ہوتا ہے اور یہ قول کما صنع
بالتقی عثمان الخ یعنی جیسا کہ اونہون نے متقی عثمان کے ساتھہ کیا قول جدید نہین ہے
بلکہ بمصداق انا وجدنا اباءنا على امة وانا على اثارهم مقتدون یعنی ہمنے اپنے
باپ دادا کو ایک طریق اور ایک روش مذہب پر پایا ہے اور ہم اونہین کے
آثار پر اقتدا کرنیوالے ہین اس قول سے اظہار نیت و بغض و عداوت کا کیا ہے
کیونکہ جنگ صفین مین اسی طرح معاویہ اور اوسکے سردارون نے مقابل ہین جناب امیرؑ
پانی کی بندش تجویز کرکر ایسا ہی عمل کیا تہا جسطرح کہ اوپر مذکور ہوا اور ابن زیاد نے
دوسرے نامہ مین عمر سعد کو لکھا کہ اذا ورد عليك كتابي فامنعهم من حفر الآبار
ما استطعت وضيق عليهم ولا تدعهم يذوقوا الماء وافعل بهم كما فعلوا بالزكي
عثمان انتہی یعنی جب یہ نامہ تیرے پاس پہونچے پس امام حسینؑ اور اونکے اصحاب کو
حتے الامکان کنوئین کہودنے سے باز رکہہ اور اونکے ساتھہ ایسا سلوک کر جیسا کہ
عثمان پاک سے سلوک کیا تہا انتہی اور جسوقت ہنگامہ قتال کربلا مین برپا ہوا ابن سعد
وقاص نے اپنے لشکر شقاوت اثر کو ندا کی کہ یا خیل اللہ ارکبی وبالجنة ابشری

[illegible] کو قتل کرتے
جنت پاوگے اورجسوقت نافع بن ہلال البجلی میدان قتال مین پہونچے یہ رجز پڑہا کہ انا
ابن ہلال البجلی انا علے دین علی یعنی مین پسر ہلال البجلی ہون اور مین دین علی پر ہون
مقابل اونکا مزاحم بن حریث لشکر عمر سعد سے اونکا مزاحم ہوا اور اوسنے کہا کہ انا علے
دین عثمان مین دین عثمان پر ہون نافع نے کلام نافع فرمایا کہ انت علی دین شیطان
یعنی تو دین شیطان پر ہے اورجسوقت کہ بریر بن حضیر ہمدانی رضہ میدان کین آئے اور فوج
ستم شعار سے مبارز طلب ہوئے تو کہا کہ اقتربوا منی یا قتلۃ المومنین اقتربوا
منی یا قتلۃ اولاد البدریین اقتربوا منی یا قتلۃ اولاد رسول رب العلمین
وذریتہ الباقین یعنی میرے قریب آؤ اے قاتلان مومنین اور میرے نزدیک آؤ
اے قاتلان اولاد اصحاب بدر مین میرے پاس آؤ اے قاتلان اولاد رسول رب العلمین
اور اونکی ذریت باقین کے ان محبتون اور رجزون سے دریافت ہوا کہ یہ جدال و
قتال مابین محبان علی اور موالیان عثمان کے ہوا تہا پس دعوی عثمانیونکا محبت
اہلبیت اور تمسک ثقلین کا جیساکہ وہ نہایت حجت اور کمال رسوخ سے کرتے ہین
صدق وصفا سے دور اور کذب وریا سے معمور ہے اور سمرہ بن جندب صحابی کہ حدیثین
اونکی واجب العمل اور خصلتین اونکی عدالت منزل عام لوگونکے نزدیک ہین مسلمانان
کوفہ وبصرہ اور دیار اور قریات عراق کو قتال امام حسین سبط رسول الثقلین پر آمادہ
کرتے تہے جیساکہ ابن ابی الحدید نے چوتہے جزو مین شرح نہج البلاغۃ کی روایت کی ہے
کہ انہ کان سمرۃ بن جندب ایام مسیر الحسین الی الکوفۃ علی شرطۃ عبید اللہ
زیاد وکان یحرض الناس علی الخروج الی الحسین وقتالہ یعنی سمرہ بن جندب صحابی
زمانہ تشریف آوری امام حسین مین بجانب کوفہ ابن زیاد کی طرف سے کوتوال تہے
اور لوگونکو ترغیب خروج کی امام حسین پر اور اونکے قتل کرنے کی دلاتے تہے

اور انس بن مالک صحابی کہ بزرگان اصحاب سے اور روایات اخبار مین گروہ چاریار سے
مشہور ہین اور عام طور پر اخبار و احادیث اونکے مثل مولفات ابوہریرہ الدوسی
کتب صحاح مین فراہم کیگئی ہین مجلس ابن زیاد مین حاضر باش رہتے تھے جسروز کہ مشتی
ذریت پیغمبر کے بے مقنعہ و چادر اور سرہاے مبارک کے دربار ابن زیاد ستمگر مین تھی
انس صحابی بھی منجملہ تماشائیونکے حاضر الوقت تھے اور سانحہ حضرت مسلم سے اچھی طرح
جانتے تھے کہ ابن زیاد خونخوار عترت سید ابرار ہے اور آجکے روز دربار عام اور عید
خاص و عام بوجہ فتح قتل سبط سید انام ہے چنانچہ سبط ابن جوزی سے علامہ عینی صاحب
عمدۃ القاری نے شرح بخاری مین نقل کیا ہے اما کان لرسول اللہ صلعم علی انس
من الحقوق ان ینکر علی ابن زیاد فعلہ و یقبح لہ ماوقع من قرع ثنایا الحسین بالقضیب
یعنی حقوق پیغمبر سے ذمہ انس کے یہ تہا کہ ابن زیاد کے فعل پر اوسکو منع و ملامت کرتے
جو اوسنے سر اقدس امام حسین کے ساتھہ کیا کہ چوب بید سے دندان مبارک کہولے
اور کسی نے اوسے اس فعل سے نہ روکا انتہے اب مین کہتا ہون کہ انس قبل واقعہ کربلا سے
کوفہ مین موجود تھے پہر کیون نصرت کو سبط پیغمبر کی نگئے مگر یہ کہ وہ یزیدی و ابن زیادی
تھے پہر وہ کیونکر اس کام پر ملامت و سرزنش کرتے کہ سبط نبی کے بعد قتل لب کہولینے کو
امر نیک اور ذریت پیغمبر کو بے مقنعہ و چادر دیکھنے کو سبب حصول جنات نعیم سمجھتے تھے
اگر کہین کہ بوجہ پیری نصرت سبط نبی کو نہ گئے تو کیون تماشے مین شریک ہوئے۔
ابومخنف الازدی صاحب مقتل نے لکھا ہے کہ علاوہ لشکر عمر سعد کے آٹھہ ہزار
تماشائی ور وسوار کوفہ براے تماشا کربلا مین حاضر ہوے تھے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے
اس ازدحام مین کون مورخ اہتمام نام بنام لکھنے اس جم غفیر کا کرتا کہ طاقت بشری سے
باہر ہے پس باور نہین آتا کہ ایسے تماشائی واسطے تماشے کے کربلا مین نگئے ہون علاوہ
اونکے جابر بن سمرہ صحابی ابن صحابی اور زید بن ارقم و زید بن خالد الجہنی المدنی الصحابی

وسمرہ بن جندب صحابی حلیف انصار و نعمان بن بشیر صحابی والی سابق کوفہ معزول
حال و برآء بن عازب انصاری اوسی صحابی ابن صحابی مقیم کوفہ کہ جو سنہ ۷۲ھ مین
راہی ملک بقا ہوئے و شریح بن حارث مخضرم اور بعضونکے نزدیک صحابی اور علقمہ
بن قیس النخعی بعضونکے نزدیک ثقہ و معتبر و فقیہ و عابد تہے اور مسروق بن اجدع الہمدانی
ثقہ و عابد و فقیہ و مخضرم تہے اور سوید بن غفلہ جعفی مخضرم جو کبار تابعین سے تہے اور
ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن مسعود صحابی ثقہ و معتبر و فقیہ کہ مرجع فقہاء کوفہ تہے اور
عبد اللہ بن شداد بن الہاد اللیثی المدنی کہ اکابر ثقات تابعین سے تہے سب اوسوقت
ساکن و مقیم و متوطن کوفہ تہے اگر یہ لوگ ہم طریق و ہم مذہب اصحاب امام حسینؑ کے
ہوتے تو مثل اونہین کے عمل کرتے جیسے کہ کوفیونمین سے حبیب ابن مظاہر
تن تنہا امام علیہ السلام سے ملحق ہوئے اور نافع بن ہلال المرادی و عمر الصیداوی
و سعید بن ابی ذر الغفاری و عبد اللہ المذحجی بروایت ابو مخنف نواح کوفہ سے خبر
محاربت کی سنکر شامل لشکر امام اوسوقت ہوئے کہ حر بن یزید اصحجی مانع و سد راہ
اونکے تہے لیکن جذبۂ محبت اثر مقناطیسی سے زیادہ موثر ہے حر کی ممانعت کچہہ کارگر
نہوئی پس یہ اشخاص مذکورہی کیون ہمراہ نافع و عمر و سعید و عبد اللہ کے نہ آئے مگر یہ
نصرت سبط پیغمبر کی کیون کرتے کہ دوست ہم ابن زیاد و یزید کے تہے اور اگر
اونکی شرکت کسیوجہ سے مردان جنگی مین نہوئی تو لا محالہ بغرض تماشا کربلا و بازار
کوفہ و مجلس ابن زیاد مین جانا یقینی ہے اور سوائے اس گروہ گمراہ اہل کوفہ کے
جم غفیر اور خلق کثیر صحابہ و تابعین سے حرمین شریفین مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ مین
اقامت رکہتے تہے کہ واقعہ حرہ مین یزیدیونکے ہاتہہ سے قتل ہوئے جیساکہ تاریخ الخلفا
والصواعق محرقہ وغیرہ مین درج ہے اور یہ لوگ واسطے معاونت و نصرت ثقلہ
احد الثقلین یعنی عترت رسول کو نہین گئے نہ گئے اور باوجودیکہ یزید سے گناہ کثیر

ظاہر ہوئے کیسمنے اپنی جگہ سے جنبش نفرمائی چنانچہ تاریخ الخلفا مین علامہ سیوطی نے
لکھا ہے وکان سبب خلع اہل المدینۃ لہ ان یزید اسرف فی المعاصی یعنی اور سبب
معزول کرنے اہل مدینہ کا یزید کو یہ تہا کہ یزید نے معاصی مین کثرت و زیادتی کردی تہی
اور عبد اللہ بن حنظلہ سے روایت ہے کہ واللہ ماخرجنا علی یزید حتی خفنا ان
نرمی بالحجارۃ من السماء ان رجلا ینکح امہات الاولاد والبنات والاخوات ویشرب
الخمر ویدع الصلوۃ یعنے ابن حنظلہ نے کہا کہ ہم اہل مدینہ نے یزید پر خروج نکیا جبتک کہ
ہمکو یہ خوف نہوا کہ ہمپر آسمان سے تہپر برسینگے اسوجہ سے کہ یزید امہات اولاد اور
بیٹیون اور بہنون سے نکاح یعنی زنا کرتا تہا اور شراب پیتا تہا اور نماز نہ پڑہتا تہا پس
وجہ خروج دیکہنی چاہیئے کہ جب امام حسین نے طرف عراق کی نہضت فرمائی اہل حرمین
بخوبی جانتے تہے کہ کوفی یقینا امام حسین سے بیوفائی اور بدسلوکی کرینگے چنانچہ اسی
تاریخ الخلفا مین اور نیز تحریر الشہادتین مین مفصل مذکور ہے کہ ابن عمر وابن زبیر و جابر
وابن عباس و ابوسعید و ابو واقد اللیثی وغیرہ امام حسین کے کوفہ کو جانیکے مانع ہوئے
پس باوجود اس علم کے ان دعویداران اسلام نے نصرت و معیت امام علیہ السلام سے
روگردانی کی اگر ابن عباس و جابر انصاری و عبد اللہ جعفر طیار بوجہ نابینائی معذور تہے
مگر ابن عمر و ابوسعید و ابو واقد اللیثی و عبد اللہ بن حنظلہ و عبد اللہ المطیع اور دیگر حاضرین
حرمین کو کیا ہوا تہا کہ بدسلوکی یزید کو امام حسین کے ساتہہ گناہ کبیرہ شراب خواری
اور دختر کے ساتہہ زنا کرنیسے بہی خفیف سمجہتے تہے حالانکہ تہپرونکا برسنا اور عذاب
باری کا نازل ہونا اوس قوم پر جو انبیا کے ساتہہ نافرمانی اور بدسلوکی سے پیش
آتے تہے جاری رہا ہے اور زنا اور شراب خواری عادت قدیم نافرمان دین کی ہے
اور بعض اہل ملت کے مذہب مین نکاح با دختر اور اکثر مذہب مین شرب خمر جائز ہے
لیکن کبہی مورد قہر و عذاب نہین ہوئے اور نہین ہوتے پس یہ کہا جاسکتا ہے

کہ سبط پیغمبر کا ہلاک ہونا ان سرداران اسلام کے عقیدہ مین ایک امر خفیف تھا بلکہ
صغیرہ بھی نہ تھا باقی آئندہ اور علاوہ انکے بریدہ بن حصیب الاسلمی کہ اسلام لانا
اونکا قبل واقعہ بدر کے کہتے ہین اور ۶۳ سنہ ہجری مین اونہون نے انتقال کیا اور
مسلمہ بن مخلد انصاری زرقی کہ ۶۲ سنہ ہجری مین فوت ہوئے اور ابو بردہ الاسلمی
صحابی کہ مجلس یزید مین وقت داخلہ سرہاے شہدا اور اسیران عترت رسول خدا صلعم
حاضر تھے جیسا کہ فصول المہمہ مین ابن الصباغ مالکی سے منقول ہے اور مسور بن مخرمہ
صحابی کہ ابن زبیر کی جنگ مین یزیدیونکے ہاتھہ سے قتل ہوے اور اسید بن ظہیر اوسی
صحابی کہ خلافت مروان تک زندہ رہے اور ابو سعید بن معلی انصاری صحابی کہ رافع
بن اوس مشہور ہین اور وفات اونکی ۶۳ سنہ ہجری مین کتابونمین مسطور ہے اور
رافع بن خدیج اوسی انصاری صحابی معروف کہ ۶۳ سنہ ہجری مین جان بحق تسلیم کی
اور عرباض بن ساریہ صحابی کہ ۷۵ سنہ ہجری مین فوت ہوئے اور سائب بن یزید صحابی صغیر
مدنی صاحب احادیث کثیر اور اسلم العدوی غلام عمر ثقہ مخضرم کہ ۸۰ سنہ ہجری مین ہلاک
ہوئے و ابان بن عثمان بن عفان اموی مدنی ثقہ جنکی کنیت ابو سعید ہے اور ۱۰۵ سنہ
مین قید حیات سے رہا ہوئے اور ابو ادریس خولانی کہ عالم شام تھے اور اکابر صحابہ
عالیمقام سے احادیث و اخبار سنے ہوئے تھے اور ۸۰ سنہ ھ مین دار دنیا سے رخصت ہوئے
اور زر بن حبیش ثقہ مخضرم کہ اخبار اور روایتین اونکی زینت دہ صحاح ستہ ہین اور
۸۱ سنہ ھ مین یا اسکے بعد جان عزیز ملک الموت کی سپرد کی اور سنان بن سلمہ بن محبق البصری
جو حضرت صلعم کو دیکھے ہوئے تھے اور آخر امارت حجاج ثقفی شقی مین دنیا سے رخصت ہوئے
اور انھین سے اکثر بیعت شیخین ثلاثہ اور بیعت معاویہ و یزید و عبد الملک خلفاء ثلاثہ
مشرف ہوئے تھے اور اپنے طور پر مخالف طریقہ مرضیہ اہلبیت نبوی کے
سلوک کرتے تھے کہ حق خلافت صاحب بیت المال کا سمجھتے تھے اور امام حسین

فرماتے تھے کہ خلافت فرزندان ابوسفیان پر حرام ہے ان دونوںمین فرق بعید ہے ورنہ
اگر اس گروہ قلیل سے بھی اعتقاد و عمل ہدایت و ارشاد رسول کونین و حدیث ثقلین پر
اور ایمان آیات فضیلت ائمۂ اطہار و ولاے حیدر کرار پر رکھتے اور وقت پر خبر
واقعۂ ہائلہ کربلا سے واقف نہوتے اور شرکت و نصرت سے معذور رہتے تو بعد اوسکے
کیون ہمراہ سلیمان بن صرد صحابی یا ہمراہ مسیب و مختار بن ابو عبیدۃ الثقفی کے خطاب
یا آل ثارات الحسین حاصل نکرتے یا کیون بذات خود دعوت واسطے قتال یزید نہاد
مردان اسلام کو نہ دیتے تاکہ جوق جوق مسلمان چہار طرف سے علم جہاد برپا کر کر قبل سانحہ
ہتک حرمین شریفین یزیدیونکو نیست و نابود اور اپنی شمشیرونکو خون آلودہ کرتے
بجز اسکے کہ یہ سب مذہب جماعت معاویہ اور سنت اصحاب سقیفہ پر تھے اور
حکم تمسک ثقلین کو ہواے محبت خلفاء و جماعت معاویہ مین مثل قصہ باطل کے
سمجھتے تھے اور اہل حل و عقد امر خلافت کو حق صاحب بیت المال کا جانتے تھے
اس ہوس سے کہ بخشش و عطا اور انعام و اکرام اسلام مین صاحب بیت المال کے
ہاتھ سے ہوسکتا ہے نہ خالی ہاتھ سے مثل مشہور ہے کہ از دست تہی چہ سود اور
عقیدۂ عامہ مین نفع آخرت کا قرض اور منفعت دنیا نقد قدیم سے قایم ہی چنانچہ
امام حسینؑ اور اونکے اصحاب نے سیاہ اشقیا کو برابر بشارتین اور خوف دلا کر اس سے
متنبہ کیا مگر کارگر نہوا بلکہ حضرت نے قطعی دلیلون سے اوس گروہ گمراہ کو بارہا
فہمائش کی اور ہدایت کے لئے نصوص صریح بطور حجت پیش کئے مگر کچھ فائدہ نہوا
کہ مطلب اہل عناد کا انتقام خون عثمان سے تہا ورنہ طفل ششماہہ لایق بیعت
موہوم نہ تہا اور واقعہ ہائلہ شہادت علی اصغرؓ باواز بلند پکار رہا ہے کہ گروہ اشقیا کو
مدنظر خوشنودی یزید روسیاہ کی تہی جو کہ روز بدر کے فریاد کرنیوالا اور خون عثمان کا
انتقام لینے والا تہا تفصیل اسکی اور کتب مین مذکور ہے اب اس مقام پر تذکرہ

ہتک حرمت حرمین شریفین سے واقعہ خرابی بیت المقدس کا یاد آتا ہے اس معنی سے کہ
بعد قتل حضرت یحیےٰ پیغمبر کے خداوند اکبر نے سو سال بعد بخت نصر کو مقرر کیا تا کہ گنہگاران
بنی اسرائیل سے انتقام لے بخت نصر نے قتل عام اور خرابی بیت المقدس مین کوئی
دقیقہ فروگذاشت نکیا اور شہادت امام حسین کو زیادہ مدت نہ گذری کہ سنہ ۶۳ھ مین
مسلم بن عقبہ المزنی نے جو یزید پلید کیطرف سے واسطے تخریب و قتل و نہب کے مامور ہوا تہا معہ
لشکر کثیر کے ہتک حرمت مدینہ طیبہ کا کیا چنانچہ تاریخ الخلفا مین مروی ہے قال الحسن
مرۃ واللہ ما کاد ینجو منہم احد قتل فیہا خلق من الصحابہ رض ومن غیرہم ونہبت
المدینۃ وافتض فیہا الف عذراء یعنی ایک مرتبہ حسن بصری نے کہا کہ قسم بخدا قریب تہا
کہ کوئی اونمین سے نجات نہ پائے اوس حادثہ مین ایک مخلوق صحابہ مین سے
قتل ہوگئی اور غیر صحابہ سے قتل ہوئی اور مدینہ منورہ لوٹا گیا اور ہزار باکرہ زنا سے
ثیبہ کر دیگئین پس خلق کثیر و جم غفیر نے کہ اس واقعہ حرہ مین قتل ہوئی بدلہ نہ مدد کرنے
امام حسین کا اور عوض خوف و جبن کا ہلاکت نیزہ و شمشیر سے پایا اور جس چیز سے خائف
تہے اوسے اپنے پہلو مین دیکہا اور جبکہ حفاظت ناموس رسالت اور حفظان اور
پاسداری حرم نبوت مین کوتاہی کی کہ بوجہ نکرنے معاونت و اعانت کے حرم محترم
نبی اکرم کوچہ و بازار مین بے مقنعہ و چادر پہرائے گئے اور یہ لوگ مدینہ مین اپنے
گہرونمین فارغ البال ہوکر اپنے ناموس و عیال کی حفاظت مین مشغول رہے اوسکا
بدلہ واقعہ حرہ مین انکو پیش آیا جیسا کہ سیوطی نے اس روایت مین صراحت اونکی
دختران باکرہ کی بیحرمتی کی شامیون کی حرکات ناشائستہ سے ظاہر فرمائی ہے اور
بعد ہتک حرمت مدینہ منورہ مرقد محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مسلم بن عقبہ
راہ حرم مکہ مین اپنے مقر اصلی کو گیا یعنی ہلاک ہوا اور حصین بن نمیر موافق وصیت یزید کے
محاربہ ابن زبیر پر مقرر ہوا اوسکے لشکریون نے بالاے کوہ سے نفط و قیر آتشگیر منجنیق

رکھکر حرم مین پہنچکا یہانتک کہ شرارہ آتشی نے پردہ ہاے سقف کعبہ کو اور اوس دنبہ
کی شاخونکو جو فدیہ حضرت اسمٰعیل ہوا تہا اور تبرکاً اوسوقت تک وہان محفوظ رکہی تہین
بالکل جلادیا جیسا کہ حبیب السیر وغیرہ و تاریخ الخلفا مین لکہا ہے اور شبا ہت
قتل حضرت یحیےٰ و امام حسین مین اکثر واقعات مین ہوتی ہے چنانچہ حیات القلوب کی
روایت سے خون حضرت یحیےٰ سو برس تک جوش کہاتا رہا اور جبکہ بخت نصر نے
اور حبیب السیر کی روایت سے خردوس بادشاہ فارس نے ستر ہزار بنی اسرائیل کو
قتل کیا تو خونِ حضرت یحیےٰ کا جوش موقوف ہوا اور خون امام حسینؑ مظلوم کا ابتک
اثر کرتا ہے کہ روز شہادت سے آفاق مین سرخی شفق پیدا ہوئی اور ہر روز اثر خون
امام حسین کا نمایان ہوتا ہے حافظ سیوطی تاریخ الخلفا مین لکہتے ہین ولما قتل الحسین
مکثت الدنیا سبعة ایام والشمس علی الحیطان کالملاحف المعصفرة والکواکب
یضرب بعضها بعضا وکان قتله یوم عاشوراء وکسفت الشمس ذلک الیوم واحمرت
آفاق السماء ستة اشهر بعد قتله ثم لازالت الحمرة تری فیها بعد ذلک ولم تکن تری فیها
قبله خلاصہ اسکے ترجمہ کا یہ ہے کہ جب امام حسینؑ شہید ہوے دنیا سات روز تک سرخ
رہی اور آفتاب کی روشنی دیوارون پر مثل لحاف سرخ کے تہی اور شہاب بوجہ کثرت سے
گرنے کے آپسمین لڑتے تہے اور دن حضرت کی شہادت کا عاشورہ ہے اس روز آفتاب کو
گہن لگا اور چھ مہینہ تک تمام آسمان بعد قتل حضرت کے سرخ رہا اور بعد اسکے سرخی
شفق ہمیشہ آسمان پر قایم ہوئی جیسا کہ شام کے وقت روز دیکہا جاتا ہے اور قبل اسکے
یہ سرخی نظر نہ آتی تہی اور اسیطرح صاحب صواعق محرقہ نے عثمان بن ابی شیبہ سے اور
ابن جوزی کی روایت سے ابن سیرین و ثعلبی سے روایت کی ہے اور بعد اسکے لکہا ہے
کہ سواے اونکے مروی ہے کہ بعد قتل حسین افق آسمان سرخ تہا اور اوسی سرخی کا اثر
ابتک باقی ہے اور ہر طرف نہین ہوتا اور ابن سیرین کہتا ہے کہ مجہے اسطرح خبر پہونچی ہے کہ

کہ سرخی آسمان جو شفق سے ہوتی ہے پہلے نہوتی تھی جبتک کہ امام حسینؑ کو شہید کیا
بعد اسکے ظاہر ہوئی اور ابن سعد سے مذکور ہے کہ یہ سرخی شفق قتل حسینؑ سے پہلے
نہین تھی اور ابن جوزی کہتا ہے کہ حکمت اسمین یہ ہی کہ اثر غضب الٰہی کا بہیر اس
سرخی سے ظاہر ہوتا ہی اور چونکہ خدا تعالیٰ جسمیت سے پاک ہے پس قتل حسینؑ پر اپنے
غضب کا اثر اوسنے سرخی شفق سے ظاہر کیا ہے لہذا دیدۂ بصیرت و چشم عبرت سے
دیکھنا چاہیے کہ خون حضرت یحییٰ سو برس تک جوش مین رہا یہانتک کہ استیصال
بنی اسرائیل کا ہوا بعد ساکن ہوا جیسا کہ کتب سیر مین تحریر ہے اور خون امام حسین
بن علیؑ اور غضب خداوند لم یزلی مخالفین کی شہادت سے مصداق والفضل
ماشہدت بہ الاعداء یعنی فضیلت وہی ہے جسکی گواہی دشمن بہی دین اب تک
ساکن نہین ہوا کہ قریب تیرہ سو برس ۱۳۰۰ کے گذرے باوجودیکہ یثرب و بطحا و عراق مین
قاعدین و قاتلین عذاب دنیوی مین گرفتار ہوئے ظاہرا وجہ یہ ہے کہ اس خون کے
انتقام کا تعلق حجاز و عراق و شام کو گھیرے ہوئے ہے لیکن اسکا تعلق حجاز سے بوجہ
عدم اعانت و نصرت کے ہے جیسا کہ اوپر ذکر ہوا اور عراق سے اسکا تعلق بوجہ
بیوفائی و عہد شکنی و ارتکاب قتل و غارتگری کو فیونکی ہے اور یہ محتاج بیان نہین۔
ابو مخنف نے اپنے مقتل مین لکھا ہے کہ فتکمل العسکر ثمانون الف فارس من
اھل الکوفہ لیس فیہم شامی ولا حجازی یعنی بس کامل کردیا لشکر کو اسی ہزار سوارنے
اہل کوفہ سے اونمین کوئی حجازی و شامی نہین تہا اور کسیقدر اس انتقام سے سبب
بن نخبہ صحابی و مختار ابو مسلم مروزی و ابراہیم بن مالک اشتر و سلیمان بن صرد کے
ہاتہہ سے ظہور مین آیا لیکن انتقام فرقۂ ثلثہ سے کہ آل ابو سفیان ہے ابہی باقی ہے
پہر غضب خدا و جوش خون سید الشہداء ابہی ابہی تک قائم ہے اور خاصکر اس بارہ مین
روضۃ الشہداء مین سعید ابن جبیر سے ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول خدا صلعم

وحی آئی کہ بسبب قتل یحییٰ کے ستر ہزار آدمی قتل ہوے اور روایت دیگر مین ہے کہ بعوض
خون حسینؑ بن علیؑ ستر بار ستر ستر ہزار آدمی قتل کرونگا پس بقیہ انتقام ہاتھہ سے امیر تیمور
و نادر شاہ کے ظہور مین آیا اور بقیہ انتقام تمام عنقریب پورا ہوگا انشاء اللہ المستعان
اور منجملہ مناسبت و مشابہت حالات امام حسینؑ کے یحییٰ پیغمبر سے یہ ہے کہ حضرت یحییٰ
علیہ السلام کا سر شہر دمشق مین زن فاجرہ فاسقہ کے روبرو بطور ہدیہ لیگئے کہ تربت
اون حضرت کی ابتک جامع دمشق مین موجود ہے اور سر امام حسینؑ بعد گشت قبایل عرب
و شام کے اوسی شہر دمشق مین بطور تحفہ یزید فاجر کے روبرو پیش ہوا اور اونہین مین سے
یہ بات ہے کہ امام حسین ع اثنار سفر عراق مین بخیال مشابہت انجام سفر بحال حضرت یحییٰ
پیغمبر فرماتے تھے کہ بے ثباتی دنیا مین اسیقدر کافی ہے کہ سر یحییٰ پیغمبر کا بطور ہدیہ
زن فاجرہ کیواسطے لیگئے اور منجملہ مشابہت امام حسین کے حضرت یحییٰ سے یہ ہے کہ
صاحب حبیب السیر ایک جماعت ارباب اخبار کی روایت سے مثل مولف مستقصی
و ربیع الابرار وغیرہ فضلار کبار سے لکھتے ہین کہ مدت حمل امام حسینؑ کی چھ مہینہ تھی اور سوائے
حسین بن علی مرتضیٰ و یحییٰ بن زکریا کے کوئی فرزند شش ماہہ زندہ نہین رہا اور مثل اسی کے
یہ بھی ہے کہ سر یحییٰ کا زن فاحشہ کے لئے ہدیہ لیگئے اور سر امام حسینؑ کو واسطے یزید
فاسق کے جدا کیا اور بطور تحفہ اوسکے سامنے پیش کیا اور ابو مخنف لوط بن یحییٰ ذکر شہادت
امام حسینؑ مین نقل کرتے ہین ولم یمطر السماء دما الا ذلک الیوم و یوم شرح فیہ
یحییٰ بن زکریا یعنی نہین برسا آسمان سے خون مگر اوس روز جبکہ یحییٰ ابن زکریا شہید
کئے گئے اب مین پھر ذکر سبب شہادت کا کرتا ہون واضح ہو کہ وقت سرگرمی قتال عمر
بن حجاج کہ سردار میسرہ لشکر ابن سعد تھا کہتا تھا کہ یا اھل الکوفۃ الزموا طاعتکم و جماعتکم
ولا ترتابوا فی قتل من مرق من الدین و خالف الامام یعنی ای اہل کوفہ اپنے اور
اپنی جماعت پر طاعت کو لازم سمجھو اور اوس شخص کے قتل مین شک مت کرو جو دین اسلام سے

پھر گیا ہے اور تمہارے امام یزید کی مخالفت کرتا ہے امام حسینؑ نے یہ کلام سنکر فرمایا
یابن الحجاج اعلی تحرص الناس انحن مرقنا من الدین وانتم ثبتم علیه والله لیعلمن
اینا المارق من الدین ومن هو اولی یصلے النار یعنی اے پسر حجاج تو لوگونکو میرے
قتل پر آمادہ کرتا ہے کیا مین دین اسلام سے برگشتہ ہون اور تمہارا گروہ دین اسلام پر
ثابت قدم ہے خداوند تعالے اچھی طرح جانتا ہے کہ ہم مین اور تم مین سے کون دین اسلام سے
منحرف ہے اور کون سزاوار داخلہ دوزخ ہے پس دونون جانب کے اقوال سے
ثابت ہوتا ہے کہ حقیقت مین ہر ایک طرف مقابل کو اسلام سے خارج سمجھتا تھا اہل کوفہ
یزید کو امام برحق سمجھتے تھے اور امام حسینؑ یزید اور اوسکے تابعین کو بعد اسکے کہ اجماع
صحابہ اوسکی خلافت پر ایسا متحقق ہوا کہ ایک عالم اوسکی مددگار یمین قتل ذریت نبوی پر
شمشیر بکف اور علم شقاوت بردوش تیار ہو گیا سزاوار دوزخ فرماتے تھے اور جو شخص
حضرت کے لشکر سے شہید ہوتا تھا اوسکو بشارت جنت دیتے تھے کیا مذہب اہل جماعت
مین یہ ہو سکتا ہے کہ جو خلیفہ اجماعی سے منحرف ہو اور اطاعت امام ہیع سے خارج ہو
جنتی قرار دیا جائے حالانکہ مذہب امام معصوم سے بخوبی ظاہر ہے کہ وہ حضرت بایعان
یزید خلیفہ اجماعی کو سزاوار دوزخ اور اوس سے باغیونکو مستحق جنت فرماتے تھے
اس سے فرق مابین دونون مذہبون یعنی مذہب امام حسینؑ اور مذہب اشقیاء
اہل کوفہ کے اظہر من الشمس ہے اور امام حسینؑ نے محاصرہ لشکر ضلالت اثر دیکھکر
گرد خیام اہلحرم کے خندق کہدوا دیا اور اوسمین آگ جلوا دی تاکہ حملہ اشقیاء امت کا
مانع ہو جب شمر ناپاک نے دیکھا کہ آتش سوزان خندق مین مشتعل اور مانع دخل ہے
باواز بلند ندا کی کہ یا حسین انعجلت النار قبل یوم القیمۃ یعنی ای حسینؑ تمنے آگ مین
جلنے مین جلدی کی قبل روز قیامت کے کہ اوس روز نعوذ باللہ تم دوزخمین جاؤ گے
اس کلام نافرجام سے واضح ہے کہ وہ شقی متمرد اپنے زعم مین روز بازپرس کا قایل تھا

کیونکہ قیامت کا عقیدہ خاصہ اہل دین کا ہے اور براے قتال ان لوگونکے اِنکا سبب
کہ جوق جوق یزید کو ابن زیاد کے کربلا مین جمع ہوئے محض بطمع زر و خلعت نہین تہا بلکہ
یزیدی امام حسینؑ کو باغی اور یزید کو خلیفہ برحق اپنے عقیدۂ راسخہ سے سمجہتے تہے اور اپنی
گروہ کو سنت پیغمبرؐ اور سیرت شیخین پر معتقد جانتے تہے چنانچہ وہ لوگ جو کربلا مین واسطے
قتل خامس آل عبا کے حاضر نہوسکے تہے بعد اوسکے بمقابلہ عبد الرحمن بن سعید و رفاعہ
بن عازب و سلیمان بن صرد الخزاعی صحابی جملہ شیعان علی کی کمک کو ابن زیاد کے ہر چہار طرف سے
جمع ہوئے اور ہزار در ہزار شام و بصرہ و ساباط و سوشتر و اہواز سے فراہم ہو کر جنگ
و جدال کیے جیسا کہ ابو مخنف نے اپنی کتاب مقتل مین روایت کی ہے اور اونمین ایک
گروہ فرقۂ خارجی سے بوجہ نصرت عثمان غنی سے شریک یزید و ابن زیاد کا نہوا تہا پس مجہی
حیرت ہے کہ یہ مردمان ممالک اسلام بمقابلہ شیعان علیؑ کے کیا مذہب رکہتے تہے کہ
آن ثارات الحسین پر تیغ کین کہینچی کیونکہ کتب تاریخ و مقتل کے دیکہنے سے خصوصیت اہل شام
کی ان محاربات مین بعد شہادت امام حسین کے پائی نہین جاتی بلکہ بلواے عام کمک
ابن زیاد پر ہر چہار طرف سے ممالک عراقین و عرب و عجم مین ظاہر ہوتی ہین پس لامحالہ
یہ سب قاتل و مقابل اہل دین دشمن آل طٰہٰ و یٰسین تہے اور بمصداق الناس علی دین ملوکہم
یزیدی و عثمانی و تابعین خلیفہ اجماعی تہے اور اونکے قلوب مین شمہ بہی حرمت تمسک ثقلین کے
محفوظ نہ تہے اور یہی خیالی اونکے تمسک ثقلین سے اب تک اونکے تابعین مین پائی جاتی ہے
چنانچہ خلف اتباع سیرت سلف سے مختار بن ابو عبیدہ ثقفی کو کہ محبت اہل بیت مین اونہونے
یزیدیونکو ہلاک کیا بدمذہب کافر مو جب لعنت کہتے ہین اور اپنے گروہ کو باوجود بغض اہلبیت
نبی کے اور طریق تنزل پر باوجود ترک تمسک ثقلین باعتقاد حسبنا کتاب اللہ یعنی ہمکو صرف
کتاب اللہ کافی ہے اہل اسلام و اہل اللہ و تابع سنت رسول اللہؐ مثل دعوی عمر سعد
و شمر و سنان قاتلان خامس آل عبا جانتے ہین اور ابو مخنف نے مقتل مین لکہا ہے

مجتبیٰ کے حق مین ... فرمایا کہ رسول ... حسنین ... اور ... بھائی کی
حق مین فرمایا ہو کہ ہذان سیدا شباب اہل الجنۃ وانی مخلف فیکم الثقلین کتاب اللہ
وعترتی اہلبیتی یعنی یہ دونون سردارجوانان بہشت کے ہین اور فرمایا کہ مین تم مین خلیفہ
کرتا ہون ثقلین کو کہ وہ کتاب خدا اور میری عترت اہلبیت ہین پس اگر تم میری کلام کی تصدیق
کرو تو اسے صحیح سمجھو اور اگر تکذیب کرو تو جابر بن عبد اللہ انصاری و ابو سعید خدری و سہل
بن سعد ساعدی و زید بن ارقم و انس بن مالک سے دریافت کرو کہ اونہون نے میرے جد
رسول خدا صلعم سے سنا ہے شمر ملعون کو فی الاصل یزیدی المذہب ہے کہا کہ ہو یعبد اللہ علی
حرف الکان یدری ما یقول یہ ابن جوزی نے تذکرہ مین روایت کی ہے یعنی اوسنے
کہا کہ وہ عبادت خدا حال آسائش مین یا حال تشکیک مین معرفت خدا تعالیٰ مین کرتا ہو اور
نہین جانتا کہ خود کیا کہتا ہو اور مخفی نرہے کہ شمر ابن جوشن ہے اور منجملہ راویان حضرات عامہ کے
ہے جیسا کہ استیعاب مین ترجمہ ذی الجوشن مین درج ہے بہر نوع شمر مردود نے جو زبان طعن طرف
جگر گوشہ رسول منان کے کہولی اوس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ملعون قائل ان تعالیٰ اللہ
قرآن و حافظ آیات و کلام رحمن تہا اور امام حسینؑ کو مخالف دین و ایمان سمجھتا تہا اور
ملا جانبین سے بہی دریافت ہوتا ہے کہ امام حسین نے اپنے دعوے کی صداقت پر
جو حجت حدیث پیغمبر سے فرمائی مفید نہوئی بلکہ اوس ملعون نے اونکے جواب مین کہا کہ
الکان یدری ما یقول یعنی وہ نہین جانتا کہ کیا کہتا ہے اور یہی سنت اونکی آج تک
دیکھی جاتی ہے کہ اون حجتون مین جو احادیث فضائل اہلبیت نبوی و نصوص خلافت
عترت اطہار و حکم تمسک ثقلین مین پیش آتے ہین تاویلین کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اگر یہ نصوص الخ
ہوتے تو صحابہ ذوی الاحترام و سرداران مہاجرین و انصار اوس سے منحرف نہوتے اور
کہتے ہین کہ ہمارا مسلک سیرت صحابہ پر ہے اگرچہ اوس مسلک مین طریقہ مرضیہ عترت
نبوی سے انحراف واقع ہوا اور اوس انحراف کی کچھ پروا نہین کرتے پس اس سے

واضح ہوتا ہے کہ اس باب مین مذہب اس گروہ تابعین کا یزید یونکے مسلک پر ہے اور
حضرات عامہ نے بلحاظ سیرت و اثر صحابہ متذکرہ صدر کے احادیث منصوصہ پیغمبر خدا صلعم
کو جیسا کہ ظاہر ہوا چھوڑ دیا ہے جب نامہ ابن زیاد کا نوید فتح و فیروزی بنی امیہ و تاراجی
خاندان سید الوریٰ مین یزید کو پہونچا اور ایک روایت سے جب سر مبارک امام حسین ع
روبرو اوس شقی ازلی کے لیگئے تو اوسنے کہا کہ یوم بیوم بدر یعنی آجکا روز بدل یوم بدر کا ہے
اور فصول المہمہ ابن صباغ المالکی مین مذکور ہے کہ جب مجلس یزید مین داخلہ سر مکرم واقع ہوا
وہ پلید جسارت کر کر دندان مبارک امام حسین کے چھڑی سے کہولنے کا مرتکب ہوا قطع اللہ
یدیہ ولا ینقطع عذابہ علیہ من لدیہ یعنے اللہ قطع کرے دونون ہاتہہ اوسکے
اور قطع نکرے اوس سے عذاب کو اور اوسنے کہا کہ اماتدرون من این اتی ھذا اما
انہ یقول ابی خیر من ابیہ و امی فاطمۃ خیر من امہ وجدی رسول اللہ خیر من
جدہ وانا خیر من یزید واحق بالامر منہ یعنی آیا جانتے ہو کہ یہ قتل کسوجہ سے کیا گیا
آگاہ ہو کہ امام حسین کو دعوے تہا کہ باپ میرا بہتر ہے یزید کے باپ سے اور میری مان
فاطمہ رض بہتر ہے یزید کی مان سے اور دادا میرا بہتر ہے یزید کے دادا سے اور مین بہتر ہون
یزید سے اور مین بہ نسبت یزید کے خلافت کا زیادہ سزاوار ہون اس عبارت سے
ظاہر ہوتا ہے کہ یزید اچھی طرح جانتا تہا کہ امام حسین ع آپکو سزاوار خلافت سمجھتے تھے اور
اور بجواب اس دعوی خلافت امام حسین کے کہا وانی ھذا امن فقہہ ولم یقرا قول اللہ تعالیٰ
قل اللھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء و تنزع الملک ممن تشاء الآیہ یعنی جواب دے
علم سے کیسلئے تو نہین پڑہتا ہے قولہ تعالیٰ قل اللھم مالک الملک الآیہ کو یعنی کہہ ای محمد بار خدایا تو
مالک ملک ہے جسکو چاہتا ہے ملک دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے نکال لیتا ہے۔ حالانکہ دعوی
خلافت استحقاق قرابت حضرت رسالت صلعم سے وہم ملک گیری و سلطنت دنیوی کا
نہین ہوتا لیکن یزید نے بحجت حصول خلافت کو بمعنی سلطنت دنیوی محمول کیا جیسا کہ

ایہ قرینہ دلالت کرتی ہے وجہ یہ ہے کہ اہل اغراض نے خلافت دینے کو بھی عترت نبی سے
مثل شعار سلاطین دنیا خلافت دنیوی جانکر دور کیا پس یزید نے بھی حسب سیرت
سلف خلافت کو قابل انتزاع اور استحقاق عترت پیغمبر کو دور کرنیکے سمجھا پس اہل انتزاع
ملوک دنیوی تھے نہ خلفاء دینی اور قاضی عیاض نے یزید و معاویہ کو منجملہ خلفاء کے شمار کیا ہے کہ شیخین ثلثہ
خلفاء سابق انکے اونمین شامل ہین پس یہ سب ایک ہی ملت اور ایک ہی اصل کے خلفاء ہوے ہین
اور نامہ ابن زیاد جب عبدالملک ابن ابی الحرث عمر بن سعد بن العاص امیر مدینہ کے پاس لیگیا
کہ ہمتای عمرو بن سعد وقاص تہا کیونکہ سعید و سعد منجملہ عشرہ مبشرہ کے تہے ایک صاحب بشارت
جنت کے بیٹے نے خون جگر گوشہ پیغمبر بہایا کہ پسر سعد تہا اور دوسرے کا یہ حال ہے کہ اوسنے بکمال
بشاشت کہا واعتبہ بواعتبہ عثمان یعنی یہ نوحہ و زاری کہ بنی ہاشم مین ہے بعوض نوحہ و
زاری عثمان کے ہے اور یہ بیت پڑہی ۔ عجت نساء بنی ہاشم عجتہ + کعجیج نسوتنا
غداة الارنب + وقال انہا لدمة بلدمة و صدمة بصدمة الخ یعنی زنان بنی ہاشم
روتی ہین مثل ہم بنی امیہ کے عورتونکے رونیکے غداة ارنب مین (اور غداة ارنب اشارہ ہے
طرف صبح قتل عثمان غنی کے) اور کہا کہ یہ نوحہ و زاری زنان بنی ہاشم کا صدمہ ہے مقابل اوس
صدمہ کے کہ عثمان کو پہونچا ۔ اور مخفی نرہے کہ یہ تفرقہ مابین فریقین محاربات صفین مین
پیدا ہوا تہا چنانچہ ابن ابی الحدید نے جابجا ذکر جنگ صفین مین تابعین جناب امیر کو شیعہ علی
و تابعین عثمان کو شیعہ عثمان لکہا ہے اور یہ تمیز روشن آخر محاربات تک مختار ثقفی کی مصعب بن
زبیر سے قایم رہی اور اول جسنے کہ شیعہ علی کو رافضی کہا وہ عمر بن سعد وقاص ہے چنانچہ
محمد بن احمد الثقفی نے اپنی تاریخ مین ابو مخنف صاحب مقتل سے مجلس ششم مین تحت ذکر معزولی
عبداللہ بن یزید عامل ابن زبیر و معموری عبداللہ بن مطیع امارت کوفہ پر اسکو نقل کیا ہے اور یہ سعد
اونکے نزدیک راوی صادق احکام دین و اخبار خیر المرسلین مین ہے کہ اونکے شیخ الاسلام نے
تقریب مین اوسکو صدوق لکہا ہے لیکن شماتت مردمان کے خوف سے کہ یہ نکہین کہ قاتل

عترت نبی پر و معتقد اس جماعت صاحب سنت کا ہے اس سے زیادہ اوسکی مدح مین
زبان عقیدت نہین کہولی اور اسیقدر کہنے پر کہ صدوق لکن مقتہ الناس یعنی عمر سعد
راویونمین صادق ہے لیکن آدمیون نے اوس سے دشمنی کی اقتصار فرمایا ہے اور یہ
عمر سعد باقیات اور یادگار عمر خطاب سے ہے چنانچہ قد جزم ابن معین بانہ ولد یوم
عمر بن خطاب انتہی فی تقریب التہذیب یعنی عمر سعد اوس دن پیدا ہوا جسدن عمر خطاب
انتقال کیا ہے یہی عبارت تقریب التہذیب مین درج ہے اور محمد ثقفی مورخ محاربات عراق
ذکر محاربات ابراہیم بن مالک اشتر مین مصعب کے ساتہہ معرفت شیعہ علی مرتضی رضہ مین اسطرح
لکہا ہے کہ ابراہیم بن مالک نے لشکر مصعب کو ہزیمت دی اور اپنے مقام پر واپس آکر
ایک شخص کو دیکہا ابراہیم اوسکے پاس گئے اور سلام کیا اوسنے کہا کہ یہ خیمے کیسے ہین ابراہیم
کہا کہ مین نہین جانتا اوسنے کہا کہ اس جماعت سے ایک ہیبت میرے دلمین پیدا ہوئی
ہے ابراہیم نے فرمایا کہ یہ لوگ صاحب حق ہین اور حق کیلئے شمشیر زنی کرتے ہین اوس
ملعون نے کہا کہ جس شخص نے تمسے یہ کہا ہے وہ رافضی تہا جیسے کہ ابراہیم اور مالک اشتر اور
اوسکے قوم کے آدمی ہین اور ہم اوپر لعنت کرتے ہین ابراہیم نے کہا کہ مجھے بتلا کہ رافضی کون
ہوتے ہین اور کس سبب سے اونہین رافضی کہتے ہین اوسنے کہا اس سبب سے کہ وہ امام بحق
امیر المومنین علی رضہ کو جانتے ہین اور اذان نمازمین حی علی خیر العمل کہتے ہین اور نمازمین ہاتھ
کُہلے رکہتے ہین اور شبانہ روز مین اکیاون رکعت نماز پڑہتے ہین سترہ رکعت فرض کی
اور سترہ رکعت نماز سنت کی اور سترہ رکعت نماز نفل کی پڑہتے ہین اور معاویہ اور یزید پر
لعنت کرتے ہین الی ان قال (یہ اوسکا قول ہے) اور اب آئے ہین اور واسطے
خون فرزندان ابوتراب کے شمشیر زنی کرتے ہین انتہی بقدر حاجت پس نظر انصاف سے
دیکہنا چاہیے کہ ہاتہہ کہولکر نماز پڑہنی اور امیر المومنین علی کو خلیفہ برحق جاننا اور واسطے
خون فرزندان حضرت کے تلوار مارنا موجب رفض اور مستوجب قتل قرار پایا اور قتال

وحرب ذریت رسول سے کہ اون حضرت نے حکم اونسے تمسک کرنیکا فرمایا عقیدہ مین عثمانیون
اور اتباع شیخین کے بنا رحق ہوا کیا یہی اسلام و اتباع سنت خیر الانام ہے۔
حرمرا باور نمی آید زروے اعتقاد۔ قتل عترت کردن و دین ہمبرداشتن۔ اس بیان سے
صاف ظاہر ہوا کہ دست کشادہ نماز پڑہنا شیعہ علی کا اوس زمانہ مین فرق بین اور
موجب تمیز فرقہ حقہ تہا اسپر غور کرو اور علاوہ ان دونون گروہ کے کہ شیعہ علی
وشیعہ عثمان تہے اوس زمانہ مین اور کون تیسرا فرقہ تہا کہ دونون سے جدا ہو اور
گوشۂ عافیت مین محفوظ رہا ہو کیونکہ اعیان و بزرگان صحابہ کہ جماعت امت و اصحاب سنت
پیروی اونکی عین اسلام سمجہتے ہین اور بتلاتے ہین مثل سعد وقاص و ابن عمر و اسامہ و رافع
و محمد مسلمہ و زید بن ثابت و ابوہریرہ و ابو درداء وغیرہ کے کہ بیعت جناب امیر علیہ السلام سے
منحرف ہو کر بیعت معاویہ کے تحت مین ہو گئے اور جو اونمین سے زندہ رہے اونہون نے
یزید کی بیعت کر لی تہی جیسا کہ ملل و نحل شہرستانی مین لکہا ہے پس کیسے سمجہ مین آسکتا ہے کہ
سواد اعظم پیروان صحابہ عظام کا یزیدی و ابن زیادی نتہا اونکا مذہب سوائے مذہب نواصب کے
کون تہا اور جس زمانہ مین یزید دار دنیا سے معاویہ سے ملحق ہوا اور عراق ابن زبیر کے ہاتہ آیا رؤسائے
کوفہ اوس سے ملگئے اور رغم و عداوت اہلبیت و حمایت ہر سہ اصحاب خلافت مین محاربت کو
مختار و ابراہیم علیہما الرحمۃ کے آئے کیونکہ یہ سب عمائد کوفیون کے وہی تعلیم یافتہ شاگرد ان
ابن مسعود اور مقلد سنت عمری کے تہے اور ارشاد امیر المومنین کیطرف التفات نہ کرتے تہے
پس لامحالہ تابعین صحابہ اور معاویہ و یزید کے بیعت کنندہ معتقد اونکی خلافت کے تہے
اور بعد زوال سلطنت بنی امیہ و بنی عباس کے جب کوئی جگہ امن کی عام اہل حل و عقد کیواسطے
باقی نرہی اور قسمات جوار اسلام سے خوف ہوا کہ اصرار کو سیرت قاتلین عترت اطہار مین
عقلاً و انصافاً ناروا سمجہینگے لہذا اس واقعہ کربلا کی علت اور اصل سبب کے اخفا کی درپے
ہوئے مگر طشت از بام افتادہ حالات کیسے مخفی رہتے اور اگر دنیا مین پوشیدہ بہی کرلیتے تو قیامت تک

دن کیونکر چہپینگے ابو مخنف نے مقتل مین لکہا ہے کہ امام حسین ع نے فرمایا کہ و لقد سمعت جدی
رسول الله یقول من سمع داعی اهل البیت و لم یجبه کبه الله علی منخریه فی النار یوم القیامه
یعنی تحقیق کہ مینے اپنے جد رسول خدا صلعم سے سنا ہے کہ آپنے فرمایا جو کوئی آواز دعوت کنندہ کی
میرے اہلبیت مین کہ وہ طلبگار نصرت ہو اور اوسکے جواب مین اجابت نکرے اور اوسکی اعانت
نکرے خداوند تعالی اوسکو جہنم مین سرنگون اور بروز قیامت مونہہ کے بہل ڈالیگا پس ان اصحاب
اخفا اور صحابہ حاضرین وقت کا کیا حشر ہوگا۔ اور اسیکے متعلق یہ بہی ہے کہ اصحاب اخفا را اور
پاسداران حریم حرمت صحابہ نے جب دیکہا کہ امام حسین ع بعوض قتل عثمان شہید ہوگئے اور جو کہ صفین
مین معاویہ نے قصاص عثمان طلب کیا اور آب فرات لشکر جناب امیر کے بند کیا لیکن
قضا و قدر نے قتل جناب امیر پر مدد نہ کی لہذا اوس واقعہ مین تاویل کا موقع ہاتہہ آیا کہ امیر شام
قاتلان عثمان کا خواہان تہا جناب امیر کے قتل کے درپے نہ تہا مگر واقعہ کربلا سے پردہ حیا
پارہ پارہ ہوگیا اور کوئی آڑ ہاتہہ نہین آتی اسی بنا پر امام غزالی نے فرمایا ہے کہ یحرم علی
الواعظ و غیرہ ذکر مقتل الحسن ع و الحسین ع و حکایة ما جری بین الصحابة فانه یهیج
الی بغض الصحابة و الطعن فیهم یعنی حرام ہے واعظ وغیرہ واعظ پر مقتل حسن ع و حسین ع کا
یاد دلانا اور حکایت کرنا اون واقعات کا جو مابین صحابہ کے پیش آئے کہ وہ ہیجان لاتے ہین
بغض صحابہ کیطرف اور اونکے طعن کرنے مین اور عزاداری مین امام مظلوم کے کیا کیا نہین کہتے
ایک حدیث وضعی اذا بویع للخلیفتین فاقتلوا اخرهما یعنی جسوقت دو خلیفہ کی بیعت
کیجاوے پس جسکی آخرین بیعت ہوا اوسے قتل کرو اسی واقعہ کے لحاظ سے وضع و تیار کیگئی ہے اور
کہتے ہین کہ ما قتل یزید الحسین الا بسیف جده لان یزید الخلیفه و الحسین
باغ علیه کما یاتی بیانه مفصلا یعنی یزید نے امام حسین کو قتل نہین کیا بلکہ وہ اپنے
جد رسول خدا صلعم کی تلوار سے قتل ہوئے اسلئے کہ یزید خلیفہ تہا اور حسین ع نے یزید سے
بغاوت کی جیسے کہ مفصلا ذکر کیا گیا ہے اور کبہی کہتے ہین کہ جنگ مابین یزید و امام حسین کے

ملک گیری پر ہوئی اور ایک جگہ کہتے ہین کہ غبار قلبی سابق کی بنا پر جنگ ہوئی کہ ایک نے بعد
دوسرے کے ایک عورت سے نکاح کیا تہا اور اس اس طرح کی تاویلات تصرفات واہیہ اکثر پیدا
کرتے ہین تاکہ عیب نہ کہلے اور پردہ فاش نہو جاے اور اسیوجہ سے مجلس عزا کو مطلقاً بدعت
قرار دیتے ہین تاکہ کوئی شخص ان واقعات کو سنکر صحابہ کے حق مین بدگمانی نکرے جو کہ خون
ناحق امام حسین علیہ السلام کا ابتک نمایان ہے اور مثل جوش خون حضرت یحیی علیہ السلام کے خاک ڈالنے سے نہین
نہین چہپ سکتا لہذا ان تاویلات تنک و تصرفات خنک سے اسرار پوشیدہ نہین ہوتا کیونکہ
حقیقت سعادت و عدالت صحابہ کے نکرنے نصرت و عدم مساعدت اور تحریص صحابہ کی
برائے قتل سبط رسول ذوالجلال جیسا کہ قبل اسکے قدرے ذکر کیا گیا یوم سقیفہ و فدک سے
اہل ہوش پر واضح ہو چکا ہے ولقد ما احسن ما قال من قال یعنی فی الواقع کیا اچھی بات
کہی ہے جسنے کہی ہے ع عدل تقدیری و تقدیر عدالت غلط است ؛ چونکہ این مسئلہ تحقیق شد
از باغ فدک ؛ اور دوسرے شخص نے زیادہ تصریح کی ہے ع بر اہل ہوش ز روز سقیفہ
معلوم است ؛ حسین بن علی آخر شہید خواہد شد ۔ **فصل دوم** اون حادثون مین
جو مرقد منور و مطہر امام حسین علیہ السلام سبط پیغمبر برگزیدہ سے بطور جغرافیہ و تاریخ کربلا کے ابتدا از
زمانہ ہبوط آدم علیہ السلام سے اسدم تک بقدر استنباط کے عبور کتب سے ظاہر کرتا ہون اللہ تعالی نے
فرمایا ہے فلما اتیہا نودی من شاطئ الوادی الایمن فی البقعة المبارکة من الشجرة
ان یا موسی الآیہ یعنی جبکہ آیا اوسجگہ موسی تو کنارہ وادی ایمن سے جو بقعہ مبارکہ مین ہے
درخت مین سے ندا دی گئی کہ اے موسی آخر آیت تک راسخون فی العلم نے فرمایا ہے کہ شاطئ
الوادی الایمن شط فرات ہے اور بقعہ مبارکہ کربلا ہے پس لامحالہ بقعہ مبارکہ شعائر اللہ سے ہے
کہ اللہ تعالے نے کربلا کو بقعہ مبارکہ فرمایا ہے اور اس سے ظاہر ہوا کہ زمانہ حضرت موسی مین
فرات کربلا مین تہا اور یہ ارض مقدس باعتبار فضل و شرف مزار مطہر امام حسین علیہ السلام سے چار طرف سے
پانچ پانچ فرسخ ہے اور سب حرم کا حکم رکہتی ہے اور باعتبار زیادتی شرف و کرامت کے

مرقد منور سے ہر چہار طرف پچیس ۲۵ ہاتھ زمین ہے اور کمتر مقدار بلحاظ زیادتی انوار و برکات کے
چہار طرف بیس ۲۰ بیس ۲۰ گز ہے جیسا کہ اخبار منصور بن عباس و اسحٰق بن عمار و عبد اللہ بن سنان
مین تفصیل اس بیان کی مذکور ہے اور ایک روایت مین ہر چہار طرف قبر مطہر سے دس میل ہی
اور کشکول شیخ بہاء الدین عاملی علیہ الرحمہ بلطف الجلی مین مذکور ہے کہ امام حسین عم نے
زمین کربلا کو اہل غاضریہ سے چار چار میل مربع خرید اتہا اور اس روایت و دیگر روایات
مختلفہ کے رو سے پچیس فرسخ مربع زمین کو حضرت نے ساٹھہ ہزار درہم کو خرید فرمایا تہا تاکہ
جماعت زائرین کو آسائش منزل بہم پہونچے پس قبل اظہار بیان ہیئت اس بقعہ مقدسہ کی
حال ورود انبیاء کا ارض کربلا مین ذکر کرتا ہون بحار الانوار مین حدیث مرسل کے طریق پر
مذکور ہے کہ حضرت ابو البشر آدم علیہ السلام پیغمبر جسوقت کہ بعد ہبوط حضرت حوا کی تلاش مین پہرتے تہے
گذر حضرت کا ارض کربلا مین ہوا ناگاہ پاؤن مین حضرت آدم عم کے ٹہوکر لگی اور دونون پیر
زخمی ہوئے اور خون ساقہائے مبارک سے زمین پر جاری ہوا حضرت باری سے مناجات کی کہ
هل حدث لی ذنب اخر فعاقبتنی به والی طفت جمیع الارض وما اصابنی مثل
ما اصابنی فی هذه الارض ندا آئی کہ لایصدر عنك ذنب ولاکن یقتل فی
هذه الارض ولدك الحسین ظلما فسال دمك موافقة لدمه یعنی آدم عم نے
مناجات کی کہ آیا کوئی دوسرا گناہ مجھسے سرزد ہوا کہ جسکی پاداش مین تونے مجھپر عقاب
فرمایا حالانکہ مین تمام زمین مین پہرا کسی جگہ مجھے ایذا نہ پہونچی جو اس زمین مین پہونچی ہے
اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ تمسے کوئی گناہ صادر نہین ہوا لیکن اس زمین مین تمہاری اولاد سے
حسین عم بہ ظلم و جور قتل ہوگا پس تمہارا خون موافقت کو خون حسین عم کے جاری ہوا ہے
پس آدم نے کہا یا رب ایکون الحسین نبیا قال لا ولکنه سبط النبی محمد صلعم یعنی اے
رب میرے کیا حسین عم نبی ہوگا فرمایا نہین لیکن وہ نواسہ نبی آخر الزمان کا ہے پس آنحضرت نے
بعد دریافت حال واقعہ کربلا حسب ارشاد جبرئیل عم این قاتلان حسین عم پر چار مرتبہ نفرین کی

تو کثرت تموج سے قریب غرق ہونیکے پہونچی حضرت نوحؑ بہت ڈرے اور مناجات کی
ندا آئی کہ اسجگہ حسینؑ قتل ہوگا اون حضرت نے بہی بعد علم اس واقعہ کے جبرئیل امین کی
تعلیم سے قاتلان امام مظلوم پر نفرین فرمائی یہانتک کہ تہوڑی مسافت مین کشتی نے
کوہ جودی پر قرار پایا اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے سوار کسیجگہ سے جاتے ہوئے
کربلا کو عبور فرمایا گہوڑے نے اونحضرت کے سکندری کہائی کہ آپ نیچے گرے اور
سر مبارک پہٹگیا اور خون اوس سے روان ہوا خلیل جلیل نے مناجات کی جبرئیل امین
نازل ہوئے اور کہا کہ ای خلیل تمسے کوئی گناہ صادر نہین ہوا لیکن اس زمین مین سبط پیغمبر
آخر الزمان قتل ہوگا تمہارے خون نے اونکے بدن کے خون سے موافقت کی ہے تاکہ اونکی
مصیبت مین شریک ہو اور اوس رحمت عام سے تمہین بہی حصہ ملے اور بکریان حضرت اسمعیل
نبی اللہ کی کنارہ نہر فرات پر چرتی تہین چرواہے نے خبر دی کہ چند روز سے اس نہر فرات سے
بکریان پانی نہین پیتین اور نہ اس صحرا مین چرتی ہین حضرت اسمٰعیل نے مناجات کی پس
جبرئیل آئے اور فرمایا کہ گوسفندون سے اسکا سبب دریافت کرو اونہونے بزبان فصیح
عرض کیا کہ خدا سے ہمکو معلوم ہوا ہے کہ فرزند پیغمبر آخر الزمان اس صحرا مین تشنہ و گرسنہ
شہید ہوگا پس ہم اونکے ماتم مین مشغول ہین اور اس نہر سے پانی نہین پیتی حضرت اسمٰعیل نے
کہا اللہم اللعن قاتل الحسینؑ یعنی لعنت ہو قاتلان حسینؑ پر اور مخفی نرہے کہ اسمعیل نبی اللہ
حیات القلوب کی روایت سے سوائے اسمعیل ذبیح اللہ پسر ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے
اور تہے یہ حضرت خرقیل پیغمبر کے بیٹے تہے اور آیہ واذکر فی الکتٰب اسمٰعیل انہین اسمٰعیلؑ
پسر خرقیل کے حقمین ہے اس بنا پر سمجہا جاتا ہے کہ مسکن اونحضرت کا نواح کوفہ مین کسی مقام
ہوگا نہ ملک بطحا و حجاز مین اور ایک روز حضرت موسے معہ حضرت یوشع اپنی وصی کے
اس وادی ایمن سے گذرے بلا سبب بند اونکی نعلین کا ٹوٹ گیا اور خار و خسک سے

پانے مبارک کی اور خون اوس سے جاری ہوا آنحضرت ہونٹے نے مناجات کی وحی آئی کہ اس
سرزمین مین فرزند ختم المرسلین قتل ہو گا تمہارے خون نے اوسکے خون سے موافقت کی ہے
کلیم اللہ نے بہی یہ حال سنکر یزید پر نفرین کی اور یوشع بن نون نے آمین کہی اور دوسری
حدیث مین امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے الغاضریہ ہی البقعة التی کلم اللہ فیہا
موسٰی بن عمران وناجی نوحًا فیہا یعنی غاضریہ وہ بقعہ ہے کہ اللہ تعالے نے موسی بن عمران سے
کلام فرمایا اور نوح علیہ السلام سے تخلیہ مین کلام کیا اور حضرت سلیمان نبی اللہ ایک روز
بساط پر ہوا مین جاتے تہے جسوقت کہ زمین کربلا پر پہونچے ہوا نے تین مرتبہ بساط کو گہمایا
حضرت سلیمانؑ بہت خائف ہوئے کہ گر نہ پڑین ناگاہ ہوا ساکن ہوئی اور بساط زمین
کربلا پر اوترا حضرت سلیمان نے ہوا پر عتاب کیا اوسنے کہا کہ مین اسوجہ سے نیچے اوتری
کہ حسین سبط نبی آخر الزمان اس زمین مین قتل ہو گا حضرت سلیمان نے یہ حال سنکر دعا کیلئے
ہاتھ اوٹھایا اور قاتلان امام مظلوم پر نفرین کی اور الانس والجن نے آمین کہی پس ہوا نے
جنبش کی اور بساط ہوا پر روانہ ہوا اور حضرت عیسے معہ حواریون کے سیاحت فرماتے تہے
کہ گذر آپکا زمین کربلا پر ہوا ایک شیر کو دیکہا کہ سر راہ گہیرے ہوئے کہڑا ہے حضرت عیسے نے
اوس شیر سے سبب پوچہا اوسنے کہا کہ جبتک تم قاتلان حسینؑ سبط رسول الثقلین پر نفرین
نکروگے مین تمکو راہ ندونگا حضرت عیسےٰ نے نام اونکے قاتل کا پوچہا اوسنے کہا کہ قاتلہ
لعین الوحوش و الذئاب والسباع اجمع خصوصًا ایام عاشورا یعنی قاتل امام حسینؑ
وہ ہے کہ تمام وحشی اور گرگ و درندے اوسپر لعنت کرتے ہین خصوصًا روز عاشورہ کو
پس اونحضرت نے بہی ہاتھ واسطے نفرین یزید پلید کے اوٹہایا اور حواریون نے آمین کہی
تب وہ شیر اپنی جگہ سے ہٹا اور حضرت اور حواری راہ پا کر روانہ ہوئے اور تہذیب الاحکام
مین حدیث محمد بن سنان مین مسطور ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام اثنای سفر مین اس
ارض مقدس کربلا مین بمقتل شہدا پر پہونچے ہمراہیان سے فرمایا کہ قبض فیہا مائتا

وصی و ماتما سبط الشہدا ء و باتباعہم یعنی کربلا مین دو سو نبی اور دو سو وصی اور دو سو
سبط شہدا ء اور اونکے اتباع مین مدفون ہین اور مجالس المتقین مین ملا محمد تقی برغانی قزوینی مین
مذکور ہے کہ حضرت یونس پیغمبر کو مچھلی نے زمین نینوا سے کربلا مین ڈالا تھا اور یہ ارض مقدس
کربلا بحساب عرض بلد جیسا کہ اس زمانہ مین مروج ہے خط استوا سے بجانب شمال ۳۲ درجه
و ۳۶ دقیقه پر ہے اور طول بلد اوسکا بحساب گرین وچ لندن ۴۴ درجه ۲۴ دقیقه متوازی
طول بلد بغداد کے ہے اور عرض بحساب سابق بطلیموسی ۳۲ درجه ۴۸ دقیقه ہوتا ہے
اس حساب سے کہ کربلا مابین بغداد و کوفہ کے واقع ہے اور عرض کوفہ ۳۱ درجه و عرض
بلد بغداد ۳۳ درجه شمار کیا ہے اور طول بلد کربلا جزائر خالدات سے ۷۹ درجه ۳۰ دقیقه
بحساب سابق ہے اور اس جگہ سے فاصلہ بغداد تک ۵۰ میل ہے اور کوفہ تک ۲۳ میل
پس اس ارض مقدس مین زمانہ ورود و شہادت امام حسین ع مین صرف دو قریہ نہر
فرات پر مشہور و معروف تھے نینوی و غاضریہ اور دریاے فرات اسجگہ مین شمال سے
کہ مقام مسیب ہے بجانب جنوب جاری تھا اور جو آثار مقام مجری فرات کے پاے جاتے ہین
اور قبہ مرقد مبارک حضرت عون بن عبد اللہ بن جعفر کا ہے یا یہ قبہ عون بن علی کا ہے
کہ ایک فرسخ کربلا سے جانب شمال راہ مسیب مین واقع ہے نینوی تک بلکہ براہ کوفہ
تا نخیلہ کہ تین فرسخ کربلا سے بجانب جنوب مائل طرف شرق کی معلوم و مظنون ہے
روایات کتب مقتل سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ حضرت عون ہمراہ حبیب ابن مظاہر رض کے
بنی اسد کی کمک لانیکے واسطے غاضریہ مین ساتوین محرم کی شب کو کربلا سے گئے تھے
اور جب مدد قبیلہ بنی اسد کی لائے اس جگہ پر ارزق شامی سے کہ چارسو سوار لے
لایا تھا جنگ واقع ہوئی حضرت عون اس لڑائی مین شہید ہوئے اور بنی اسد واپس گئے
اور حبیب ابن مظاہر رض سلامت واپس آئے چنانچہ کتاب جامعہ ساکبہ مین اور روضۃ الشہدا
مین مذکور ہے کہ یہ جنگ شط فرات پر واقع ہوئی ہے اور اسجگہ سے کہ جہان قبہ مبارک

... امام ... بجانب جنوب اور قبہ روضہ حضرت ابوالفضل
عباس ع کا بجانب جنوب مائل بشرق اور قبہ مزار حضرت حر رض بجانب غرب محاذ آبادی
کربلا سے دور بجانب جنوب نظر آتا ہے پس دریاے فرات طف کربلا مین قرب روضہ
حضرت عون سے بجانب جنوب مائل بشرق نیچے روضہ حضرت ابوالفضل عباس کے
متحقق ہوتا ہے اور اوس جگہ سے طرف جنوب کی نواح نینوا تک اور وہان سے
حوالی نخیلہ مین اس قیاس سے مفہوم ہوتا ہے کہ قریات و اشجار ملک عراق مین بوجہ
دوری و تلخی آب چاہات کے ابتک شاخہاے انہار پر واقع ہین نہ صحراے غیر مزروعہ مین
اور عنقریب فرات کا بیان کئی جگہ پر آئیگا پس قریہ غاضریہ مسکن بنی اسد تہا کہ قریب مشہد حضرت عون
شط فرات پر معلوم ہوتا ہے لیکن کتاب ارشاد مین ذکر دفن شہداے کربلا مین حال بنی اسد
اسطرح مذکور ہے ولما رحل ابن سعد خرج قوم من بنی اسد کانوا نزولا بالغاضریہ
یعنی جب عمر سعد کربلا سے چلا گیا تو مردم قوم بنی اسد باہر نکلے جو کہ غاضریہ سے آئے تہے
اور روضہ مطہرہ امام حسین بروے افادہ تحقیق شیخ ابوجعفر طوسی علیہ الرحمۃ مابین غاضریہ
و نینوی کے ثابت و متحقق ہوا ہے چنانچہ تہذیب الاحکام مین باب المزار مین لکہا ہے کہ
وقبرہ علیہ السلام بطف الکربلاء بین نینوی و الغاضریۃ فی قرے النہرین
یعنی قبر امام علیہ السلام کی زمین کربلا پر نہرین مین مابین قریات نینوی اور غاضریہ کے
ہے اور جب یہ معلوم ہوگیا کہ غاضریہ طف سے جانب شمال تہا پس قول درمیان
نینوی و غاضریہ دلالت کرتا ہے کہ نینوا طف سے جانب جنوب اوسی شط فرات پر تہا
جیسا کہ مذکور ہوا اب تحقیق دونون قریہ و طف اور نہر فرات کی تحریر کیجاتی ہے بعض
حواشی تہذیب الاحکام مین اثناے لغت لفظ غاضریہ مین مذکور ہے الغاضرۃ بالغین
والضاد المعجمتین قریۃ قرب النہرین الدجلۃ والفرات یعنی غاضرہ غین و ضاد معجمہ سے
قریہ ہے قریات نہرین دجلہ و فرات سے اور صراح و قاموس و مجمع البحرین مین ہے

الغاضرة قبيلة من بنو اسد يعنی غاضرہ ایک قبیلہ ہے بنی اسد مین سے اور محشی کتاب
ارشاد نے ترجمہ نینوی مین لکھا ہے کہ نینو بکسر النون الاول وسکون الباء وفتح النون
الثانی والواو ناحیۃ بسواد الکوفۃ ومنہا کربلاء التی قتل بہا الحسین یعنے
نینوے بکسر نون اول وسکون یا وفتح نون ثانی وواو ایک مقام ہے نواح کوفہ مین اور
اوسمین کربلا وہ جگہ ہے جہان حسینؑ قتل ہوے اور یہ ترجمہ غاضریہ ونینوی کا بہی دلالت کرتا ہے
کہ غاضریہ بروے قول کہ (ایک قریہ ہے قریات نہرین سے) مابین دجلہ وفرات کے تہا
اور وہ موضع طف سے نہر کے اوس پار جانب شرق پایا جاتا ہے اور نینوی فرات سے
غرب مین اور طف اسی قریہ کے زمین کا جزو ہے جیسا کہ بیان کیا گیا اور نینوا دونون طرف
فرات کے آباد تہا ایک نینوی غربی کہ طف اوسکا جزو ہے دوسرا نینوی شرقی چنانچہ روایت
صاحب سرور المومنین سے دریافت ہوا کہ ایک زن مومنہ نینوے شرقی سے اہل حرم کے
فاقہ شکنی کیلئے عاشورا کی شام کو طعام لائی اور نفسہ فرودگاہ عمر سعد بہی نینوی شرقی مین
روایات متعددہ سے ثابت ہوتی ہے چنانچہ شیخ مفید علیہ الرحمۃ ارشاد مین لکھتے ہین
فلما کان من الغد قدم علیہم عمر بن سعد بن ابی وقاص من الکوفۃ فی اربعۃ
الاف فارس فنزل بنینوی یعنے دوسرے دن اونپر عمر بن سعد بن ابی وقاص کوفہ سے
معہ چار ہزار سوار کے روانہ ہوا اور نینوی مین اترا اور ابو مخنف نے مقتل مین نقل کیا ہے
ثم ان عمر بن سعد عبر الفرات وصار یخرج کل لیلۃ ویبسط بساطا ویدعوا
الحسین ویتحدثان حتی یمضی من اللیل شطرہ یعنی پہر عمر سعد نے فرات کو عبور کیا
اور ہر رات نکلتا تہا اور فرش بچہوا کر امام حسین کو بلاتا تہا اور آپسمین گفتگو ہوتی تہی
اور ایک حصہ رات کا اسمین گذر جاتا تہا ان روایتون سے ثابت ہوتا ہے کہ لشکر سعد کے
نینوی شرقی مین اور طرف سے نہر کے اوس پار خیمے نصب کیے تہے اور خیام
امام علیہ السلام فرات سے جانب غرب طف مین تہے جیسا کہ بیان کیا گیا اور لشکر سعد

جب خدمت امام حسینؑ مین آتا تھا تو دریا کو عبور کر کے حاضر ہوتا تھا لیکن اجرار فرات کا جیسا
کہ معلوم ہوا کربلا مین شمال سے کہ بلدہ مسیب ہے کوفہ کیطرف کہ کربلا سے جنوب کی سمت مین
ہے واقع تھا اور مجری فرات اوسوقت مین بھی مسیب مین ثابت ہوتا ہے مگر نہر علقمے کی
وجہ تسمیہ دریافت نہین ہوئی اور بجز بعض عبارات مخصوصہ کے کسیجگہ کتب مزار و زیارات
و احادیث و اشعار مراثی مین اور اکثر روایات مقتل مین نہین دیکھا گیا اکثر جگہ نہر
فرات و شاطی الفرات و شط فرات منقول ہے اور یہ کربلا مین دریا کی موجودگی پر دلیل واضح
ہے کیونکہ کنارہٴ فرات و لب فرات دلیل وجود دریا کی ہے نہ وجود شعبہ دریا و نہر و نالہ کی
اور شاید کہ وجہ تسمیہ نہر علقمہ کی بوجہ تشنہ رہنے شہدار کربلا کے ہو کیونکہ حدیث پیغمبرؐ مین ہے
کان عندی جبرئیل فاخبرنی ان الحسین یقتل بشاطی الفرات یعنے
میرے پاس جبرئیل آئے اور مجھے خبر دی کہ حسین شاطی الفرات پر قتل ہوگا حدیث دیگر ہے
فقال ھذا جبرئیل یخبرنی عن ارض بشط الفرات یقال لھا کربلا یقتل فیھا
ولدی الحسین یعنی حضرتؐ نے فرمایا کہ جبرئیلؑ مجھے خبر دیتے ہین ایک زمین کنارہٴ
فرات کی جسکو کربلا کہتے ہین کہ اوسمین میرا بیٹا حسینؑ قتل ہوگا اور کتاب مناقب
شہر آشوب مین ہے فقال له علیه السلام زهیر بن قین فسر بنا حتی تنزل
بکربلاء فانها علی شاطی الفرات یعنی زہیر نے امام حسین کیخدمت مین (دراثنائے مسیر)
عرض کیا کہ ہمین لیچلیے تاکہ ہم کربلا نزول کرین کہ وہ کنارے فرات کے ہے اور ذکر حال
حضرت ابوالفضل عباس مین مذکور ہے فرکب فرسه واخذ رمحه والقربة وقصد
نحو الفرات یعنے اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور اپنا نیزہ و مشک لیکر قصد جانب
فرات کیا دوم فاحاط به اربعة الاف ممن کانوا موکلین بالفرات
یعنی پس اونکو چار ہزار آدمیون نے گھیر لیا جو فرات پر موکل تھے اور بحار مین ہے
قال السید فلما قتل ع ارتفعت فی السماء فی ذلک الوقت غبرة شدیدة

سوداء مظلمة الی ان نقل فتزلزلت الارض باقطارها وتلاطمت البحار بامواجها

وصارت ماء الفرات دما عبیطاً یعنی سید نے روایت کیا ہے کہ جب امام حسین ع

شہید ہوئے تو آسمان پر غبار شدید سیاہ و تاریک بلند ہوا پس اقطار و اکناف

زمین مین زلزلہ آیا اور دریاؤن کی موجوںمین تلاطم ہوا اور آب فرات خون سرخ ہوگیا

اور دعبل کہتے ہین سہ افاطم لو خلت الحسین مجدلا + وقد مات عطشانا

بشط الفرات = یعنی ای فاطمہ اگر تم حسین ع کو خاک اور خون مین لوٹتا ہوا دیکھتین در حالیکہ

وہ کنارہ فرات پر پیاسا شہید ہوئے تو اپنا کیا حال کرتین الابیات۔ اور بعد چند ابیات کے

کہتے ہین سہ قبور بجنب النہر من ارض کربلا: معرسہم فیہا بشط فرات توفوا

عطشانا بالفرات فلیتنی × توفیت فیہم قبل حین وفات = یعنی چند قبرین کنارہ

نہر کے زمین کربلا پر ہین کہ وہ بیچارے اوس جگہ شط فرات پر اُترے تھے اور ان ابیات

مین بہی جو مرثیہ امام حسین ع مین ہین ذکر دریاے فرات کا آیا ہے نفط علقمی کا ذکر نہین ہی

اور زیارت مین ہے کہ السلام علی ممنوعین من ماء الفرات یعنی سلام ہو

ممنوعین آب فرات پر اور دو روایتین صحیح یا ضعیف اور بہی ہین اور وہ خبر دیتی ہین کہ

آب فرات اوس ارض مقدس مین اسقدر تہا کہ چارپایہ اور انسان اوسمین غرق ہو جاتے تہے

چنانچہ مقتل ابومخنف مین ہے قال عبد اللہ بن قیس فنظرت الی الجواد (وھو

ذوالجناح) قد رجع من الخیمۃ وقصد الفرات ورمی بنفسہ فیہ یعنی عبد اللہ

بن قیس نے کہا کہ مینے گہوڑے (ذوالجناح) کو دیکہا کہ وہ خیمہ سے نکلا اور فرات کا

اوسنے قصد کیا اور اوسمین کود پڑا۔ بحار مین دوسری روایت ہے وجاء وبالحرم

اساری الاشہر بانویہ فانہا اتلفت والقت نفسہا فی الفرات یعنی لیگئے ستمگار

حرم کو اسیر کرکے مگر شہر بانویہ کو کہ اونہون نے اپنی جان کو تلف کر دیا اور فرات مین

گرا دیا اور اسیطرح روایات ماضیہ و آتیہ اس مدعا کی شاہد ہوتی ہین اور یہ جو شبہ ہوتا ہے

که اس جگه مین دریاے فرات سے ایک شعبه تها سبب اس شعبه کا استعمال لفظ نهر کا
ہے که عرب دریا کو نهر کہتے ہین جیسا که اس قول سے ظاہر ہے بانه قال والغاضریه قریة
من قریه النهرین الدجلة والفرات یعنی تحقیق کہا که غاضریه ایک قریه منجمله قریات
نهرین دجله و فرات کے ہے اور سواے عرب کے جوے کوچک کو که دریا سے کہود کر
نکالتے ہین نہر کہتے اور اطلاق و استعمال کرتے ہین جیسا که فرات کے بیان مین عنقریب
ذکر ہوگا لیکن ارض طف ساحل بحر و جانب البر کو کہتے ہین جیسا که مجمع البحرین مین لکہا ہے
والطف ساحل البحر و جانب البر ومنه الطف الذی قتل الحسین سمی به لانه
طرف البر مما یلی الفراة یعنی طف وہ زمین ہے جو کنارہ دریا پر جنگل کی جانب ہو اور
اسی طف مین حسین قتل ہوئے اور اسی نام سے وہ موسوم ہوئی پس یه جگه جنگل کی
سمت مین فرات کی جانب مائل ہے اور یه ترجمه طف کا بہی مجری دریاے فرات پر
کربلا مین دلیل واضح رکہتا ہے ورنه شعبه دریا اور کہودے ہوے نہر کا طف و ساحل پر
اس وسعت ارض سے که اب بہی موجود ہے اطلاق نہین کر سکتے۔ باقی آئنده پس
اس جگه ورود خیام امام علیه السلام ہوا جیسا که ہمارے شیخ مفید نے کتاب ارشاد مین
نقل کیا ہے واخذهم الحر بالنزول فی ذلک المکان علی غیر ماء ولا فی قریة
فقال له الحسین ویحک ننزل فی هذه القریة او هذه یعنی نینوی و الغاضریة
او هذه یعنی شقیه قال لا ما استطیع ذلک هذا رجل قد بعث الی عینا
علیّ یعنے حر یاحی نے لشکر امام حسین کو ایسے مقام پر ٹہرانا چاہا جہان پانی و آبادی نتہی
امام حسین نے فرمایا واے ہو تجہپر مین اس قریه نینوے و غاضریه مین مقام کرونگا یا اس
شقیه مین حر نے عرض کی که نہین مین قدرت نہین رکہتا که آپکو ایسے مقام پر اترنیکی اجازت
دون کہ جو شخص مجہپر مامور ہے میرے حال کا نگران ہے اور مراد شقیه سے کنارہ دریا ہی
اور غالبا اس سے مراد ساحل فرات مابین نینوے و غاضریه ہوا اور روضة الشهدا مین

مروی ہے نہ خیام امام [illegible] تھے ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ امام
مظلوم نے اطراف جنوبی و شمالی شط فرات سے فاصلہ معتد بہ پر جانب غرب خیام
نصب فرمائے تھے اور خیامگاہ امام علیہ السلام کی مقتل سے کہ اب اوس جگہ روضہ مطہر
ہے بجانب غرب مائل بشمال اور مقتل حضرت عباس سے کہ اب اوس جگہ روضہ حضرت عباس رضی
براہ راست سمت غرب ہوتا ہے نہ روضہ امام حسین ع سے بجانب جنوب جیسے کہ اس وقت
تعمیر خیمہ گاہ شہدا و غریب کربلا قایم کردہ متاخرین ہے اور عنقریب غلطی اس تعمیر کی
ظاہر ہوگی اور جو چشمہ کہ بعد ساتوین محرم کے شدت عطش مین خدام امام نے کھودا تھا
پشت خیام الحرم پر ۱۹ قدم کے فاصلہ سے قبلہ کی جانب تھا جیسا کہ مروی ہے فاخذ
الحسین فاسًا وجاء الی وراء خیمة النساء فخطا فی الارض تسع عشر خطوة
نحو القبلة ثم حفر هناك فانبعث له عین من الماء العذب الخ خلاصہ ترجمہ یہ ہے
کہ امام حسین نے کلنگ آہنی لیا اور اہل حرم کی خیمہ کی پشت ۱۹ قدم جانب قبلہ زمین
کھودوائی کہ چشمہ شیرین جاری ہوا۔ انتہے۔ پس جو کنوان کہ خیمہ گاہ تعمیر شدہ مین اب
موجود ہے اور نشان چشمہ پر بنایا ہے امر واقع کا نشان نہین رکھتا اور جو کہ خیام امام زمین طف
مین تھے اسی بنا پر روضہ حضرت علیہ السلام کہ اوس مقام سے بجانب شرق راہ فرات مین
ہوتا ہے بدرجہ اولے طف مین واقع ہے اور اسی ارض مشہد کو حائر کہتے ہین اور لغت مین
پانی جمع ہونیکی جگہ کو حائر کہتے ہین جو کہ اس بقعہ شریفہ مین بقدر مقتل یا بمقدار تعمیر روضہ
جگہ گہری و نشیب کے بصورت گڑہے کے معلوم ہوتے تھے لہذا اوسکو حائر کہنے لگے اور
محشی کتاب ارشاد نقل فرماتے ہین وفی الحدیث ذکر الحائر وهو فی الاصل مجمع
الماء ویراد به حائر الحسین علیه السلام وهو ما حواه سور المشهد
الحسینی علی مشرفها السلام من مجمع انتہی یعنی ذکر حائر کا حدیث مین اسطرح آیا ہے
کہ وہ مجمع آب کو کہتے ہین کہ جس جگہ پانی جمع ہووے اور مراد اوس سے حائر امام حسین علیہ السلام

اور وہ مقام احاطہ مشہد حسینیؑ کو گھیرے ہوئے ہے۔ از کتاب مجمع البحرین۔ اور اوس
ارض مقدس کربلا مین ایک راہ و گذرگاہ تھی کہ کوفہ سے اوس شہر کے پل کو اُتر کر نینوی کو
اور وہان سے غاضریہ کو جاری تھا اور غاضریہ سے غالباً مقام مسیب اور دیگر قریات کو
بجانب شمال جاتا تھا چنانچہ اس راستہ کلو کر ابوبکر بن عیاش کی روایت سے معلوم
ہو گا کہ نینوے کوفہ سے راہ غاضریہ مین واقع تھا اور جو کہ راہگیر کوفہ کا پل اُتر کر نینوی مین
پہونچتے تھے اور بوجہ حائل ہونے فرات کے غاضریہ مین نہ پہونچسکتے تھے پس اس درمیان
ایک بند آب تھا کہ اوس بند آب کو عبور کر کر غاضریہ مین پہونچ جاتے تھے اور نشان
راہ اور یہ بند آب کہ ہیئت و صورت سے پل کہنا چاہیئے روایت کتاب ارشاد
شیخ مفید علیہ الرحمۃ سے دریافت ہوتا ہے جو کہ ذکر دفن حضرت ابو الفضل عباس مین
نقل فرمایا ہے فانه دفن فی موضع مقتله علی المسناة بطریق الغاضریه وقبره
ظاهر انتهی یعنی حضرت عباسؓ اپنے مقتل مین قریب مسناۃ کے راہ غاضریہ مین
دفن کئے گئے ہین اور مراد مسناۃ سے بند آب ہے کہ بطور پل کے آدمی اوسپر کو اترتے ہین
چنانچہ محشی کتاب ارشاد نے صفحہ ۲۵۵ پر لکہا ہے المسناة السد المتخذ دون الماء
ر کبما ای علاها و ذهب علیها یعنی مسناۃ اوس بندش آب کو کہتے ہین
کہ جو پانی کے نیچے سے باندھتے ہین اور اوپر تک اوس بندش کی لے آتے ہین اور اوسپر
راہ جاری ہوتا ہے بہر نوع وجود شارع عام کا اس ارض مقدس مین اس روایت سے
بہی ظاہر و باہر ہوتا ہے اور یہ روایت بہی بنفسہ فرات کی حالت پر دلالت کرتی ہے
اب مین حال مقامات ورود لشکر جانبین و صف آرائی و قتل گاہ اور فاصلہ خیام
طرفین یعنے لشکر پسر سعد و امام حسین کا بروے قیاس و بلحاظ روایات محکم
و نشانات مستحکم مشاہد مقدسہ کے ظاہر کرتا ہون پس دیکھنا چاہیئے کہ روضہ مطہرہ
امام حسین علیہ السلام و حضرت عباس رضوان اللہ علیہ اور قبۂ مزار حضرت حر ریاحی رح

مکانات مستحکم اور مستقل ہین خصوصًا روضۂ منورہ امام معصوم شہید سند مقتل و مشہد مین
محتاج شہادت روایت کا نہین ہے اور مابین مکانات مقدسہ مذکورہ نقشہ اطراف
اسطرح پر ہے کہ روضۂ منورہ امام حسین سے روضۂ حضرت عباس رض کہ لب فرات پر
دریافت ہوا گوشۂ شرق و شمال مین ہے اور روضہ حر ریاحی رضوان اللہ علیہ روضہ
منورہ سے جانب غرب مین ہے لیکن جنوب کیطرف مائل ہے جس سے گوشہ غرب و
جنوب پیدا ہوتا ہے چنانچہ ابھی گذرا کہ قبہ روضہ حضرت حر روضہ حضرت عون کی جگہ سے
بسمت جنوب مائل بغرب اور قبہ مطہرہ روضہ انور وہانسے بجانب جنوب مائل بشرق و قبہ روضہ
حضرت عباس وہانسے گوشۂ جنوب و مشرق مین نظر آتا ہے پس اس حساب سے کہ نینوی
لب فرات پر تھا اور مشہد اقدس امام حسینؑ سے جنوب مین ہوتا ہے اور قبہ حضرت حر
اوس مشہد معلے سے بھی جنوب و مغرب مین ہے یہ ہی جگہ منزل و مقام صدر لشکر پسر سعد ہے
کہ قریہ نینوی غربی سے مزار حر ریاحی تک دلالت روایات آیت متعددہ سے ثابت ہوا ہے
اگرچہ کثرت لشکر ابن زیاد سے گھرا ہونا تمام اطراف واکناف کربلا اور اوسکے نواح کا معلوم
ہوتا ہے بلکہ سواد لشکر اشقیا سواد کوفہ تک دریافت ہوتا ہے لیکن اسجگہ تعین صدر مقام لشکر
وخیام سرداران شقاوت اثر مد نظر ہے اور یہ امر روایات کثیرہ و ملاحظہ مکانات مذکورہ سے
اور تعلق و سلسلہ اوس لشکر کا آمدورفت کوفہ مین جانب جنوب روضہ اقدس امام حسین سے
معلوم ہوتا ہے اور فاصلہ مابین خیام ہر دو لشکر کے بروے تحقیق صاحب اخبار ماتم صفحہ ۲۹۶ پر
ظاہر فرمایا ہے بقدر ربع فرسخ تھا اور غالبًا یہ فاصلہ مابین خیام امام و لشکر ظالم موکلین فرات تک
تھا کیونکہ مقام بھی اسی پر دلالت کرتا ہے اور خیمہ گاہ معمرہ حال سے روضہ حضرت عباس
کہ مقام خیام موکلین فرات تھا ہرگز مسافت چہارم فرسخ کے نہین ہوتی کیونکہ اگر بخط مستقیم
راہ چلین تو پانچسو قدم سے زیادہ نہین ہوتی اور گمان یہ ہے کہ اسیقدر فاصلہ خیام امام سے
بسمت جنوب و گوشۂ غرب لشکر شقاوت اثر تک ہوتا ہوا اور نینوے و مقام مزار حر ریاحی

[illegible] گاہ لشکر اشقیا تھا پس میدان جنگ بقدر وسعت چہارم فرسخ قیاس مین آتا
اور اوس میدان مین صفین دونون لشکر کی اور مصارع یعنے جاے قتل و قتال و جنگ و جدال
معلوم ہوتا ہے اسی بنا پر خیام سرداران فوج اشقیا آگے خیام لشکر کے بفاصلہ ربع فرسخ
مذکور شط فرات و محاذ قریہ نینوے سے جانب غرب محاذ قبہ حضرت حر تک اور خیام گروہ
سوار و پیادہ کے اونکے پیچھے نخیلہ سے محاذ قبہ حضرت حر تک مفہوم ہوتے ہین اور نگہبانان راہ
ہر چہار طرف اور محافظان شط فرات جیسے کہ تفصیل اونکی ورود کی لکھی جاتی ہے اور تمانشائی
و توشہ بردار و رؤساء کوفہ اور عورات محلات تعداد افواج جہنم امواج سے بھی زیادہ تھی
چنانچہ صاحب سرور المومنین تیرہوین مجلس ابو مخنف ابن لوط سے لکھتے ہین کہ اسّی ہزار سوار
اور چالیس ہزار پیادونکو ابن زیاد نے کربلا مین بھیجا تھا اور تماشائی اور مددگار لشکر کوفیان
و توشہ دار بقدر آٹھ ہزار کے تھے اور رؤساء و عورات محلات و اہل حرفہ حداد و نجار و نعلبند
و اسلحہ درست کرنیوالے ہمراہ تھے انتہیٰ لہذا اسلئے سواد لشکر و تعلقات فرودگاہ بھیر
و بنگاہ لشکر و بازاریشہ وران و طعام فروشان حدود و طف و ورا النہر سے تجاوز
ہو کر جانب شرق مین نواح و صحراے کوفہ تک تھا جیسا کہ مشہور ہے اور کتب مقتل مین
مذکور ہے لیکن تفصیل قیامگاہ صدر لشکر اشقیا و فرودگاہ محافظین شاہراہ بعد تحقیق سمت
جنوبی و شرقی مقتل سے اقتباس روایات و قراین و قیاسات سے اسطرح مستنبط ہوتا ہی
کہ خیمہ نحس عمر سعد کا جیسا کہ دریافت ہوا جانب شرق فرات سے نینوی شرقی مین تھا
اور خیمہ قیامگاہ ارزق شامی کے معہ چارسو سوار کے غاضریہ کے محاذ مین فرات کے گھاٹ پر
طرف شمال مین تھے اور خیام شبث بن ربعی کے معہ ایکہزار سوار کے اوسی گھاٹ پر
اوسکے بعد خیمہ حجر بن الحجر کے معہ چار ہزار نامرد کے فرات کے بند پر اور اوسکے پیچھے خیام
عمرو بن حجاج کے معہ پانچسو سوار کے راستہ پر بجانب نینوی نصب ہوئے تھے چنانچہ
روایت ابو مخنف سے ورود مامورے اشقیا مذکور کی فرات کی گھاٹ پر نہ عترت رسالتمآب کو

منع آب فرات کیواسطے ثابت ہوتی ہے بموجب اس روایت کے فلما قرا ابن سعد
الکتب (من ابن زیاد) دعا بحجر بن الحر وعقد له رایته علی اربعة الآف فارس
وامره ان ینزل مشرعة الغاضریه ویمنع الحسین من شرب الماء ثم دعا
بشبث بن ربعی وعقد له رایة علی الف فارس وامره ان ینزل علی مشرعة الغاضریة ویمنع الحسین من شرب
الماء فنزلوا جمیعا علی المشرعة یعنی جب ابن سعد نے ابن زیاد کا خط پڑہا تو حجر بن حر کو طلب کیا اور اوسکو
چار ہزار سوار پر علمدار کیا اور حکم دیا کہ غاضریہ کے گہاٹ پر مقام کرے اور امام حسینؑ کو پانی پینے سے
روکے پہر شبث بن ربعی کو بلایا اور ہزار سوار کا علم اوسکے حوالہ کیا اور حکم دیا کہ غاضریہ کی گہاٹ پر
قیام کرے اور حسینؑ کو پانی پینے سے منع کرے پس یہ جماعت گہاٹ پر اُتری اور ہاموری ازرق شامی کی مقتل
حضرت عون وشہدا بنی اسد مین شط فرات پر سابق مین لکہا گیا لیکن تعین مقام خیام
ابن الحجاج کا بجانب نینوی اور خیام حجر بن الحر کا بند پر بروے روایات
تحت ظاہر ہوتا ہے پس ضرور ہوا کہ مقام خیام شبث بن ربعی بعد ظاہر ہونے جاے خیام
ابن الحجاج وخیام حجر بن الحر وخیام ازرق شامی کے خالی مقام مین خود پیدا ہوتا ہے
چنانچہ شہادت وجود فرات وانکار شعبہ مین روایت محاربت حضرت عباس رض کی
لکہی گئی ہے کہ حضرت عباس رض نے نیزہ ومشک لیکر طرف فرات کے حملہ فرمایا
چار ہزار موکلین فرات نے آپکو گہیر لیا اور حضرت اوسی جگہ شہید ہو گئے اور مقام
بند کا تہا اور یہ چار ہزار گہاٹ کے موکل حجر بن الحر کے ماتحت تہے پس خیمے حجر کے
اسی مقام بند پر معلوم ہوتے ہین اور روایت آئندہ سے دریافت ہو گا کہ عمرو بن الحجاج
میمنہ لشکر جہنم اثر پر مامور تہا اور وقت جنگ جانب فرات سے اصحاب امام ہمام پر
حملہ کیا اور مقام میمنہ بہی اوس جگہ مین طرف جنوب وشرق کی تہا جیسا کہ بیان کیا گیا ہے
پس ضرور ہوا کہ مقام قیام اوسکے ماتحت لشکر کا مقام بند سے جانب جنوب اور
نینوی سے جانب شمال قایم ہوتا ہے اور امام حسینؑ نے شدت عطش مین جب

حضرت عباس رض کو معہ تیس ۳۰ سوار اور بیس ۲۰ شتر سوار کے مامور فرمایا کہ بیس ۲۰ مشک آب
فرات سے لے آئین فاقبلوا فی جوف اللیل حتی دنوا من الفرات یعنی پس تاریکی
شب مین یہ لوگ بڑھے یہانتک کہ قریب فرات پہونچے اور موکلین تابعین عمرو بن حجاج
اونکے مقابل آئے چنانچہ مذکور ہے کہ فقال عمرو بن الحجاج من انتم فقال رجل
من اصحاب الحسین (یقال لہ ھلال بن نافع البجلی) ابن عم لک
جئت اشرب من ھذا الماء فقال عمرو اشرب ھنیئا الروایت یعنے پس کہا عمرو
بن حجاج نے کہ تم کون ہو اصحاب حسین مین سے ہلال بن نافع بجلی نے کہا کہ مین تیرا
ابن عم ہون کیا مین اس پانی مین سے پیلون عمرو نے کہا کہ بہتر ہے پیو اور گھاٹ
ماموری ابن الحجاج کا مابین روضہ حضرت عباس و نینوے کے بقلت تعداد لشکر
روایت کتاب ارشاد سے ظاہر ہے بموجب اس روایت کے فبعث عمر بن سعد
فی الوقت عمرو بن الحجاج فی خمس مائۃ فارس فنزلوا علی الشریعۃ وحالوا
بین الحسین واصحابہ وبین الماء ان یستقوا منہ قطرۃ وذلک قبل
قتل الحسین بثلثۃ ایام انتہے اور یہی اعلام الوری مین ہے جیسا کہ لکھا گیا یعنے
عمر سعد نے فوراً بمطالعت نامہ ابن زیاد عمرو بن الحجاج کو معہ پانچسو سوار کے
مامور کیا اور وہ فرات کے گھاٹ پر نازل ہوئے اور درمیان پانی و امام حسین ع و
اونکے اصحاب کے حائل ہوئے تاکہ ایک قطرہ اوس پانی سے نہ پی سکین اور یہ واقعہ
تین روز قبل شہادت امام حسین ع کے ظہور مین آیا اس روایت کے مضمون سے
معلوم ہوتا ہے کہ ساتوین محرم کو جو پانی بند کرنے کو مامور ہوئے پانچسو نامرد تھے
اور بعد پانی لیجانے اصحاب امام کے گھاٹ پر زیادتی تعداد لشکر کی گئی چنانچہ ابن الحجاج
میمنہ لشکر پر صف آرائی مین سردار مقرر کیا گیا تھا جیسا کہ ابھی اوسکا بیان کیا گیا
لیکن دیگر افسران فوج جہنم موج صد لشکر مین اس تفصیل سے خیمہ زن تھے کہ

خیام حصین بن نمیر سکونی کی معہ چار ہزار پیادونکے اوس مقام پر کہ روضہ حضرت حر ریاحی
اوس جگہ واقع ہے اور حضرت حُرؑ اوسیکے ماتحت وزیر حکم تین ہزار سوار کے مامور تھے
نصب تھے اور انہین خیمونکے محاذ مین خیام عبد الحصین معہ ایکہزار سوار کے اور
خیام شمر بن ذی الجوشن الضبابی کے معہ چار ہزار پیادونکے میسرہ لشکر کے متصل
اور خیام نصر بن خرشہ کے معہ دو ہزار سپاہی اور اسیطرح خیام یزید بن رکاب الکلبی کے
معہ دو ہزار سپاہی کے اور خیام مضائر بن رہینہ المازنی کے معہ تین ہزار پیادونکے
اور خیمے خولی بن یزید اصبحی کے معہ دس ہزار پیادونکے اور خیام محمد بن اشعث کے معہ
ایکہزار سوار کے اور خیام سنان بن انس نخعی کے معہ دس ہزار اور ایک روایت مین
چار ہزار سوار کے اور خیمے بکر بن کعب بن طلحہ تیمی کے معہ تین ہزار آدمیونکے محاذ نخیلہ تک
اور خیام عمر سعد جیسے کہ ذکر ہوا معہ نو ہزار سوار کے نہر کے اوس پار نینوے شرقی مین تھے
اور تعداد اس لشکر و امراء لشکر کی معہ اختلاف شمار انفار ناسخ التواریخ مین مفصل
مذکور ہے کہ اسمقام پر اسکا ذکر ربط نہین رکھتا لیکن خیام امام عرش مقام اور اصحاب
حضرت علیہ السلام کے ریگ گرم پر ساحل فرات سے بجانب غرب جیسے کہ تحریر ہوا ایستادہ
ہوئے تھے اس ہیئت سے کہ خیام اہل حرم پیچھے اور خیمہ ہاے اقربا و اصحاب باوفا دہنے
بائین اس طور پر کہ پشت تمام خیمونکا ایک طرف کو تھا اور آمد و رفت صرف اوسی ایک
سمت کو ہوتی تھی اور وہ سمت قرینہ مقام سے مقتل کیطرف اور لشکر اعدا کی سمت جنوبی
مین قبلہ رخ مائل بگوشہ شرقی معلوم ہوتی ہے جیسے اوسکا بیان اسناد کے ساتھہ کیا گیا
اور جو کہ اسوقت تعمیر خیمہ گاہ شمال رویہ ہے اصلی صورت واقعہ کو غلط کرتا ہے کیونکہ
صدر لشکر عمر سعد کا بجانب جنوب طف سے تھا اور مقتل اوسی سے جانب شمال
اسوقت تک بلا اختلاف ہے کہ روضہ مطہرہ مقتل کا صحیح نشان دیتا ہے اور تعلقات
سواد لشکر شوم کی آمد و رفت دار الامارہ ابن زیاد مین کہ اوسوقت کوفہ مین تھا اور کوفہ

اس جگہ سے جنوب مین ہے تائید اسکی کرتا ہے اور علاوہ اسکے اسکی تائید مین بہت سی
شہادتین موجود ہین۔ اول یہ کہ عمر سعد کا اترنا نینوے مین اور ورود لشکر خدا کا طرف مین
صحرای غیر مزروعہ مین اور جنوب مین ہونا قریہ مذکور کا طرف کربلا سے تحقیق ہوا ہے جیسا کہ
مفصلاً لکہا گیا ہے۔ دوم یہ کہ خیمہ حر بن یزید ریاحی معہ خیام اونکے تین ہزار لشکر کے گمان ہے
کہ اوسی مقام پر نصب ہوا تہا کہ جہان اب اونکا روضہ ہے چنانچہ کتاب سرور المومنین
وغیرہ کتب مقاتل مین مذکور ہے کہ حضرت حر کی نعش کو ایک روایت مین اونکے
مادر قتل گاہ سے باہر لیگئے اور دوسری روایت مین یہ ہے کہ حضرت حر کے لشکر نے جب سنا
کہ اشقیا کا قصد کشتونکے جسمون پر گہوڑے دوڑانے کا مصمم ہوا ہے تو اونہون نے کہا
کہ یا ابن سعد حر اپنی سزا کو پہونچگیا اب حکم دے تاکہ ہم اوسے دفن کرین پس اجازت پاکر
اپنی جگہ پر لائے اور سپرد خاک کیا بہر طور نعش حر رضی اللہ عنہ مقتل سے لشکر مین پہونچی
اور وہین دفن ہوئے اور یہ موقع جیسے کہ بیان کیا گیا مقتل سے جانب غرب مائل بگوشہ
جنوب ہے۔ سوم یہ کہ حضرت حر لشکر اعدا سے گہوڑے کو پانی پلانے کے حیلہ سے نکلکر امام حسین سے
جاملے تہے پس اونکا مقام قیام ایسے موقع پر ہونا چاہیئے کہ وہانسے فرات کو راستہ
خیام امام کے قریب کو جاوے اور یہ صورت نہین ہوسکتی جبتک کہ خیمہ یا مقام اونکا
میسرہ لشکر مین نہو اور وہ خیمہ یا میسرہ اونکا جنوب و غرب مین ہونا چاہیئے اسی بنا پر
حضرت حر رض گوشہ غرب جنوب سے گہوڑے کو پانی پلانیکے حیلہ سے آے اور امام حسین سے
ملحق ہوئے چنانچہ بحار الانوار مین اور ارشاد شیخ مفید مین منقول ہے فلما رای الحر
بن یزید ان القوم قد صمموا علی قتال الحسین علیہ السلام قال لعمر بن سعد
ای عمر اتقاتل الحسین انت قال ای واللہ قتالا شدیدا الی ان قال فاقبل
الحر حتی وقف من الناس موقفا ومعہ رجل من قومہ یقال لہ قرة بن قیس
فقال لہ یا قرة هل سقیت فرسك الیوم قال لا الی ان قال فاخذ یدنو

من الحسين فلبث قليلا الى ان قتل ثم ضرب فرسه فلحق بالحسين علیه السلام

انتہی محصل الروایة ملتقطاً خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ جب حر ریاحی نے دیکھا کہ اہل کوفہ

نے قصد امام حسین قتال کرنیکا مصمم کیا ہے تو عمر سعد سے کہا کہ کیا تو امام حسینؑ سے

قتال کریگا عمر سعد نے کہا خدا کی قسم قتال شدید کرونگا یہانتک کہ حر واپس ہوکر اوس جگہ

کھڑے ہوئے جہان عمر دہان عمر سعد کھڑے تھے اور حر کے ہمراہ اونکی قوم سے قرہ بن قیس تھا

اوس سے فرمایا کہ اے قرہ آج تو نے اپنے گھوڑے کو سیراب کیا ہے قرہ نے کہا کہ نہین

یہانتک کہ حر آہستہ آہستہ طرف لشکر امام حسینؑ کے چلکر قریب ہوگئے پس گھوڑے کو

جولان کیا اور امام حسینؑ سے جا ملے بہر نوع حضرت حرؓ گوشہ غرب وجنوب سے جانب شرق

وشمال آئے اور لشکر شہادت اثر مین جا ملے چہارم یہ کہ سمت قبلہ کربلا سے بلکہ تمام

عراق سے جانب جنوب ہے اور حضرت امام حسینؑ نے جب نماز خوف ادا فرمائی

تو تیر ان ستم آگین کی جانب سے آتے تھے جیسے کہ روایت ہے فقال الحسین لزهیر

بن قین وسعید بن عبد الله تقدما امامی حتی اصلی الظهر فتقدما امامه وان

سعید بن عبد الله الحنفی تقدم امام الحسین فاستهدف لهم یرمونه

بالنبل الخ یعنی بموجب فرمان امام زمان حضرت سعید بن عبد اللہ و زہیر بن قین امام حسینؑ کے

آگے کھڑے ہوئے اور جو تیر حضرت کیطرف آتے تھے یہ دونون بزرگوار اونکو اپنے

جسم پر لیتے تھے اور اونکے ہدف بنتے تھے یہانتک کہ سعید از لی نشانہ تیرہائے ستم ہوکر

شہید ہوئے۔ انتہی۔ جیسا کہ بحار مین ہے اور صاحب اخبار ماتم نے بھی اوس سے

نقل کی ہے بہر طور تیر دشمنکا نمازیون کی جماعت پر آنا جنوب کیطرف سے تھا قول امامؑ

تقدما امامی اور فقرہ روایت فتقدما امام الحسین فاستهدف نفر هم

اس معنی مین ہے پس اسی بنا پر خیمہ گاہ امام حسینؑ مقتل اور میدان کارزار سے بجانب

شمال ہوتا ہے نہ بجانب جنوب اور شاہدان اطراف جنوب وشمال کا فقرہ آخر ائش ابتک

کہ بعد شہادت سعید کے جب اونکے زخمونکو دیکہا تو علاوہ زخمہاے تیر کے ضربات نیزہ
وشمشیر بہی پائی گئین جیسے کہ روایت ہے فوجد بہ ثلاثۃ عشر سہما ماسوی
ما بہ من ضرب السیوف وطعن الرماح یعنے تیرہ تیر اونکے بدن مین علاوہ ضربات
نیزہ وشمشیر کے پائے گئے پس اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ اشقیاء امت نے
نماز پڑہنے کے وقت تیر مارنے پر اکتفا نہین کیا بلکہ قریب سے ضربات شمشیر وطعن
نیزہ سے بہی حملہ کیا تہا اور ضرور ہے کہ حملہ اونکے سامنے سے قبلہ کیطرف سے ہوا اور
اس سبب سے اوس مقام مین سواے سمت جنوب کے اور کوئی نہین ہوسکتے اور
یہ خلاف خیمہ گاہ موجودگی ہے کہ میدان ومقتل سے بفاصلہ ۱۶۰ قدم تقریبًا جانب
جنوب واقع ہے بلکہ یہ موقع خیمہ گاہ موجودہ میدان کارزار مین شامل معلوم ہوتا ہے
اور یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ اشقیا لشکر کا مقام شرق یا شمال مین ہو اور مقتل سے
خیمہ گاہ اصحاب حسینؑ جنوب مین ہو اور صفین نماز کے اوس میدان مین فرض کیجائین
کہ سمت قبلہ وخیمہ گاہ کے ایک ہو اور تیر اشقیا کے شرق وشمال سے آئین اور وہ
امام حسینؑ کے سامنے حالت نماز مین مطابق ہون یا یہ کہ تیر انداز خیام امام پر آکر
مقتل کیطرف نماز کی صفونپر تیرباران کرین حالانکہ حضرت علیہ السلام حفاظت ناموس مین
کوشش بلیغ رکہتے تہے چنانچہ عنقریب ذکر ہوگا کہ خیام اہلحرم لشکر امام علیہ السلام کے
پیچہے تہے اور مشتبہ نہین کہ یہ حملہ اشقیا کا نماز خوف مین سمت مخالف میدان قتال سے
اسی لحاظ سے ہو کہ لشکر ملاعنہ نے چہار طرف سے گہیر لیا تہا پس اسوجہ سے امام حسین علیہ السلام نے
نامردی وبیحیائی لشکر ابن سعد کی اور حمیت عرب کا ترک کرنا دیکہکر انتظام خندق
وآگ جلانیکا گرداگرد خیمونکے کیا اور نصب فرمانا خیام کا اسطرحپر کہ ایک دوسرے سے
متصل اور تمام خیام جاے قیام سے پس پشت اور جانب راست اور جانب چپ بہی
کہڑے ہون اور بند طناب خیمونکے ایک دوسرے سے ملجائین شب عاشور این

[illegible] زمین اور جبکہ
ایک طرف سے ہو پس وہ سمت واحد وہی ہوتی ہے کہ بارش تیر و نیزہ و شمشیر نمازیون پر
اوسی جانب سے ہوئی جیسا کہ ذکر کیا گیا اور مؤید اس سمت واحد کی حدیث امام زین العابدین
کی ہے کہ شیخ مفید علیہ الرحمۃ کتاب ارشاد مین اون حضرت سے درباب اہتمام نصب خیام
نقل فرماتے ہین ثم خرج علیہ السلام الی اصحابہ فامرہم ان یقرب بعضہم
بیوتہم من بعض وان یدخلوا الاطناب بعضہا فی بعض وان یکونوا
بین البیوت فیستقبلون القوم من وجہ واحد والبیوت من ورائہم
وعن ایمانہم وعن شمائلہم قد حفت بہم الا الوجہ الذی یاتیہم
منہ عدوہم انتہی ہکذا فی اعلام الوری للطبرسی خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ
امام حسین رض شب عاشورا اپنے خیمہ سے باہر تشریف لائے اور حکم فرمایا کہ خیمے ملا کر نصب کرین
اور طنابین ایک خیمہ کی دوسرے خیمہ سے باندہ دین اور قیامگاہ درمیان خیمونکے ہو
تا کہ لشکر اعدا کا مقابلہ ایک طرف سے کرین اور خیمے پس پشت اور دہنے بائین رہین
تا کہ اشقیا سامنے سے مقابل آئین اور اسیطرح ابو مخنف نے مقتل مین اور ابن صباغ
المالکی نے فصول المہمہ مین لکہا ہے کہ جنگ ایک جانب سے واقع ہوئی تہی پنجم یہ
کہ روایت شہادت حضرت علیؑ اوسط کہ علی اکبر مشہور ہین اور روایت ثانی شہادت
عبد اللہ بن الحسین رحم کہ علی اصغر شیر خوار معروف ہین تصریح کرتے ہین کہ خیام امام کا رخ
طرف میدان قتال کے تہا اور وہی سمت واحد ہوتی ہے پس ضرور ہے کہ لشکر اشقیا
طرف مقابل مین میدان جنگ کی تہا اگر اسی خیمہ گاہ تعمیر شدہ حال کو فرض کیا جائے
اور اوسکا رخ بجانب مقتل شمال رویہ ہے تو ضرور ہے کہ خیمے اور صفین ظالمون کی
شمال مین ہونی چاہئین اور یہ قرائین اور فاصلہ کوفہ سے خلاف ہے لیکن مشرق مین
ہونا خیام و صفوف اعدا کا دریا کو کوزہ مین بند کرنا ہے کیونکہ شط فرات مشہد اقدس

حضرت عباسؓ سے ہے پس اتنے قریب مقام ہجوم اشقیا وصفوف اعدا کا کیونکر خیال مین آسکتا ہے لیکن روایت شہادت علی اکبر کتاب ارشاد مین اس طرح مذکور ہے فحملوہ حتی وضعوہ بین الفسطاط الذی کانوا یقاتلون امامہ یعنی جب علی اکبر شہید ہوگئے اونکو اوٹھا لائے اور نعش اونکے سامنے اوس خیمہ کے رکہدی جس خیمہ کے سامنے جنگ ہوتی تہی اور اعلام الوریٰ مین مذکور ہے ثم جلس الحسین امام الفسطاط فاتی بابنہ عبد اللہ بن الحسین وھو طفل فاجلسہ فی حجرہ فرماہ رجل من بنو اسد بسہم فقتلہ یعنی امام حسینؑ پھر در خیمہ کے بیٹھے تہے علی اصغر صغیر کو لائے حضرت نے اونکو اپنی گود مین بٹھلا لیا ایک نامرد نے بنی اسد سے ایک تیر مارا کہ وہ طفل شہید ہوا اس روایت سے ظاہر و باہر ہوتا ہے کہ لشکر مخالف سمت مقابل مین خیام امام کے تہا بہر لفرغ خیمونکے سامنے ہونا میدان قتال کا اور اوسی سمت مقابل سے حملونکا ہونا اور تیرونکا آنا ثابت و متحقق ہوتا ہے اور خاصکر اس باب مین ریاض الشہادت مین اسطرح مروی ہے کہ عمر سعد کو جب حال انتظام خیام امام ہمام کا معلوم ہوا تو اوسنے حکم آگ لگانے خیمہ ہای عرش مقام کا دیا لیکن بوجہ نظم مذکور اور آتش زدگی جاہای مرور کے اوسکے لشکر کو بہت دقت ہوئی ناچار عمر سعد نے تاکید کی کہ جنگ اوسی ایک جانب سے ہو۔ انتہی ماحصل عبارت مذکور ششم یہ ہے کہ بالاتفاق مروی ہے کہ حرم محترم امام اکرم جب ظلم وستم عمر سعد اظلم سے اسیر ہوکر خیمہ گاہ سے جانب کوفہ یا لشکر روانہ ہوئے گذر اونکا مقتل شہدا پر ہوا چنانچہ جلاء العیون مین مذکور ہے کہ جب اہلبیت رسالت نے نعشہای شہدا کو دیکہا شور و فغان بلند کیا اور اپنے کو بے تابانہ شتران سے زمین پر ڈالدیا انتہی خلاصہ روایت بقدر حاجت پس اگر ہیئت و اقامت ہر دو لشکر منقلب و برعکس ہوتی بعد اوسکے کہ مقتل و میدان جنگ بالیقین معین ہے اس حالت مین گذر اہل حرم کا مقتل مین راہ کے اعتبار سے بےمحل ہوتا ہے خصوصاً جاے خیمہ گاہ معمرہ موجودہ سے کہ مقتل سے

جانب جنوب ہے اور کوفہ بھی اوسی طرف ہے اگر لشکر مقابل شمال مین ہوتا اور اسیران
حرم کو لشکر گاہ مین لیجاتے تو کوفہ کو جانیکے لئے آمد و رفت مین اونکو قتل گاہ مین گذرنے کا
اتفاق پڑتا حالانکہ بکرر گذرنا حرم سید ابرار کا میدان کارزار مین کتب مقتل سے آشکار نہین ہے
پس تعمیر خیمہ گاہ کہ اب مقتل سے جنوب کو واقع ہے معتبر نہین ہے اور جب قیام صدر لشکر
ابن سعد کا جانب جنوب معہ گوشہ غرب و سمت شرق مقتل سے متحقق ہوا پس ضرور ہے
کہ خیمہ گاہ عرش اشتباہ بلحاظ اوسکے تقابل کے شمال و غرب مین اور بلحاظ مقابلہ مقتل کے
جانب جنوب مائل بسمت مشرق معلوم ہوتا ہے جیسے کہ ذکر کیا گیا پس یہ مقام خیام شط فرات سے
جانب غرب اور صدر لشکر ضلالت اثر سے جانب شمال متصور ہوتا ہے مختتم ثبوت تعین
مقام قیام طرفین مین اب صف آرائی جانبین اس ہیئت سے مفہوم ہوتی ہے کہ صفوف
لشکر پسر سعد نے دونون گوشہ شرق و جنوب کو گھیر لیا تھا اور پشت پر اونکے کچھ دور دریاے
فرات و قریہ نینوی اور صدر مقام لشکر محاذ اراضی روضہ حضرت حر تک واقع تھا کہ میمنہ
لشکر شوم شروع شط فرات سے ہو کر انتہا صف میمنہ کے گوشہ جنوب و مغرب مین ہوئی
اور سردار اوسکا عمر بن الحجاج مقرر ہوا اور اسی طرح قلب لشکر سیاہ قلب نے صف آرائی کی
اور سردار اوسکا درید غلام ابن سعد معین ہوا اور اسی طور پر میسرہ ضلالت معمورہ متوالی
قلب لشکر و میمنہ نحوست اثر با تحت شمر بن ذی الجوشن حرام زادہ کے تھا جو حدود خیمہ ہاے
لشکر شوم تک مفہوم ہوتا ہے اور یہ موقع صف آرائی روایات کتاب ارشاد سے معلوم
ہوتا ہے فانہ قال ثم حمل عمرو بن الحجاج واصحابہ علی الحسین علیہ السلام من
نحو الفرات فاضطربوا ساعۃ فصرع مسلم بن عوسجہ الاسدی رحمۃ اللہ علیہ
انتہی بقدر الحاجۃ ھھنا وھکذا فی اعلام الوری للطبرسی خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ
بعد عمر بن الحجاج اور اوسکے ہمراہیون نے امام حسین پر فرات کیطرف سے حملہ کیا
اور ایک ساعت تک کارزار دونون میں رہا مسلم بن عوسجہ اسدی شدید زخمہا کھا کر گر پڑے

اور شہید ہوئے پس حملہ ابن الحجاج سردار میمنہ کا شط فرات کیطرف سے ولالت صریح
تعین مقام میمنہ شوم پر کرتا ہے اور لفظ من نحو الفرات نے تمام نقشہ صف آرائی کو قایم
کیا ہے اور یہ عمر بن الحجاج پہلے سے فرات کے گھاٹ پر معہ پانچسو سوار کے مامور ہوا تہا
جیسا کہ صدر مین مذکور ہوا اور اب سردار میمنہ ہوا اور جنگ مین اوسی جگہ سے کہ کنارہ
فرات تہا حملہ کیا پس تحقیق ہوتا ہو کہ میمنہ نامیمون جانب فرات تہا شیخ مفید ارشاد مین اور اخوند مجلسی
نقل کرتے ہین کہ واصبح عمر بن سعد فی ذلک الیوم وہو یوم الجمعۃ وقیل یوم السبت فعباء اصحابہ
وخرج فیمن معہ من الناس نحو الحسینؑ فجعل علی میمنۃ عمرو بن الحجاج وعلی میسرتہ شمر
بن ذی الجوشن وعلی الخیل عروۃ بن قیس وعلی الرجالۃ شبث بن ربعی
واعطے الرایۃ دریداً مولاہ وکانوا نیفاً علی اثنین وعشرین الفاً انتہی
بقدر الحاجۃ ہہنا یعنی صبح کے عمر سعد نے بروز عاشورا اور وہ دن جمعہ کا تہا اور بعض
کہتے ہین کہ روز شنبہ تہا پس اپنے اصحاب کو آمادہ جنگ کیا اور معہ اونکے باہر نکلکر
طرف امام حسین کی آیا اور میمنہ لشکر پر عمر بن حجاج اور میسرہ پر شمر ذوالجوشن کو مقرر کیا اور
سوارون پر عروہ بن قیس کو اور پیادون پر شبث بن ربعی کو سردار کیا اور علم اپنے غلام درید کو
عطا کیا اور بائیس ہزار لشکر اونکی سپرد کیا انتہے بقدر حاجت اور شیخ مفید و اخوند مجلسی
و محدث طبرسی صاحب اعلام الوری بیان صف آرائی لشکر خدا مین نقل کرتے ہین واصبح
الحسین علیہ السلام فعباء اصحابہ بعد صلوۃ الغداۃ وکان معہ اثنان وثلاثون
فارساً واربعون راجل فجعل زہیر بن قین فی میمنۃ اصحابہ وحبیب ابن مظاہر
فی میسرۃ اصحابہ واعطے الرایۃ للعباس اخاہ وجعلوا البیوت فی ظہورہم الخ خلاصہ
ترجمہ یہ ہے کہ امام حسینؑ نے روز عاشورا بعد نماز صبح اپنے اصحاب کو آمادہ جنگ کیا اور جہاد کی
تیاری کی اونمین بتیس سوار اور چالیس پیادے تہے پس زہیر قین کو سردار میمنہ کیا اور حبیب
ابن مظاہر کو سردار میسرہ کیا اور حضرت ابو الفضل عباس رضوان اللہ علیہ کو علمداری لشکر

ھدائی عطا فرمائی اور خیام محترم کو اس مقام کو پشت لشکر کے رکھا پس اس صف آرائی سے بھی وہی موقع خیام امام و نقشہ خیمہ ہاے لشکر ظلام کا تعیین سمت و مقام مصرحہ صدر ذہن میں آتا ہے ورنہ کوئی صورت خلاف میدان و مقتل مقررہ کی جانب شمال مین اور اس خیمہ گاہ معمرہ کے سمت جنوب مین اور کثرت ہجوم و صفوف اعدا دماغ روشن مین منقش نہین ہوتا پس تینون صفین میمنہ و میسرہ و ساقہ لشکر شہادت اثر کی اوسی تقابل سے صفوف اشقیا مین گوشہ غرب و جنوب سے گوشۂ شرق و شمال تک منتہی ہونا قیاس مین آتا ہے لہذا میمنہ لشکر رحمن کا مقابل میسرہ فوج شیطان کے اور میسرہ لشکر خدا کا مقابل میمنہ فوج اشقیا کے اور ساقہ لشکر سعادت اثر مقابل ساقہ عسکر ضلالت پیکر ہوا اور اس نقشہ صف آرائی کے موید روایات مذکورہ صدر و شاہد عبارات مسطورہ روشن و منور ہوتی ہین اور سوا اس تمام دلالت روایات منقولہ کے ایک شاہد عینی اور علامت ظاہری ہے اور وہ علامت دلیل کرامت نشان دینے والی حملہ ہاے امام حسین علیہ السلام کی ہے کہ اوسوقت سے اسوقت تک باوصف انقضاے مدت قدرت رب العزت سے ہیئت مرقع محاربت نظر مین اہل بصیرت کے سمائی ہے اور وہ ایک چھوٹا درخت خرما کا ہے کہ نخیلہ کے نام سے مشہور ہے اور کربلاے معلے سے راہ کوفہ نجف مین بفاصلہ تین فرسخ واقع ہے جیسے کہ اوسکے نام کا ذکر پہلے کیا گیا ہے اور زمانہ سلف مین بلکہ قبل واقعہ کربلا سے اوسکی موجودگی کا ثبوت روایت کتاب ارشاد سے ہوتا ہے کیونکہ شیخ مفید رح نے ذکر مین امام حسنؑ اور معاویہ کے جنگ کی نقل فرمائی ہے کہ امیر شام اس موضع نخیلہ مین وارد ہوا کما قال وسار معاویہ حتی نزل بالنخیلۃ یعنی جیسے کہ کہا ہے کہ معاویہ روانہ ہوا حتے کہ نخیلہ مین اُترا اور مجشی کتاب ارشاد فرماتے ہین النخیلۃ موضع قرب الکوفہ انتہی یعنی نخیلہ ایک موضع قریب کوفہ کے ہے اور وہ چھوٹا درخت ابتک موجود و قایم ہے اب اس زمانہ مین کہ گھوڑا گاڑی جاری ہوئی ہے اس مقام پر گھوڑے بدلے جاتے ہین اور اصطبل اور سائیسونکے مکانات بناے گئے ہین اور یہ نخیلہ جیسا کہ

اوس زمانہ مین باعتبار قد و قامت وسنہ چھوٹا درخت تھا اوسی وضع پر اس زمانہ مین بہی ہے
اگر بسبب کہنہ ہونے اور عمر طبیع کو پہونچنے کے تلف ہو جاتا ہے تو بجاے اوسی ایک
شجر قلیل القامت کے اوسی قد و بلندی کا دوسرا پیدا ہوتا ہے ایک درخت بوجہ آبی کی
ضائع نہین ہوتا نہ اوس سے زیادہ پیدا ہوتا ہے اور اس زمانہ سے پہلے جب گہوڑا گاڑی
جاری نہوئی تہی راہ نجف اشرف و کوفہ کی کربلاے معلے سے گذرنے مین نخیلہ کے پاس کو
جاری نہین تہی پس یہ علامت حد مسافت حملہ ہاے امام حسین علیہ السلام کی ہے
کہ حضرت نے تین مرتبہ سمت شمال سے نخیلہ تک کہ قیاساً منتہے فرودگاہ اشقیا کے معلوم
ہوتی ہے جسکا بیان اوپر گذرا بالب تشنہ و شکم گرسنہ مثل شیر ژیان ہجوم اشقیا پر حملے
فرماے اور تمام صفوف میمنہ و میسرہ و قلب لشکر قسی القلب کو اور تمام سوار و پیادہ کو
درہم و برہم کردیا اور اون شیاطین کی صفوفنکو منتشر کرکر ہربار اونکے تعاقب مین اس نخیلہ تک تشریف لاے
اور پہلوان و پلٹنان ابن زیاد و پسر سعد کو ڈرا کر و بہگا کر کوفہ تک پہونچایا چنانچہ آواز
نعرہ حضرت ہر حملہ مین مفرورین کے کانین کوفہ تک جاتی تہی اور ہر مفرور اپنے حال مین نعرہ
حضرت متواتر سنتا تھا حالانکہ امام علیہ السلام نے نخیلہ سے تجاوز نہین فرمایا اگر اتنی دور
آواز جانے کو معجزہ نہ قرار دین تو بہی عقل سے بعید نہین ہوتا کیونکہ مقتضاے طبیعت
خائفین شہادت دیتا ہے کہ صورت واقعہ عجیب و صداے مہیب ہ تصورات و توہمات
چشم و گوش مین خوف و بیم شدید سے مدت مدید تک رہجاتی ہین اور نوبت عارض ہونے
امراض و ہلاکت کے پہونچتی ہے اور امام تشنہ کام کے ہاتھ سے کثرت مقتولین کی
بہی دلالت کرتی ہے کہ حملے حضرت کے میدان قتال سے تجاوز کر کر افواج جہنم امواج کی
انتہا تک پہونچگئے تہے اور کم سے کم وسعت لشکر کی اوسی نخیلہ تک ہے ورنہ سلسلہ سواد لشکر کا
سواد کوفہ تک پہونچگیا تہا چنانچہ کثرت مقتولین کی مقتل ابن عصفور البحرانی مین اسطرح
منقول ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے تین لاکھ تیس ہزار اشرار کو قتل کر کر فی النار کیا

علیہ السلام لم یترک فی الکوفۃ بیتا الا فیہ باکیا و باکیۃ و نائح و نائحۃ یعنی
ذو الفقار امام حسینؑ نے کوئی گھر کوفہ میں نچھوڑا جسمیں نوحہ خوانی اور گریہ وزاری بوجہ
اوسکے مقتول کے اوس گھر کے مرد و زن میں سے نہوئی انتہا اور مردان خردمند و صاحب عقل
جانتے ہیں کہ تین لاکھ بیس ہزار مرد چھوٹے میدان قتال میں نہیں سما سکتے مگر یہ کہ ایک گروہ کی
بعد دوسرا آکر قتل ہو اور یہ امر بامید ظفریابی ہو سکتا ہے نہ بحالت خوف ہلاکت کہ خائف
فرار اختیار کرتا ہے پس لا محالہ یہ تعداد مقتولین کی صحیح خبر دیتی ہے کہ اسقدر مقتول بحیلہ تک
چند حملہ ہونے کیوجہ سے ہوئی اور جو تعداد لشکر بائیس ہزار اور اوس سے زیادہ مروی ہے
شاید کہ یہ مقدار صف آرائی میں شمار ہوئی ہو جیسا آگے ذکر اس تعداد کا میمنہ و میسرہ کی بیانمیں
آئیگاہے اور معلوم ہو چکا ہے اور مخفی نرہے کہ روایات کتب مقاتل سے ثابت ہوتا ہے کہ فاصلہ
مابین فریقین کے صفونکے ایک پرتیر سے زیادہ نہیں تھا تیر کی زد سے قتل ہوتے تھے بلکہ سنگ
فلاخن سے بھی مجروح ہوتے تھے لہذا صفحہ مقتل باعتبار مقابلہ وسیع و فراخ متوہم نہیں ہوتا
لیکن ذکر حملہ عمرو بن حجاج سے خیال انہیں مقامات صف آرائی کی تعین پر ہوتا ہے چنانچہ
شیخ مفید کتاب ارشاد میں نقل فرماتے ہیں وحمل عمرو بن الحجاج علی میمنۃ اصحاب الحسین
فیمن کان معہ من اھل الکوفۃ واشرعوا بالرماح نحوھم فلم تقدم خیلھم
علی الرماح فذھبت الخیل لترجع فرشقھم اصحاب الحسین علیہ السلام بالنبل
فصرعوا منھم رجالا وجرحوا منھم آخرین خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ عمرو بن الحجاج نے
میمنہ لشکر سعادت اثر پر حملہ کیا کہ اوس میمنہ لشکر امام میں اہل کوفہ تھے اور اہل میمنہ نے حملہ
آورونپر نیزے سیدھے کئے پس وہ لشکر شیطان سنانونکے سامنے نہ ٹھہر سکا اور فرار
اختیار کیا اور اصحاب نے حضرت کے اونپر تیرباران فرمائی کہ اونمیں سے بہت قتل ہوئے
اور باقی مجروح ہوئے اور صورت برہمی لشکر سے ایسا معلوم ہوتا ہے ورنہ میمنہ

...ین جو کہ بجانب فرات تھا میمنہ اصحاب ابن سعد پر ... حملہ کرنا ہے گلہ طرف مقابل پر
ہوتا ہے اور صورت تقابل انکے میمنہ کی اونکے میسرہ سے پیدا ہوتی ہے نہ اسکے برعکس
اسوجہ سے کہ میمنہ لشکر حضرت علیہ السلام کا گوشہ غرب وجنوب مین بینے نشان دیا ہے
اور وہ دوسری سمت مین فرات کی جانب سے تھا اور اسجگہ سے مقابل ہوتا ہے جہان
کہ روضہ حضرت حر بن یزید ریاحی واقع ہے مین کہتا ہون کہ یہ شبہ عام پیدا ہوتا ہے
اس سبب سے کہ مقابلہ وحملہ بروے قاعدہ محاربہ باہمی میمنہ سے میسرہ مقابل پر اور میسرہ سے
میمنہ طرف ثانی پر ہوتا ہے پس جس جگہ کہ صف آرائی فریقین قرار دین تو بھی ایراد وارد
ہوتا ہے خصوصیت اس شبہ کی واسطے تعین مقامات صفوف مذکورہ کی نہین ہوتی
اور ذکر اس حملہ ابن حجاج سردار میمنہ اصحاب شئمہ کا میمنہ اصحاب المیمنہ امام حسین پر
دیگر کتب مقتل مین بھی مروی ہے پس جو کچھہ وجہ اوسکے سمجھہ مین آتی ہے یہ ہے کہ وہ لشکر
شیطانی بوجہ بے حیائی ونہونے حمیت کے ہر طرف سے جنگ چاہتے تھے مگر جب کوئی
چارہ نہ پاتے مجبور رہجاتے اور جو کہ صف میمنہ حزب اللہ مین مردان انصار اہل کوفہ سے
تھے شمول اونکا ابن الحجاج شقی پر کہ بغض وعداوت وتعصب وجہالت مین اہلبیت
رسالت سے بہرہ وافی اور حمیت جاہلیت وقباحت وخلاعت مین نصیبہ کافی رکھتا تھا
گران گذرا میل پیدا دی وویل ابن زیاد نے اوسے رخصت نہ دی کہ قواعد جنگ کا
پابند ہوکر اپنے سپاہ میمنہ سے میسرہ اصحاب حضرت پر حملہ کرنے پر اکتفا کرے پس غضب
جاہلیت نے اسیر آمادہ کیا کہ مردان کوفہ پر حملہ کرے اور عوض حمایت دین کا اونکو دسے
اسی بنا پر میمنہ حق پر حملہ آور ہوا لیکن وہ شقی ازلی بمصداق یفعل اللہ مایشاء خود
مورد مکافات ہوا اور اونکے حملہ مردانہ سے اپنی ہی سپاہ کو مقتول ومجروح دیکھا
پس یہ فعل اوس شقی کا منافی ترتیب میمنہ ومیسرہ طرفین کا نہین ہو سکتا اور اسی بنا مین
کتاب ارشاد وبحار الانوار واہتمام الورے وجلاء العیون مین حملہ اہل میسرہ کا میسرہ پر

اور کہ میمنہ ومیسرہ وقلب لشکر کا خاتمہ ساقہ لشکر سبط پیغمبر پر مروی ہے کما روی فیہا

بانہ فحمل شمر بن ذی الجوشن فی المیسرۃ علی اہل المیسرۃ فثبتوا لہ وطاعنوہ وحمل
علی الحسین علیہ السلام واصحابہ من کل جانب وقاتلہم اصحاب الحسین ع
قتالاً شدیداً۔ یعنی شمر ملعون نے کہ سردار میسرہ ملاعنہ تھا اہل میسرہ لشکر خدا پر حملہ کیا رفقاء
حضرت کی ثابت قدم رہی اور نیزے اونپر مارے اور اشقیا ہر طرف سے ساقہ لشکر حضرت
علیہ السلام اور اونکے اصحاب پر حملہ آور ہوئے اور اصحاب وفا نے قتال شدید فرمایا انتہی
اس روایت سے شبہہ وارد اچھی طرح برطرف ہوتا ہے کہ جنگ اون بیدینونکے قاعدہ
قتال پر منحصر نتھی بلکہ بعد صف آرائی ہر صف لشکر کی ہر طرف سے چاہتے تھے میسرہ ومیمنہ وساقہ پر
حملہ کرنیکی جرات وجسارت سراسر خسارت کرتے تھے بہر نوع نقشہ صف آرائی کسی صورت
اختراعی سے متغیر نہین ہوتا پس بعد شہادت امام حسین علیہ السلام کہ یہ حادثہ عظمی وسانحہ
قیامت افزا عاشورا محرم سنہ ۶۱ھ کو بروز جمعہ اور بقول البعض یوم شنبہ قبل زوال و صحیح
وقت شہادت بعد نماز عصر ہے حادث ہوا اور عالم کو تیرہ وسیاہ اور ارکان دین اسلام
وقلوب اہل ایمان کو تباہ کیا اور موجب تقویت خلفاء ضلالت پناہ ہوا جسمہاے معطر
شہداء کربلا کو خاک وخونمین غلطان چھوڑا اور گروہ اشقیا نے اپنے لشکر کے کشتونکو
حفر دوزخ کی سپرد کرکر دوسرے دن کربلا سے بجانب کوفہ کوچ کیا اور خاصکر تعین وقت
شہادت حضرت امام علیہ السلام مین حدیث مصحف ناطق امام جعفر صادق علیہ السلام کی ہے
کہ انہے فرمایا ولاکن افطارک بعد صلوۃ العصر بساعۃ علی شربۃ من ماء فانہ فی مثل
ہذا الوقت من ذلک الیوم تجلت الہیجاء عن آل رسول وانکشف الملحمۃ عنہم
اور خلاصہ اوسکی تفسیر کا روضۃ الاحکام مین اسطرح مرقوم ہے اور وہ ظاہر ہے کہ مراد
صلوۃ عصر سے وہ نماز ہے کہ اول وقت فضیلت عصر کہ بعد پورا ہونے سایہ اوس
شے کے مثل اوسکی علی الاشہر داخل ہوتا ہے یا اوسکے قریب سمجھا جاے اور مراد ساعت سے

[illegible] ہوا پہونچا آخرہ المقداد اور تجہیز و دفن شہدا

کربلا مین ایک حدیث کتاب تہذیب الاحکام مین ابو حمزہ ثمالی سے ماثور ہے کہ امام زین العابدین رضؑ نے

قولہ تعالیٰ فحملتہ فانتبذت بہ مکاناً قصیاً مین ارشاد فرمایا کہ مین ایک شب نے زندان

دمشق سے کربلا مین پہونچا اور نعش مطہر امام حسین علیہ السلام کو دفن کیا اور اوسی شب کو

دمشق مین واپس آیا انتہیٰ اور یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ نعشہاے شہدا بعد گذرنے

چند روز کے سپرد خاک ہوئین شیخ مفید ذکر دفن اقرباے حسینؑ مین کتاب ارشاد مین فرماتی

ہین وھم کلھم مدفونون مما یلی رجلی الحسین فی مشھدہ حفر لھم حفیرۃ

والقوا فیھا جمیعا وسوی علیھم التراب الا العباس فانہ دفن فی موضع

مقتلہ علی المسناۃ بطریق الغاضریہ وقبرہ ظاھر ولیس لقبور اخوتہ واھلہ

الذین سمیناھم اثر وانما یزورھم الزائر من عند قبر الحسین

علیہ السلام ویؤمی الی الارض التی نحو رجلیہ بالسلام علیھم وعلی

بن الحسین علیھما السلام فی جملتھم ویقال انہ اقربھم دفنا

الی الحسین علیھما السلام اور ذکر دفن انصار و اصحاب امام علیہ السلام مین فرمایا ہے

فاما اصحب الحسینؑ رحمۃ اللہ علیھم الذین قتلوا معہ ع فانھم دفنوا حولہ

الی ان قال انا لانشک ان الحائر محیط بھم رضی اللہ عنھم خلاصہ ترجمہ یہ ہے

کہ جملہ اقربار امام حسین علیہ السلام اوس جگہ دفن ہوئے ہین جو قریب پاے حضرت

اونکے مشہد مین ہے مگر حضرت عباس کہ مسناہ یعنے بند آب پر جو راستہ پر راہ غاضریہ

مین ہے مدفون ہین اور قبر اونکی ظاہر ہے اور حضرت کے بھائیون اور اقربا کی قبر و نکا

نشان موجود نہین ہے زائرین مرقد مطہر امام علیہ السلام کے پاس زیارت

پڑھتے ہین اور وقت زیارت اشارہ طرف پائین روضہ حضرت کرتے ہین اور علی

بن الحسین جو علی اکبر مشہور ہین منجملہ اونہین کے ہین اور کہا جاتا ہے کہ علی اکبر قریب تر

پائے مبارک امام علیہ السلام کے دفن ہوئے ہین بہ نسبت اور اقربائے حضرت کے یہانتک
ملکہ سپہر لکہتے ہین لیکن اصحاب امام حسین علیہ السلام کہ ہمراہ حضرت کے شہید ہوے ہین حوالی
و گرد مرقد مطہر حضرت کے دفن ہوئے ہین اور فرماتے ہین کہ مجہے کوئی شک نہین ہے کہ زمین حائر
تمام شہدا کے مرقدونکو محیط ہے رضی اللہ عنہم انتہی اور دوسری جگہ فرماتے ہین ولما رحل
ابن سعد خرج قوم من بنی اسد کانوا نزولا بالغاضریہ الی الحسین علیہ السلام و
اصحابہ فصلوا علیہم ودفنوا الحسین علیہ السلام حیث قبرہ الآن ودفنوا
ابنہ علی بن الحسین الاصغر عند رجلہ وحفروا للشہداء من اہلبیتہ و
اصحابہ الذین صرعوا حولہ مما یلی رجل الحسین علیہ السلام وجمعوہم
جمیعا معًا ودفنوا العباس بن علی علیہما السلام فی موضعہ الذی قتل فیہ
علی طریق الغاضریہ حیث قبرہ الآن یعنے جب پسر سعد کربلا سے کوچ کیا قوم
بنی اسد سے کہ غاضریہ مین سکونت رکہتے تہے شہدا کیطرف آئے اور اونپر نماز پڑہی
اور امام حسین علیہ السلام کو دفن کیا اوسی جگہ جہان کہ قبر حضرت کی اسوقت ہے اور حضرت کی فرزند
علی اصغر کو حضرت کے پیرون کے قریب دفن کیا اور واسطے شہدا اہلبیت و اصحاب
حضرت کے جو قتل ہوئے تہے گرد حضرت کے زمین کہودی اور گڈہا قریب پائے مبارک امام حسین
تیار کیا اور اونکو جمع کر کرا یکبار سبکو دفن کر دیا اور حضرت عباس علی کو اوسی مقام پر دفن کیا کہ جہان
وہ جناب قتل ہوئے تہے راہ غاضریہ پر کہ اوسی مقام پر اب قبر اون حضرت رضی اللہ عنہ کی ہے
انتہی۔ اس روایت سے چند فوائد و مقاصد برآمد ہوتے ہین ایک یہ کہ علی اصغر بہی نزدیک
پائے مبارک امام حسین کے دفن ہوئے دیگر یہ کہ قوم بنی اسد متکفل دفن شہدا ہوئے
دیگر یہ کہ مدفن حضرت عباس علی راہ غاضریہ پر ہے جیسا کہ ذکر اسکا متصل ہو چکا دیگر یہ کہ
تمام شہدا اقربا و صحابہ امام حسین ایک جگہ جانب پائین روضہ مبارک حضرت کو دفن کیئے گئے
ہین دیگر یہ کہ قوم بنی اسد غاضریہ مین تہے جیسا کہ سابق مین انکا ذکر غاضریہ کی بنا مین کیا گیا

پس فائدہ اول بعد جمع روایتونکے یہ مستنبط ہوتا ہے کہ ہر دو صاحب زادہ علی اوسط جو علی اکبر
مشہور ہین اور عبد اللہ بن الحسین جو علی اصغر مشہور ہین قریب پاے مبارک امام حسین ع
دفن ہوئے اور اسیوجہ سے ہے کہ زائرین زیارت ہر دو صاحب زادہ کے پائین ضریح
حضرت امام علیہ السلام پڑہتے ہین اور دوسرا فائدہ بعد جمع روایتونکے یہ پیدا ہوتا ہے کہ امام
زین العابدین جسوقت کہ دمشق سے پہونچے اوسیوقت مردان بنی اسد متکفل دفن شہدا
ہوئے اور ان تمام روایتونکی تائید اس روایت مشہورہ سے ہوتی ہے کہ امام حسین ع نے
وقت خریداری زمین کربلا اہل غاضریہ سے کہ بنی اسد تھے وصیت فرمائی کہ بعد قتل
ہونے کے شہدا کی نعشین دفن کردین لیکن اون سبنے ظلم اشرار کے خوف سے تاخیر کی
یہانتک کہ زنان بنی اسد نے اپنے مردونپر طعنہ زنی کی اور آخر اونکو آمادہ کیا کہ اونہون نے
دفن کیا پس بموجب اسکے واقعہ طعنہ زنی و آمادگی مردان بنی اسد وقت پہونچنے امام زین العابدین رض کے
ظہور مین آیا ہوگا اور فائدہ چہارم یہ ہے مدفن تمام اقربا و اصحاب امام حسین کا نزدیک پائے مبارک
اونحضرت کے دریافت ہوتا ہے اور صاحب اکسیر عبادات شیخ جلیل مفید علیہ الرحمہ سے یہ
عبارت نقل فرماتے ہین ان الحفیرۃ التی فیہا اہل البیت سید الشہدا ع من
اولادہ واخوتہ واولاد اخیہ الحسن وبنی عمومتہ غیر الحفیرۃ
التی فیہا اجساد الاصحاب یعنے مدفن اقرباے امام حسین کا
مدفن اصحاب حضرت سے جدا ہے انتہٰی خلاصہ اس ترجمہ کا روایتونمین تعارض پیدا
کرتا ہے مگر یہ کہا جائے کہ قول حضرۃ الشہدا ع من اہلبیتہ واصحابہ الخ بوجہ اجمال
وارد ہے اور دوسری روایتونمین دونون حفیرہ کی مفصل ہے اور مؤید اس روایت
آخر کی روایت صدر ہے کہ اوسمین تدفین اقربا مین جناب شیخ مفید نے لکھا ہے وہم
کلہم مدفونون مما یلی رجل الحسین ع فی مشہدہ حفر لہم حفیرۃ
والقوا فیہا جمیعاً الخ یعنے اون سبکو ایک جگہ قریب پاے مبارک امام حسین رض کے اونکے

شہدمین زمین کہود کر دفن کر دیا اور بعد اسکے ذکر تدفین اصحاب حسین مین لکہا ہے
کہ فانہم دفنوا حولہ علیہ السلام یعنی وہ امام علیہ السلام کے قریب دفن ہوے لہذا
کہا جاسکتا ہے کہ ان دونون مین تعارض واقع نہین ہے بلکہ فرق اجمال و تفصیل کا ہے
اور شیخ مفید نے جو روایت مین فرمایا ہے انا لانشک ان الحائر محیط بہم یعنی ہمکو
شک نہین ہے کہ حائر اونسے محیط تہا لیکن معنی حائر کی اور اوسکا بیان پہلے لکہ گیا کہ الحائر
وہو فی الاصل مجمع الماء ویراد بہ حائر الحسین علیہ السلام وہو ما حواہ
سور المشہد الحسینی یعنی حائر کے لغوی معنی مجمع آب کے ہین جیسا کہ نشیب مین پانی کا
گڈہا ہوتا ہے اور عرف مین حائر امام حسینؑ کو اطلاق کرتے ہین اوس زمین اوسکی بقدر
احاطہ روضۂ مطہر حضرت کی ہے اور اسی مضمون ہین کلام مفید شیخ مفید سے ظاہر ہوتا ہے
کہ حائر تمام مراقد شہدا پر مشہد مقدس امام حسین مین محیط ہے اور مزار سر اسرار انوار حبیب
ابن مظاہرؓ کہ رواق درجہ دوم ایوان روضہ مین ہے اور قتل گاہ بہی نشان مین
اسی رواق کی جانب غرب و جنوب مزار حبیب سے حائر مین واقع ہے پس یہ رواق چہار طرفے
حائر مین شامل ہے اور صاحب سرور المومنین کی روایت سے کہ ستائیسوین مجلس مین درج ہے
وجہ شہدا کی مراقد منور کے افتراق کی اس عبارت مفیدہ سے مروی ہے اور نقل فرمایا ہے
کہ جسم مطہر حضرت امام حسینؑ کا بسبب پارہ پارہ ہونیکے بوریا مین رکہکر دفن کیا گیا اور قبر
حضرت عباس علیؑ و حبیبؓ ابن مظاہر و حُرؓ بن یزید الریاحی کے جدا جدا واقع ہوئین ظاہرا
اسکی وجہ یہ ہے کہ بکثرت جراحات سے اوٹہانا اور دوسری جگہ لیجانا جسم حضرت عباس کا
ممکن نہوا پس اون جناب کو اوسی جگہ چہوڑ دیا اور دفن کر دیا اور حبیب ابن مظاہر کو بنی اسد نے
بسبب قرابت کے جدا دفن کیا اور حُر بن یزید رضوان اللہ علیہ کو ایک روایت مین اونکے
مادر مقتل سے باہر لے گئین انتہی۔ خلاصہ عبارت اور ابن اعثم کوفی تاریخ دفن شہدا کو
اس بیان سے نقل فرماتے ہین کہ علی بن الحسینؑ نے ۲۰ محرم کو سر مبارک امام حسینؑ

وتمام شہدا کو اونکے بدنون سے ملحق کیا اور وہان اپنے جد بزرگوار کی تربت پر جاکر قیام اختیار کیا اور مروی ہے کہ اس روز جابر انصاری معہ دیگر اپنے اصحاب کے زیارت مرقد مطہر امام حسینؑ سے مشرف ہوئے تھے۔ اور روایت سید ابن طاوس علیہ الرحمۃ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جسوقت اہلحرم ظلم یزید ستمگار سے نجات پاکر کربلا مین پہونچے اوسوقت جابرؓ و جماعت بنی ہاشم و مردان آل رسول کو دیکھا کہ واسطے زیارت قبر امام حسینؑ کے کربلا مین وارد ہوئے تھے جیسے کہ روایت ہے و لما رجعت نساء الحسین علیہ السلام وعیاله من الشام حتی بلغوا الی العراق قالوا للدلیل مر بنا علی طریق کربلاء فوصلوا الی الموضع المصرع فوجدوا جابر بن عبد اللہ الانصاری وجماعة من بنی هاشم ورجالا من ال الرسول قد وردوا الزیارة قبر الحسین علیه السلام فتوافوا فی وقت واحد وتلاقوا بالبکاء والحزن الخ یعنے جب اہل حرم امام حسین اور انکے عیال نے شام سے مراجعت کی اور عراق مین پہونچے تو کربلا کیطرف چلکر روضہ امام حسینؑ پر وارد ہوئے جابر بن عبد اللہ انصاری اور ایک جماعت بنی ہاشم و مردان آل رسول کے وہان وارد ہوئے اور زیارت قبر امام حسین کے ایک وقت مین بجالائے اور گریہ وزاری سے آپس مین ملاقات کی انتہے۔ اور اس جگہ تدفین کا ذکر نہین فرمایا کیونکہ ضرور ہے کہ یہ وقت تدفین کا نہین تہا بلکہ قبل اسکے بنی اسد کے اہتمام سے بموجودگی امام سید الساجدینؑ دفن شہدا وقوع مین آیا جیسا کہ اسکا ذکر اوپر گذرا لیکن بعد دفن شہدا مزارات سراسر برکات صحرای کربلا مین زبان حال سے کہتے ہین ؎ بر مزار ما غریبان نے چراغے نے گلے۔ نے پر پروانہ آید نے صدای بلبلے۔ حیف اس امت پر کہ اپنے کو امت وسط و امت مرحومہ سمجھتے ہین لیکن بعد شہادت امام حسین کے حضرت علیہ السلام کے زیارت بہی عوض مین اونکی نصرت سے باز رہنے کی نہ اختیار کی اور نہین کرتے حالانکہ رسو لخدا

صلعم نے دونون فرقہ کو ترغیب و ترہیب فرمائی جیسا کہ کہا ہے فاذا نادی الحسین ایجبہ
احد فعلی القاعد عن نصرتہ لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین وقال صلعم من
زارنی اوزار واحد من ذریتی زرتہ یوم القیمۃ فانقذتہ من اھوالھا یعنی پس
ندادی امام حسینؑ نے جو شخص ہماری نصرت نکرے گا لعنت خدا و ملائکہ اور تمام انسانونکی
اوسپر ہوگی اور فرمایا رسول صلعم نے جو میری زیارت کریگا یا میری ذریت سے کسی کی زیارت
کریگا قیامت کے دن ہم اوسکی زیارت کرینگے اور خوف سے اوسے نجات دینگے او زمانہ دراز
اسی ظلم و جور سے گذرا یہانتک کہ یزید خلیفہ ہفتم قاضی عیاض واخرا بنے ماہ ربیع الاول ۶۴ھ سنہ
مین تخت خلافت چھوڑ کر جہنم کی حکومت حاصل کی اور سلیمان بن صرد الخزاعی صحابی بعد
علم موت یزید ماہ ربیع الآخر مین معہ مسیب بن نخبہ و عبداللہ بن الوائل و عبداللہ بن نفیل الازدی
و شداد بن ارقم العجلی کہ یہ پانچون حضرات شرف صحبت حضرت رسالت ختمی نبوت سے
ممتاز ہو چکے تھے معہ لشکر شیعان علی قید ابن زیاد سے مخلصی پا کر بعد خانہ ویرانی کرنے
اوس ملعون کے بمقام کوفہ وارد کربلائے معلے ہوئے اور فوراً گریہ و بکا مین مشغول ہوئے
عالم رویا مین اذن جہاد جانب سید الشہدا سے پا کر خروج فرمایا اور کربلا سے کوفہ تک لشکر
عمر بن عبید اللہ بن زیاد کو کہ جب عمر واسطے انتقام خانہ ویرانی و قتل خاندان آل زیاد کے
اونکے پیچھے آیا مثل فرش کے زمین پر بچھا دیا بروایت ابو مخنف لوط بن یحیے ظاہر ہوتا ہے
کہ مرقد مطہر امام حسینؑ پر اس زمانہ مین مردمان ہفت حصار و اہل خسر و قبیلہ بنی نضیر
و بنی قینقاع نے صندوق ضریح بنایا تھا اس پاس و لحاظ سے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے
ایام خلافت ظاہری مین اونکو جان و مال کی امان دی تھی اور جائے مکان میدان
طرف کربلا مین عطا فرمائی تھی جب ہریر بن سلیمان ابن زیادی کہ جماعت معاویہ سے تھا
ابن زیاد کیطرف سے واسطے جنگ آل ثارات الحسینؑ یعنے عبدالرحمن بن سعید و ورقا
بن عازب و طارق اعمش و عمر طارق و محمد بن سلیمان رحمہم اللہ کے کوفہ سے نکلا اور معہ لشکر

ضلالت پیکر کربلا مین آترا اور قبرین و ضریح شہدا کو دیکھا دست ظلم دراز کیا اور اہل قریہ کو
کہ متکفل تیاری مرقد و ضریح مقدسہ کے ہوئے تھے قتل کیا اور مال اونکا تاراج کیا اس جرم پر
کہ وہان کے باشندون نے کیون فرزندان پیغمبر صلعم کے مرقد و ضریح تیار کئے اور جب
ورقا ابن عازب و محمد بن سلیمان رضی اللہ عنہما نے لشکر یزید پر حملہ کیا اور حال قتل و
غارت ساکنان قریہ سے مطلع ہوئے تو اوس جائے مقدس و مطہر مین برابر فرات کے
ایک دریا خون سے اون ناپاکون کے جاری کیا اور وہ غازیان شیعان شاہ مردان بعد فتح
و فیروزی زیارت و تعزیت شہدا سے کربلا کو جمع ہوئے چنانچہ مجلس آٹھوین مختارنامہ محمد بن
احمد الثقفی مین مذکور ہے کہ جب ورقا مع لشکر ظفر پیکر روبرو صندوق امام حسینؑ خاک پہنچے تھے اور روئے تھے بعد اسکے سخت
محاربہ مقاتلہ کربلا مین مابین عبد الرحمن سعید ابن زیاد علیہ ما علیہ واقع ہوا اور عمر سعد عین میمنہ لشکر ابن زیاد پر تہا اور
وقت قتال عبد الرحمن سعید ابن زیاد پر غالب آئے اور چاہا کہ اوسے قتل کرین لیکن اوسکے
غلام عبد الرحمن کے پنجہ سے اوس نامرد کو چھڑا کر بھگا لیگئے انتہی خلاصہ عبارت بقدر حاجت
و مناسبت اوسکے پس عنوان سے اس روایت کے ثابت ہوتا ہے کہ ساکنان بقعہ کربلا کو
امیر المومنین علیہ السلام نے ایام خلافت کوفہ مین اراضیات و مکانات عطا کئے تھے
بعد اسکے اہل غاضریہ نے اراضی مقبوضہ طف کربلا کو حضرت امام حسین کے ہاتھہ بیچا
اور حضرت نے بلا ادائے قیمت اوس زمین مین سے کچھہ بھی نہ لی مفصل اسکا بیان پہلے
کیا گیا اور مختار بن ابو عبیدہ ثقفی نے غرہ ربیع الآخر سنہ ۶۶ھ کو بمتابعت سلیمان بن صرد خزاعی
حق آل ثارات الحسینؑ بقدر استطاعت ادا فرمایا منقول ہے کہ تراسی ہزار تین سو (۸۳۳۰۰)
نامردونکو جماعت یزیدی سے عراق مین قتل کیا اور پانچ برس تک وہ حاکم کوفہ رہے
اور اول جس شخص نے کہ اونکے تابوت کو بموجب اونکی وصیت کے قریب شہدائے کربلا کے
دفن کیا قاسم بن قیس بن مسہر الصیداوی تھے کہ ہمراہی مین مختار ثقفی کے دست ظلم و
عداوت سے دوستان عبد اللہ مطیع عامل ابن زبیر کے کوفہ مین درجہ شہادت سے فائز ہوئے

...روایت ابو مخنف قاصد امام حسین کے تہے کہ نامہ حضرت کا
...عان کوفہ کو لے گئے تہے لیکن اثنا راہ مین حصین بن نمیر کے ہاتہہ سے گرفتار ہوئے
...بحکم ابن زیاد اونہین بام قصر سے نیچے ڈالدیا کہ تمام جسم اونکا محبت اہلبیت مین پارہ پارہ
...وگیا اور انہین ایام امارت مختار ثقفی مین محمد بن ابراہیم بن مالک بن اشتر النخعی نے
...ضہ مطہرہ سید الشہدا پر بنایا چنانچہ اخبار الاوائل کتاب مولفہ سید محمد مین مرقوم ہے کہ اول
...شخص جنے روضہ قبہ قبر حضرت سید الشہدا پر بنایا وہ اشجع سواران جہان بہادر
...ی محمد بن ابراہیم مالک اشتر نخعی تہے اور تائید اس تعمیر روضہ جنت نظیر کی احادیث
...صحہ سے ہوتی ہے چنانچہ کتاب حدیث من لا یحضرہ الفقیہ مین اور کتاب حدیث تہذیب الاحکام
...ی آداب زیارت مین امام بحق ناطق حضرت جعفر صادق صلوات اللہ علیہ و آبائہ
طاہرین سے مروی ہے کہ فرمایا اذا اتیت ابا عبد اللہ الحسین علیہ السلام
...غتسل علی شاطئ الفرات ثم البس ثیابا طاہرۃ ثم امش حافیا فانک فی حرم
...حرم اللہ عزوجل وحرم رسولہ الی ان قال حتی تصیر الی باب الحائر
...حدیث یہ ہے جسوقت تو کربلا مین حاضر ہو تو کنارہ فرات پر غسل کر پہر پاکیزہ لباس
...ن پہر برہنہ پا روضہ کی طرف روان ہو کہ تو حرم مین حرمہائے خدا اور اوسکے
...ول کیطرف جاتا ہے یہانتک کہ باب حائر یعنی روضہ مین داخل ہو اور کتاب
...کلینی مین ہے حتی تصیر الی باب الحیر یعنی یہانتک کہ باب حیر مین داخل ہو اور فقرہ زیارت مفجعہ ہے السلام
...من جعل اللہ الشفاء فی تربتہ السلام علی من الاجابۃ الدعاء تحت قبتہ
...سلام اونپر جنکی تربت مین خدا نے شفا دی اور سلام اونپر جنکے قبہ کے نیچے دعا
...ل ہوتی ہے اسی بنا پر وجود باب و قبہ روضہ مقدسہ کا اور دریاے فرات کا زمانہ
...فت و امامت امام جعفر صادق علیہ السلام مین قطعی و یقینی ظاہر ہوتا ہے اور
...ر ہے کہ روضہ منورہ قبل عہد امامت حضرت امام ہمام جعفر صادق علیہ السلام سے

ایوان بہی مثل باب القبلہ کے تہے اور بعد ظہور وجود فرات زمانہ امام جعفر صادق ر
ہین اور حکم فرمانا حضرت کا زائرین کو واسطے غسل کے آب فرات سے جیسے کہ ہین کہ
فرات کلمیہ پاس فرمانے سے حضرت کے خشک ہوگیا جسوقت کہ حضرت زیارت کیواسطے
تشریف لائے نہر کو ملاحظہ کرکر فرمایا کہ تو ابتک موجود ہے ثابت نہین ہوتا ہے
کیونکہ حضرت اس حالت یاس مین غسل کو حکم نہ دیتے لیکن حال خشک ہوجانیکا یا منتقل
ہونے فرات کا اور نیز ابتدا ارزمانہ مین اوسکے جاری ہونے کا کربلا مین کہ کب
اس زمین مین آیا اور کس زمانہ مین خشک ہوا یا یہان سے دوسری جگہ منتقل ہوا تحقیق
طور پر دریافت نہین ہوتا ہرچند کہ وجود نہر دونکا قدیم سے ہے اور زمانہ اونکے اجرا
بعد طوفان حضرت نوح پیغمبر کے مشہور ہے لیکن محل تحقیق بسبب ایک جگہ
دوسری جگہ اوسکے جانے کی یہ ہے کہ فرات کس زمانہ مین کربلا مین تہا اور کب یہان
منتقل ہوا روایت آئیہ سے دریافت ہوگا کہ واقعہ شہادت سے قبل فرات کربلا مین نہ
لہذا اسمقام مین اوسکی ہونے نہونے کو تحقیق کرنا جغرافیہ و تاریخ سے اس بقعہ مبارکہ کے تعلق رکہتا
اسی بنا پر جو کچہ نظر احقر سے گذرا بیان کرتا ہون روایات عدیدہ سے مفہوم
ہوتا ہے کہ فرات کربلا مین زمانہ حضرت اسمعیل بن خرقیل اور عہد حضرت موسے
اور زمانہ حضرت یونس مین بہی جاری تہا اور بعد حضرت یونس پیغمبر کے تحقیق نہین
کہ کس زمانہ مین دوسری جگہ منتقل ہوا کیونکہ روایت مشہورہ سے دریافت ہوتا ہے
عہد خلافت ظاہری امیر المومنین علیہ السلام مین فرات یا اوسکا شعبہ کربلا مین جا
نہین تہا بلکہ دو فرسخ سے زیادہ فاصلہ پر اس زمان خلافت نشان کے معلوم ہوتا
چنانچہ روایت راہب وارد کربلا کے کتب اہل سیر مین مسطور اور زبان خاص
و عام پر مذکور ہے وجود اس دریا کا کربلا مین نہین پایا جاتا اور یہ روایت کتاب

شیخ مفید رح میں ذکر معجزات جناب امیرؑ میں اسطرح مذکور ہے ومن ذلك ما رواه
اهل السیر من حدیث الراهب بارض کربلا والصخرة وشهرته تغنی
عن تکلف ایراد الاسناد له وذلك ان الجماعة روت ان امیر المومنین
علیه السلام لما توجه الی صفین لحق اصحابه عطش شدید ونفد
ما کان عندهم من الماء فاخذوا یمینًا وشمالاً یلتمسون الماء فلم یجد
واله اثرًا فعدل بهم امیر المومنین علیه السلام عن الجادة وسار
قلیلاً فلاح لهم دیر فی وسط البریه فسار بهم نحوه حتی اذا صار فی فنائه
امر من نادی ساکنه بالاطلاع الیهم فنادوه فاطلع فقال له امیر المومنین
علیه السلام هل قرب قائمك هذا من ماء یتغوث به هؤلاء
القوم فقال هیهات بینی وبین الماء اکثر من فرسخین وما بالقرب
منی شیء من الماء الی ان روی معجزته علیه السلام انه وضع اصابعه
تحت جانب الصخرة فحرکها ثم قلعها بیده ودحی بها اذرعًا کثیرة
فلما زالت من مکانها ظهر لهم بیاض الماء فبادروا الیه فشربوا منه
فکان اعذب ماء شربوا منه فی سفرهم وابرده واصفاه انتهی-
ماخوذ بقدر حاجت خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ منجملہ معجزات حضرت کے اہل سیر نے حدیث
راہب کو زمین کربلا میں اور واقعہ قلع سنگ کا اور برآمد ہونا پانی کا اوسکے نیچے سے
روایت کیا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام جب متوجہ صفین ہوئے آپ کے
اصحاب کو تشنگی شدید لاحق ہوئی اور جسقدر پانی ہمراہ تھا خرچ ہو چکا تھا اور
اوس جگہ دہنے بائیں پانی تلاش کیا کہیں نشان بھی نہ پایا جناب امیر نے جب
یہ حال ملاحظہ فرمایا کھڑے ہو گئے اور چند قدم چلے کہ ایک دیر درمیان صحرا کے
دیکھی زمین خشک وہاں پانی نہیں ظاہر ہوا اور حضرت دیر کے سامنے تشریف لیگئے

اور اصحاب نے حضرت کے حکم سے راہب کو آواز دی راہب حاضر ہوا جناب امیر نے
پانی کا حال اوس سے دریافت کیا کہ تمہارے قریب مین کہین پانی ہے کہ یہ سب آدمی
تشنہ لب ہین راہب نے افسوس سے کہا کہ یہان سے دو فرسخ سے زیادہ دور پر
پانی ہے اور میرے پاس اسقدر پانی نہین ہے حضرت نے فرمایا کہ تمنے سنا جو کچھ
راہب نے کہا صحابہ نے کہا کہ ہان اور عرض کی کہ ہمکو اجازت دیجئے کہ ہم وہان
جائین اور پانی لین اور قوت حاصل کرین آپنے فرمایا کہ تمہاری اوس مقام پر جانیکی
حاجت نہین اور سواری کو قبلہ کیطرف لوٹایا اور ایک زمین کیطرف جو کہ قریب
دیر راہب کے تہی اشارہ فرمایا کہ یہان کہودو جب کہودا گیا نیچے ایک سنگ عظیم
پیدا ہوا مردم عاجز ہوے اور خدمت شاہ ولایت مین عرض کی کہ کدال بہی اس
تہپر پر کارگر نہین ہوتے جناب ولایت مآب نے فرمایا کہ نیچے اس تہپر کے پانی ہے پس
تمام مردمان اوس تہپر کے اوکہاڑنے پر جمع ہوے اور بہت کوشش کی لیکن اوس تہپر
اپنی جگہ سے جنبش نہ کی جب حضرت فاتح ولایت نے مجمع مردمان اور جدوکد اونکی
بصرف طاقت مجموعی ملاحظہ کی کہ سب اوس سے عاجز آگئے ہین آپ انگشتان مبارک
نیچے اوس سنگ عظیم کے لے گئے اور حرکت دیکر دست زبردست حق پرست سے اوسے
اوکہاڑ لیا اور بفاصلہ کثیرہ چند قدم پر پہینکدیا جب تہپر اپنی جگہ سے جدا ہوگیا سفید پانی
نمایان ہوا مردمان نے جلدی کی اور وہ پانی پیا کہ نہایت شیرین و سرد اور صاف
اوس پانی سے تہا جو اوس سفر مین پیا تہا انتہے پس اس روایت سے ظاہر ہوا کہ
زمانہ جناب امیر علیہ السلام مین فرات کربلا مین نہین تہا بلکہ دو فرسخ سے زیادہ فاصلہ
کربلا سے پانی تک اوس وقت مین ثابت ہوتا ہے اور ایام شہادت امام حسین مین آب فرات
کربلا مین تہا اور عہد انبیاء موصوفین مین بہی جیسا کہ مذکور ہوا اوسی جگہ جاری تہا پس
ضرور ہے کہ اس پانی کا ایک جگہ سے دوسری جگہ کو منتقل ہونا ثابت ہوا ایس اگر نہر

کھودی ہوئی ہوتی تو یہ تغیر و تبدل واقع نہوتا بلکہ عمدہ شہادت ثبوت مین منتقل
ہونی اوس پانی کے حاشیہ کتاب ارشاد شیخ مفید علیہ الرحمۃ مین صفحہ ۱۷۷ پر یہ ماثور ہے
لما توجھنا مع امیر المومنینؑ الی صفین فبلغنا طفوف کربلا یعنے ہم معہ امیر المومنین
علیہ السلام کی صفین کیطرف متوجہ ہوئے اور طفوف کربلا مین پہونچے اور محشی ارشاد نے
معنی طفوف مین افادہ فرمایا ہے کتاب نہایۃ اللغۃ سے الطفوف جمع طف وھو
اللطیف ساحل البحر وجانب البر ومنہ حدیث مقتل الحسینؑ انہ یقتل
بالطف سمّی بہ لانہ طرف البر ممایلی الفرات وکانت تجری یومئذ قریبا
منہ انتھے یعنے طفوف جمع طف کی ہے اور طف ساحل بحر کو کہتے ہین جو بجانب
صحرا ہو اور اسی لفظ سے نام مقتل امام حسینؑ ہے جو طف مین قتل ہوئے کہ جو صحرا
طرف قریب فرات کے ہے جو کہ ان ایام مین قریب مین اوسکے جاری تہا اس عبارت
نہایہ ابن اثیر سے واضح ہوا کہ فرات ایام شہادت امام حسینؑ مین قریب کربلا کے
آگیا تہا جیسے کہ زمانہ حضرت اسمعیل بن خرقیل مین کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ ع سے
پہلے تہے اور زمانہ حضرت موسے ع و حضرت یونس ع مین ارض کربلا مین جاری تہا
پس ایسی نقل مکانی سیل دریا کے بوجہ تیزی آب و شدت سیلاب کے معمول ہے
اور کچھ بعید نہین معلوم ہوتا اور روایت آئندہ سے دریافت ہوگا کہ دریاے فرات اس
ارض مقدس مین زمانہ متوکل عباسی تک نافذ و جاری تہا اور غالبا سنہ ۲۶۹ھ مین
اس بقعہ مبارکہ سے بسبب اوسی طغیانی سیل کے منتقل ہو کر اوسی جگہ جا پہونچا جہان
قبل اسکے ایام خلافت جناب امیر علیہ السلام مین تہا اور وجود دیہات بہی کنارہ فرات
اس زمین اور اوسکے جوار مین معلوم ہوتا ہے کہ تمام دیہات فرات کے جاری رہنے کے
زمانہ تک اوس مقام مین آباد رہتے ہین اور اسکے انقلاب کے وقت ویران ہو گئے

اور یہ بقیہ صدی اول و شروع صدی ثانی غلبہ مین خلفاء اثنا عشر مذہب اہلسنت کے
گذری کہ بعد یزید کے تسلط بنی مروان کا دیار عرب و عجم مین ہو گیا تھا اللہ تعالے اونکے
غلبہ و قہر کے زمانہ کو سورہ قدر مین الف شہر یعنے ہزار مہینے سے تعبیر فرماتا ہے اور قاضی
عیاض اور شیخ الاسلام اونکے ابن حجر عسقلانی اوسی زمانہ کو مدت عزت خلافت
تعبیر کرتے ہین جیسا کہ آئندہ ذکر ہوگا اور اوس زمانہ کے متغلبین کو خلفاء اسلام
منجملہ اثنا عشر کے شمار کرتے ہین جیسا کہ شفا و فتح الباری مین اور اونکی نقل صاحب
صواعق و سیوطی نے تاریخ الخلفاء مین لکھا ہے اس تسلط جبر خلفاء مروانی مین
راہین کربلا کے زائرو نپر بند تھین اور نہین چاہتے تھے کہ کوئی شخص زیارت امام مظلوم کی
فائز ہو اور یہ سنت سیئہ جماعت بنی امیہ مین اختتام تمام ہزار ماہ تک قائم و دائم رہی
لہذا کوئی شخص قوت مجاورت نہ رکھتا تھا کتاب ریاض الشہادت مین صفحہ ۲۹۳ پر مذکور ہے
کہ ابن محبوب نے کوفہ سے مروانیون کے عہد مین قصد زیارت مشہد حسینؑ کا کیا
جو کہ مروانیون نے راہین زائرو نپر بند کر دی تھین اور جسکو پکڑتے تھے قتل کر دیتے
تھے ابن محبوب کہتا ہے کہ مین راہ غیر متعارف سے بہت مشکل سے کربلا مین پہونچا
پس اس زمانہ تیرہ و تار بدعت شعار مین تمام دیار و امصار دشمنان اہلبیت اطہار سے
پر تھے کہ قاضی المسمی کتاب الشفا مین اوس زمانہ کو مدۃ عزۃ الخلافہ و قوۃ
الاسلام و استقامتہ امورہ والاجتماع علی من یقوم بالخلافہ فرماتے ہین
یعنی یہ زمانہ مدت عزت خلافت و قوت اسلام اور اوسکے کامونکی درست ہونے
اور اجتماع کا اونکے قائم کرنے پر سلطنت خلافت کے ہے اور ابن حجر شرح بخاری مین اپنی
عبارت سے کہ کلام القاضی عیاض احسن ما قیل اوسکی تحسین کرتے ہین یعنی قاضی عیاض
نے جو کہا ہے بہتر کہا ہے اور تحسین اسی وجہ وجیہہ سے کی ہے کہ بنی امیہ دشمن آل طہٰ
و لیسین تھے یہانتک کہ ۱۳۲ھ مین زوال خلافت بنی امیہ و بنی مروان ظہور مین آیا

[illegible]
اونکے دربار مین بروے روایت سیوطی جیسا کہ ترجمہ سفاح مین ذکر کیا ہے ہم پہونچا تھا اور وقوع فتنہ ومفارقت کا ۱۳۵ھ مین مابین علویون اور عباسیون کی خلافت منصور دوانقی مین ہوا جیسا کہ سیوطی نے تاریخ الخلفا مین لکھا ہے وکان المنصور اول من وقع الفتنہ بین العباسین والعلویین وکانوا قبل شیئاً واحداً یعنے منصور عباسی اول وہ شخص ہے کہ جسنے مابین عباسیون اور علویون کے فتنہ وتفرقہ کیا اور وہ قبل منصور کے متحد اور شے واحد تھے پس ۱۳۶ھ و ۱۴۵ھ کے شروع زمانہ مین اوسکی خلافت سے زائرین روضہ مقدسہ کو بسبب اختلاف مذکور کے اجازت زیارت ومجاورت کی حاصل تھی چنانچہ ریاض الشہادت مین صفحہ ۲۹۴ پر مذکور ہے کہ ایک شخص یمنی بہدایت امام جعفر صادق علیہ السلام کی بقصد زیارت کربلا مین حاضر ہوا اور بسبب زیادتی حسن ارادت ورسوخ عقیدت کی مجاورت اختیار فرمائی اور اوسی بقعہ نور مرقع مین داخل بجوار رحمت غفار ہو کے یعنے انتقال فرمایا اور یہ پہلے مجاور روضہ اقدس کے ہوے جیسے کہ جابر بن عبد اللہ انصاری رض اول زائر ہے پس شرف مجاورت اس دوسری صدی سے ظہور مین آیا اور زمانہ سطوت وقوت وقہر وغلبہ جو کہ شرائط امامت وخلافت کے لیے معتبر سمجھتے ہین خلافت بنی عباس مین زیادہ ہوا جبر وتعدی اونکا شقاوت وعداوت بنی امیہ وبنی مروان سے عترت رسول امین وذریت شاہ مردان کے ساتھہ دونا ہو گیا کیونکہ ظلم بنی امیہ ومروانیون کا قتل واستیصال مومنین ومنع زائرین مین محدود تھا لیکن کبھی کوئی شخص اونمین درپے استیصال وانہدام روضہ مبارکہ کا نہوا اگرچہ وہ فی شقاوت بحکم الاقارب کالعقارب بنی عباس سے ظہور مین آئی اور اسی سبب سے خلافت بنی عباس منصوص بروے احادیث موضوعہ مشتہر ہوئی جیسے کہ ملا علی متقی نے کنز العمال مین اور سیوطی نے انافہ مین اور تاریخ الخلفاء وغیرہ مین لکھا ہے

[illegible] اہلسنت والجماعت کا ان الخلافہ
لبنی عباس حق وامرھم نافذ یعنے خلافت بنی عباس اسلام مین حق اور موافق شرع
شریف کے ہے اور حکم اونکا احکام شریعت مین نافذ ہے اب اونکا استحقاق خلافت
اور نفاذ حکومت دیکھنا چاہئے کہ ایک انہین مین ہارون رشید ہے کہ خونریزی سادات کی اوسکی عادت تھی اگر اسمقام مین اوسکی سفاکی و
بیباکی کی شرح کرون تو طول ہے اور مقصد بعید ہو جائیگا لہذا اس سے درگذر کر کے دو واقعے اجرا احکام شریعت کی نقل کرتا ہون
ایک یہ کہ فرزند صالح رسول الثقلین کے ساتھ اوسنے کیا سلوک کیا دوسرے مرقد مطہر
امام حسین کے کیا حرمت بجالایا صاحب فصول المہمہ نور الدین علی بن محمد المالکی المکی المعروف
ابن الصباغ کہ اعیان اہلسنت والجماعت سے ہین نقل فرماتے ہین کہ ہارون رشید نے
امام موسی کاظم علیہ السلام کو مسجد نبوی مین مقید کیا اور مدت دراز تک زندان
عیسے بن جعفر بن منصور عامل بصرہ مین قید رکھا بعدہ محبس فضل بن ربیع مین اوسکے بعد
نگرانی فضل بن یحیے بن خالد مین بغداد مین محبوس رکھا یہانتک کہ وساطت سے سندی
ملعون کے زہر دیکر اونہین شہید کیا اور اسیطرح اہل خبر مثل صاحب حبیب السیر نے
نقل فرمایا ہے اور ایک روایت سے شواہد النبوت مین لکھا ہے کہ یحیے بن خالد نے
بحکم رشید رطب مین زہر ملاکر حضرت کے پاس بہیجا اور آخرش سم قاتل نے اپنا اثر
ظاہر کیا کہ حضرت علیہ السلام درجہ شہادت سے فائز ہوئے پس اہل رشد وبصیرت
غور کرین کہ خلافت رشیدہ اور امارت منصوصہ نے رشید کی ذریت پیغمبر سے
کیا کام کیا مگر یہ کہ یہی کام اوسکا پسند جماعت ہوا اور اوسکے حکم کو نافذ قرار دیا اور
ہارون رشید نے جو کہ سنہ ۱۷۰ھ مین علما وفقہاے بغدادی کی مدد سے کہ اوس زمانہ مین
اہل حل وعقد تھے والی خلافت ہوا تو موسے بن عیسے عباسی کو عامل کوفہ مقرر کیا
اوس شقی ازلی نے اشارہ رشید نارشید سے حریم روضہ مقدسہ امام حسین علیہ السلام کو
دور کیا اور اول المستاصلین ہوا اور تمام درہ ہذہ باب الحائر وباب الخیر وباب القبلہ

وغیرہ کو جنکے نشانات احادیث مذکورہ صدر سے دریافت ہوتے ہین اور وہ تعمیر کردہ محمد بن
ابراہیم بن مالک اشتر سب کے تہ نیست و نابود کردی تا کہ مزار واسطے خلایق کے نرہے لیکن خالق
حقیقی نے قبہ سبز درخت سدرہ کی بہترین کا تیار کر دیا یعنے درخت سدرہ لگا دیا تا کہ نمود کا سبب ہو
اور زائرین کو دلالت کرے مگر اوس شقی دشمن خدا و نبی نے بکر اشارہ رشید سے اوس قبہ
خضرا کو بہی تبر شقاوت و قساوت سے قطع کر ڈالا چنانچہ کتاب امالی شیخ صدوق مین یحیی بن مغیرہ
الرازی سے منقول ہے اور خلاصہ اوسکے ترجمہ کا یہ ہے کہ یحیے نے کہا کہ مین جریر بن عبد الحمید
الضبی الکوفی قاضی ملک رے کی مجلس مین حاضر تہا ناگاہ ایک شخص اہل عراق سے پہونچا جریر نے
وہانکی خبر دریافت کی اوسنے کہا کہ ہارون رشید نے آدمیونکو بہیجا کہ قبر حسین بن علی کو ہموار
کردین اور درخت سدرہ کو کہ اونکے مرقد کا نشان دیتا ہے قطع کرین قال فرفع جریر یدیہ وقال اللہ
اکبر جائنا فیہ حدیث عن رسول اللہ صلعم انہ قال لعن اللہ قاطع السدرۃ ثلاثا فلم نقف
علی معناہ حتی الآن لان القصد بقطعہ تغیر مصرع الحسین حتی لا یقف الناس علی قبرہ
یعنی یحیی نے کہا کہ جریر قاضی نے دونون ہاتہہ بلند کیے اور کہا اللہ اکبر ہمکو حدیث پیغمبر کی پہونچی
ہے کہ آپنے تین مرتبہ فرمایا لعن اللہ قاطع السدرۃ ہم اسکے معنی نہ سمجہے لیکن اسوقت اسکے معنی
سمجہہ مین آئے کہ قصد پیغمبر خدا کا اس نفرین مین قطع درخت سدرہ سے متغیر کرنا مشہد حسین کا
تہا اس تغیر سے کہ مردمان قبر حسین پر بوجہ دور ہونے علامت مرقد و نشان مزار کے نہ آئین
اور ان قاضی جریر نے سنہ ۱۸۸ھ مین انتقال کیا اور عمر اونکی اکہتر برس کی ہوئی تہی جیسا کہ
تقریب التہذیب عسقلانی مین ہے پس جو کچہہ اس روایت کے بعض ناقلین کو شبہ پیدا
ہوا ہے کہ ابو جعفر منصور بن رشید نے حکم برابری قبر منور اور قطع درخت سدرہ کا دیا تہا اور
یحیے بن سعید سے واقعہ جریر اور اونکی حدیث پڑہنے کا بحکم ابو جعفر منصور لکہا ہے بالکل غلط ہے
جیسا کہ اخبار ماتم مین لکہا ہے اور یہ سانحہ قطع درخت سدرہ روایت ابو بکر بن عیاش

منصور صہ ابوبکرعتیق پلاسی ابن عیاش سے سندًا حکایت کرتے ہین اور اوسکو ثقہ و عابد
کہتے ہین اور اوسکی مصنفہ کتاب کو صحیح سمجھتے ہین اور وفات اوسکی سنہ ۱۹۳ھ مین قبل عہد
خلافت ابوجعفر منصور سے ظہور مین آئی اور صاحب اخبار ماتم یہ واقعہ قطع درخت سدرہ کا
بعد وفات اس تمام جماعت کے سنہ ۲۵ھ ہجری مین نقل فرماتے ہین اور روایت ابوبکر بن عیاش
امالی مین اور اوس سے جلاء العیون اخوند مجلسی مین مفصل مذکور ہے مختصر اور خلاصہ اوسکا
یہ ہے کہ یحیی بن عبدالحمید الحمانی روایت کرتا ہے کہ مین ہمراہ ابوبکر بن عیاش دارالامارة موسے
بن عیسے حاکم کوفہ پر گیا جب موسے کی نظر ابوبکر پر پڑی تو اوسنے مرحبا کہا اور اپنے پاس اوسے
جگہ دی اور فرمایا کہ کیا اس مرد کی سفارش کو آیا ہے ابوبکر نے کہا کہ نہین بلکہ تیرے اوپر
اوسکو گواہ کرنے کو موسے نے کہا کہ کیا کام ہے اور اون ایام مین موسے نے آدمیونکو واسطے
زراعت کرنے کے قبر امامؑ پر اور منہدم کرنے نشانات مرقد مطہر کے بھیجا تھا ابوبکر نے کہا کہ
جو کچھ تو نے دربارہ قبر کے تجویز کیا ہے اس باب مین مین چاہتا ہون کہ کچھ کہون موسی نے
پوچھا کہ کونسی قبر ابوبکر نے فرمایا کہ قبر حسینؑ ابن علیؑ و فاطمہؑ دختر رسول خدا صلعم تو یہ بات
سنکر غضبناک ہوا اور کہا کہ تجھکو اسبات سے کیا کام ہے ابوبکر نے کہا کہ مینے خواب مین دیکھا ہے
اوسکو سن کہ مین خواب مین اپنے قبیلہ بنی غاضرہ مین گیا ہون (اور وہ غاضریہ مین سکونت
رکھتے ہین) جب مین کوفہ کے پل پر پہونچا تو دس سوارون نے مجھپر حملہ کیا خداوند عالم نے
مجھکو اعانت سے ایک مرد بنی اسد کی اونکی شر سے محفوظ رکھا جسوقت کہ مین بمقام شاہی
پہونچا راہ غاضریہ کی بہول گیا اوسجگہ ایک پیرزن کو دیکھا کہ اوسنے مجھسے دریافت کیا کہ
ایہا الشیخ کہانکا قصد رکھتا ہے مینے کہا کہ غاضریہ کو جاتا ہون اوسنے کہا کہ اس وادی مین
چلا جا جب وادی تمام ہوگی تو تجھکو راہ ملجائیگی مینے اسی طور پر کیا جب نینوی مین پہونچا
ایک پیرمرد کو مینے دیکھا مینے پوچھا کہ تم کون ہو پیرمرد نے جواب مین فرمایا کہ مین اسی قریہ کا
رہنے والا ہون مینے کہا کہ تمہاری کیا عمر ہے اونہون نے فرمایا کہ عمر کا حساب مجھکو یاد نہین

اصحاب پر بند کیا گیا تہا اور وحوش و حیوانات پر بند نہین تہا مینے کہا کہ کیا یہ واقعہ تمکو
یاد ہے پیر مرد نے کہا کہ ہان قسم اوس خداوند کی کہ جسنے آسمان کو بلند کیا مینے اس واقعہ کو
بچشم خود دیکہا ہے اور اب مین دیکہتا ہون کہ تم اور تمہارے اصحاب ایسا کام کرتے ہین
کہ اوس سے آنکہین مسلمانون کی کثرت گریہ سے مجروح ہونگی اوسوقت تک کہ دنیا مین
کوئی مسلمان باقی رہیگا مینے کہا کہ وہ کونسا واقعہ ہے پیر مرد نے فرمایا کہ جو حکم تمہارے حاکم نے
دیا ہے اور تمنے اوس امر سے انکار نہین کیا کہ قبر فرزند رسولخدا پر زراعت کیگئی ہے اور
پانی وہان تک پہونچایا گیا ہے مینے کہا کہ وہ قبر شریف کہان ہے اونہون نے فرمایا کہ اسی
موضع مین ہے جہان تم کہڑے ہو اور تمسے قریب ہے لیکن نشان قبر محو کردیا ہے ابوبکر نے
موسے سے کہا قبل اس خواب کے مینے اوس قبر کو کبہی نہ دیکہا تہا اور مدۃ العمر مین زیارت کو
اوس قبر کی نگیا تہا پس عالم خواب مین اون پیر مرد کی رہنمائی سے اوس بقعہ مین پہونچا
کہ وہ قریب حائر کے مجہے لیگئے ایک دروازہ اوس حائر کا تہا اور دربان دروازہ پر کہڑا تہا
وہ مانع ہوا کہ مین اوسکے اندر جاؤن مینے کہا کہ کیون مجہے نہین جانے دیتے دربان نے
کہا کہ اسوقت ابراہیم خلیل اللہ و محمد رسول اللہ صلعم مع جبرئیل و میکائیل و گروہ گروہ
ملائکہ کیواسطے زیارت امام حسین ع کے تشریف لائے ہین پہر ابوبکر نے موسے سے کہا کہ جب
مین خواب سے بیدار ہوا تو خوف شدید و رنج مزید مجہپر مستولی تہا اس خواب کو
دیکہے ہوے عرصہ ہوا کہ قریب فراموشی کے ہوگئی ناگاہ مجہے ایک ضرورت پیش آئی
کہ مین قبیلہ بنی غاضریہ سے اپنا مطالبہ وصول کرنے اوسطرف جاؤن اور اس خواب کا
خیال بہی مجہے نرہا تہا پس جسوقت کہ مین کوفہ کے پاس پہونچا دس چورون نے مجہپر حملہ کیا
اوسوقت وہ خواب مجہے یاد آئی بعد عجز و زاری کے جب مینے اونسے کہا کہ مین ابوبکر
بن عیاش ہون اور مین اپنا مطالبہ طلب کرنے جاتا ہون مجہے چہوڑدو کہ مین ممنون ہون

اونمین سے ایک شخص نے آواز دی کہ یہ میرا آقا ہے اس سے تعرض نکرو پس اونہون نے
مجھے چھوڑ دیا اور ایک اپنا آدمی میرے ساتھہ کردیا کہ اوسنے مجھے راستہ پر پہونچادیا مجھکو
اس خواب کی تعبیر مین تعجب تہا کہ دمبدم ظہور خواب ہوتا ہے یہانتک کہ مین نینوی مین
پہونچا اور پیرمرد کو اوسی صورت سے اور اوسی جگہ جہان مینے خواب مین دیکہا تہا
معائنہ کیا مینے کہا لا اله الا الله میری خواب بمنزله وحی کے ہوگئی پس مینے وہی
سوال اونسے کیا جو مینے خواب مین پوچہا تہا اور پیرمرد نے وہی جواب دیا جو مینے
خواب مین دیکہا تہا اور اونہون نے کہا کہ آؤ مین تمکو اوس مقام شریف تک پہونچادون
پس وہ پیر مجھے ایک مقام پر لیگئے اور نشان دیا کہ یہ مقام قبر شریف حضرت علیه السلام کا
ہے مینے دیکہا کہ اطراف مین قبر شریف کے زراعت ہے اور جو کچہ مینے خوابمین دیکہا تہا
مشاہدہ کیا مگر حائر و دربان نہ دیکہا پس اے موسے خدا سے ڈر اوس شقی ازلی نے
کہا کہ اے ابوبکر مین ابتک تیری جواب سے خاموش رہا تاکہ تیرا کلام احمقانہ ختم ہو
خدا کی قسم اگر اب مین سنونگا کہ یہ باتین تو نے کسی دوسرے سے بیان کین تو مین تجھکو بالضرور قتل کرونگا
اور تیرے اس گواہ کی بہی گردن مارونگا فقط اور فی التحقیق زمانہ ظالمانہ بنی امیہ و بنی عباس
بہانے مین انوار ذریت سید ابرار کی اسی طرز پر رہا ہے کہ کوئی شخص مجال اظہار عقیدت
و مودت نہ رکہتا تہا کہ خوف تلف جان و مال لاحق ہوتا تہا اور مؤید اس واقعہ عظمی و حادثہ
کبرےٰ کی حدیث امام رضا علیه التحیة والثنا کی ہے کہ اس زمانہ مین عمارت روضہ و آثار
باب الحائر و باب الخیر جیسا کہ سابق مین ذکر ہوا باقی نرہی تہی بلکہ نشان مرقد منور شط فرات سے
دریافت ہوتا تہا جیسا کہ صاحب تہذیب الاحکام نے ابی الحسن الرضا سے روایت کی ہے
قال من زار قبر ابی عبد الله علیه السلام بشط الفرات کمن زار الله فوق عرشه
یعنی جسنے امام حسین علیه السلام کی زیارت شط فرات پر کی اوسنے آپکی زیارت بالاے عرش کی
الغرض ہارون رشید بعد شہید کرنے امام ہمام موسی کاظم علیه السلام کے ۱۹۳ھ مین اپنے مقر اصلی کو

گیا یعنی فوت ہوا اور خلافت امین کی بہی سنہ ۱۹۸ھ مین تمام ہوئی اور عہد مامون رشید کا آیا
اور سلوک ظاہری اوسکا بنی فاطمہ اور اولاد امیر المومنین سے مشہور ہوا ہے کہ حافظ سیوطی
تاریخ الخلفا مین مامون کے ذکر مین لکہتے ہین وفی سنہ احدی ومائتین خلع اخاہ المؤتمن
من العہد وجعل ولی العہد من بعدہ علی الرضا بن موسی کاظم بن جعفر صادق
حملہ علی ذلک افراطہ فی التشیع حتی قیل انہ ہم ان یخلع نفسہ ویفوض الامر الیہ انتہی
ما افادہ یعنی سنہ ۲۰۱ھ مین مامون نے اپنے بہائی مؤتمن کو جانشینی سے معزول کرکر امام علی الرضا
ولیعہد کیا اور یہ فعل مامون رشید کا اوسکے افراط تشیع پر محمول کیا گیا یہانتک کہ کہا گیا کہ مامون
خود خلافت کو چہوڑ کر امام رضا علیہ السلام کے حوالہ کردیگا انتہی۔ اس طغیانی تشیع
مامون رشید مین غالباً تجدید بنیاد حرم معظم کی روضۂ محترم مین ہوئی ہو اگرچہ مورخین نے
اہتمام اسکا نہین کیا کہ ذکر اوسکی تجدید کا فرماتے اسوجہ سے کہ نظر ارباب سیر مین واقعات
و حادثات زمانہ قابل ضبط و اندراج ہوتے ہین اور اس گروہ مین سے کوئی شخص
اس بنا مختصرہ خصوصاً روضۂ مبارکہ ذریت خیر البریہ کیطرف کیون ملتفت ہوکر اس
حال کو لکہتا کہ زمانہ پر آشوب نے دوست دشمن کو اسکی اجازت نہ دی کیونکہ دوست
خوف مخالفین سے اور مخالف اسوجہ سے کہ اونکی نگاہ مین ایسا واقعہ جدید کہ سوائے
بادشاہونکے اور اونکے ہاتہ سے ظہور مین آئے کہٹکتا تہا کیسے اہتمام اوسکی تحریر کا
کرتے جو نہایت مکروہ و حقیر تہا لیکن بحکم یریدون ان یطفؤا نور اللہ واللہ متم
نورہ ولو کرہ الکفرون ٥ یعنے وہ ارادہ کرتے ہین کہ بجہا دین نور اللہ کا اور
اللہ تمام اور کامل کرتا ہے اپنے نور کو اگرچہ کافر کراہت کرین وجود اس تجدید کا اونکی زبان
قلم سے ظاہر ہوا ہے جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائیگا انشاء اللہ اور دیکہنا چاہیے کہ عتبات
عالیات انبیاء کرام اس ملک عراق اور دیگر ممالک شام و حجاز و مصر مین ابتک تعمیر کنندہ کا
نشان دیتے ہین لیکن مورخین درپے احوال تعمیر نہین ہوئے کہ شہر ذو الکفل پیغمبر مین کون سا

قبہ اونکے روضہ کا کس سال و ماہ مین تیار ہوا اور لب دجلہ پر کس یہودی نے روضہ حضرت
عزیر پیغمبر کب تعمیر کیا اور نواح کوفہ مین کس جگہ مرقد منور حضرت یونس پیغمبر تہا اور مراقد مطہر
حضرت ہود و صالح کو وادی السلام مین کسنے تیار کیا اور نعشین حضرت ابو البشر آدم ع
و حضرت نوح ع کی کیسے نجف مین مدفون ہوئین مگر یہ کہ یہ تمام تعمیرات اہتمام و فرمان
سلاطین سے باہر تہین لہذا کوئی وجہ انکی ضبط تحریر مین لانے اور اخبار و سیر مین درج
کرنے کی نہ تہی اسی طریقہ پر بلکہ اس سے بالاتر سبب عدم اندراج حالات اس تعمیر
اقدس روضہ مقدس کا پر آشوبی زمانہ تہا کہ متاخرین کو کچھ سراغ اوسکا نہ ملا بالآخر
ان ایام شورش التیام مین کہ ستارہ بنی عباس عروج پر تہا اور بعد مامون رشید کے
خلافت معتصم باللہ کی ۲۱۸ھ مین جلوہ گر ہوئے اور بقول حافظ سیوطی کان
المعتصم من اعظم الخلفاء یعنے معتصم اعظم الخلفاء تہا شدت تعصب و حدت تلہب
سے بغض و کینہ اوسکا بنی فاطمہ سے زیادہ ہوا اور کوئی شخص محبان سے یارا مجاورت
روضہ اقدس کا نرکہتا تہا اور ساکنان قریات حوالے کربلاے معلے بمقتضاے الناس
علے دین ملوکہم بنی عباس سے ہم خیال اور دشمن آل رسول ذو الجلال تہے کیونکہ
اعظم الخلفاء ہونا معتصم کا خود شاہد اس عناد و فساد کا ہے اسوجہ سے کہ جو شخص نزدیک
اہلسنت و جماعت کے ممدوح ہے اگر بغور دیکھئے تو کم سے کم شائبہ ذریت نبی کی عداوت کا
بالضرور اوسمین پایا جاتا ہے اور جو شخص مودت و محبت اہلبیت کیطرف مائل ہے
اونکے نزدیک مذموم و مطعون ہے کتاب تاریخ الخلفاء اس دعوے کی صداقت پر
گواہ ہے پس سید ابراہیم مجاب مدفون رواق حائر ولد سید احمد العابد مشہور شاہ چراغ
مدفون مصلے شیراز صاحبزادہ امام ابو الحسن موسی کاظم بقصد مجاورت یثرب سے وارد
عراق ہوئے اور نام سید احمد عابد کا کتاب عمدۃ الطالب مین محمد العابد مرقوم ہے اور
اولاد سید مجاب کی کہ سادات خدام روضہ مقدسہ ہوتے ہین نام نامی اپنے جد کا

سید احمد العابد کہتے ہین جب ابراہیم مجاب نے ساکنان قریات کا یہ حال دیکھا اپنے ارادہ کو
مخفی رکھا اور اونمین سے ایک قریہ مین مقیم ہوئے اور شیخ قریہ کے گھر مین اوسکا کاروبار کر کر
بسر کرتے تھے اور پوشیدہ واسطے زیارت کے عتبہ عالیہ روضہ مقدسہ مین حاضر
ہوتے تھے یہانتک کہ ایک روز باشندگان قریہ واسطے غارتگری قبائل عرب کے گئے
اور ابراہیم مجاب کو بغرض حفاظت اپنے ناموس کے چھوڑ گئے اسیوقت مین دوسری
قبائل کے غارتگر اس قریہ مین پہونچے اور بلا زحمت مال و منال یہانسے تاراج کیا
اور ابراہیم مجاب اونکے پیچھے ہوئے آخر کار باہم جنگ شدید ہوئی اور یہ تن تنہا غالب آئے
اور وہ سب تمام مال غنیمت چھوڑ کر بھاگ گئے جسوقت اس قریہ کے آدمی واپس آئے
اور حال واقعہ تاراجی اور شجاعت ابراہیم مجاب کا اوس گانون کی عورتون سے
سنا تو شیخ قریہ کو اونکی نسبت وثوق و رسوخ زیادہ ہوا اور روز بروز وقار و اعتبار
اونکا بڑھتا گیا یہانتک کہ اوس شیخ نے اپنی لڑکی کا عقد اونسے کر دیا اور اوس سے
ایک دختر پیدا ہوئی فاطمہ اوسکا نام رکھا ایک روز اوسکی مان نے کسی شوخی پر اوس
لڑکی کے طمانچہ مارا اور وہ رونے لگی سید ابراہیم مجاب بیتاب ہوکر تقیہ کو بھول گئے
اور کہا کہ جدہ سے اس دختر کے ڈر کیون بے گناہ تو نے اسکے طپانچہ مارا ہے عورت نے
کہا کہ اسکی جدہ کا کیا نام ہے آپنے فرمایا کہ یہ اونہین کے ہمنام ہے اوسنے کہا کہ وہ کون ہین
آپنے فرمایا کہ بنت رسول اللہ صلعم اوسوقت عورت متحیر ہوئی کہ شوہر اوسکا بنی فاطمہ رضہ سے
ہے اوسیوقت اپنے قبیلہ کو خبر دی کہ وہ گشتنی ہے کہ اولاد ابو تراب سے ہے اسبابین
مابین اہل قریہ اختلاف ہوا جو لوگ سید ابراہیم سے محبت رکھتے تھے ہونکی حمایت مین
زوجہ کے قول کی تکذیب کرتے تھے اور بعض دیگر موافق اوسکی راے کے ہوگئے تھے کہ یہ
امر قرار پایا کہ انکو روضہ پر ابو تراب پر لیجائین اور انسے سلام کرائین اگر جواب
نہ آئیگا تو گشتنی ہیں ورنہ قابل مخلصی ہین اس واسطے حرم گیا سید ابراہیم نے سلام عرض کیا

کہ السلام علیک یا جدی جواب آیا پس غلغلہ پڑگیا دوستون نے سید سے کہا کہ ہمنے جواب سلام نہین سنا اور مخالفین نے کہا کہ ہمنے سنا ہے الی آخر الروایت اس وقت کے حال ضلالت وظلمت کا اوس زمانہ کے مسلمانون مین قیاس کرنا چاہیئے کہ معجزہ باہرہ کے ظہور پر عناد و فساد اونکے قلوب مین اور زیادہ ہوتا تھا اور اوس روز سے سید ابراہیم کا لقب مجاب ہوا اور ابتک اولاد احفاد اون سید بزرگوار کی مجاور و خادم روضہ مقدسہ امام حسینؑ و حضرت ابو الفضل عباسؓ کے ہوتے ہین ہر چند کہ مجاورت اونکی مسلسل ثابت نہین ہوئی لیکن یہی اولاد سید مجاب حق قدامت رکھتے ہین کیونکہ موانع قطع تسلسل بسیار و ورفلک کجرفتار سے ظہور مین آئے ہین بالجملہ ایک زمانہ اسیطرح گذرا کہ متوکل علی اللہ خلیفہ عباسی ۲۳۲ھ مین تخت خلافت پر بیٹھا اوسکے خصائل و شمائل سے بھی بمقابل امام حسینؑ سبط رسول الثقلین کے دونون مذہب شیعہ امامیہ و اہلسنت معاویہ کے فرق کی تمیز ہوتی ہے اسیوجہ سے ایک جزو مضامین فصل اول سے اس محل پر مجھے یاد آیا اور قلم وقائع رقم اجازت نہین دیتا کہ مناسب مقام عرض نکرون سیرت متوکل خلیفہ کے اور سنت و آثار اوسکے اسرار اصول مذہب جماعت متبعین سنت معاویہ کا علی رؤس الاشہاد افشا کرتی ہے یہ جماعت عہد مملکت جہد معاویہ مین ۴۱ھ مین اوسکی خلافت پر مجتمع ہوے تھے چنانچہ حافظ سیوطی سنہ مذکور کے ذکر مین تاریخ الخلفاء مین ذکر کرتے ہین کہ خرج معاویہ علی علیؑ کما تقدم وتسمی بالخلافۃ ثم خرج علی الحسن الی ان قال فاستقر فیہما من ربیع الآخر او جمادی الاولی سنہ احدی و اربعین فسمی ہذا العام الجماعۃ لاجتماع الامۃ فیہ علی خلیفۃ واحد انتہی یعنی معاویہ نے حضرت علی علیہ السلام پر خروج کیا دعوے خلافت سے اور اپنے کو خلیفہ قرار دیا پھر امام حسن علیہ السلام پر اسیطرح خروج کیا اور ربیع الآخر یا جمادی الاول ۴۱ھ مین

خلافت اوسکی قرار پائی اور اجماع امت تنہا اوسکی خلافت پر ہوا اور اسکا نام جماعت عامہ

رکہا گیا انتہے۔ اور یہ کل جماعت معاویہ شاہی دشمن ذریت حضرت رسالت پناہی ہوئی

اور متوکل اپنے زمانہ مین اس جماعت کا سردار و رئیس ہوا چنانچہ کتب معتبرہ فرقہ حقہ مین مذکور

کہ متوکل عباسی خلیفہ نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کو زہر دیکر ظلم و ستم سے شہید کیا

اور متفق علیہ فریقین مین ہے اور کتب سیر سے مشہور ہے کہ متوکل نے روضہ مقدسہ امام حسین کو

مسمار اور قبر مطہر کو ہموار کیا آئندہ اسکا بیان مفصل کیا جائیگا اور اسی وجہ سے تابعین

سنت اصحاب خلافت اور تبعین سال جماعت متوکل مذکور کو احیاء سنت مین فرد منفرد

جانتے ہین اور قطب الوقت کہتے ہین چنانچہ حافظ سیوطی تاریخ الخلفا مین لکہتے ہین۔

واستقدم المحدثین الی سامرہ واجزل عطایاهم واکرمهم وامرهم بان

یحدثوا باحادیث الصفات والرویة وجلس ابوبکر بن ابی شیبه فی جامع

الرصافة فاجتمع الیه نحو من ثلثین الف نفس وجلس اخوه عثمان فی

جامع المنصور فاجتمع الیه ایضاً نحو من ثلثین الف نفس وتوفر دعاء

الخلق للمتوکل وبالغوا فی الثناء علیه والتعظیم له حتی قال قائلهم

الخلفاء ثلثه ابوبکر الصدیق فی قتل اهل الردة وعمر بن عبد العزیز

فی رد المظالم والمتوکل فی احیاء السنة واماتة التجهم یعنی

متوکل خلیفہ نے سامرہ مین محدثین کو طلب کیا اور انعام و اکرام بخشا اور حکم فرمایا

کہ صفات و رویت رب العزت کو آدمیوں سے بیان کرین جو اخبار مین پیغمبر سے

مروی ہین پس ابوبکر بن ابی شیبہ نے کہ ستون بنیاد عمارت مدرسہ و افضل راویان

صحاح ستہ سے ہے جامع مسجد رصافہ مین مسند افادہ بچہائی اور تیس ہزار شاگرد اوسکے جمع ہوئے اور

اوسکے بہائی عثمان نے کہ منجملہ اوسکے ارکین محدثین کے ہے جامع مسجد منصور مین فرش

... ترتیس ہزار طلبا و شاگرد جمع ہوئے اور مخلوق متوکل کے

حقیقین دعاے افزودیتے تھے اور اوسکی تعریف و تعظیم مین مبالغہ کرتے تھے حتے کہ اونمین سے
ایک نے کہا ہے کہ خلفا صرف تین ہین ابو بکر قتال مرتدین ہین اور عمر بن عبد العزیز
رد مظالم ہین اور متوکل سنت کے زندہ کرنے اور مذہب جہمیہ کے مارنے مین یا یہ کہ
بجہم بمعنی ترشروئی ہے لغت کے اعتبار سے اور اس اعتقاد سے کہ متوکل کو صاحب خلق
و حلم جانتے تھے اور جہم کے مارنے مین مذہب اونکے امام اعظم کوفی کا برباد ہوتا ہی کیونکہ
وہ حضرت جہمیہ تھے چنانچہ مختار مختصر تاریخ خطیب ابن علیہ مین مذکور ہے کہ انہ ای ابا حنیفہ
کان مذہبہ مذہب جہم انتہے یعنی تحقیق مذہب ابو حنیفہ کا مذہب جہم ہے
ان حمایتون سے جماعت تابعین سنت سیئہ معاویہ کے بحق متوکل خلیفہ کہ قاتل
و دشمن آل رسول و ہادم روضہ مطہرہ امام حسینؑ ابن بتولؑ تھا اور حافظ سیوطی
صاحب تاریخ الخلفار کے اعتراف سے کہ کان المتوکل ناصبیا یعنی متوکل قایم کنندہ
دین ہے رغم و عداوت و شناعت اس جماعت کی اہلبیت رسالت سے ظاہر و باہر
ہوتی ہے کہ محتاج بیان نہین ہے اور اسیطور پر ایک زمانہ گذر گیا یہانتک کہ اس عقیدت کے
آدمیونکے تین فرقے ہو گئے ایک یزید و معاویہ کو خلیفہ اسلام اور منجملہ بارہ امام کے اعتقاد
کر کر دل سے دوست رکھتے ہین اور خلافت و امامت امام حسینؑ کی تکذیب کرتے ہین
بلکہ اونحضرت کو معاذ اللہ باغی و خارجی جانتے ہین فرقہ دوم معاویہ و یزید کو ملوک
اسلام سے کہتے ہین اور خلفار اثنا عشر سے نہین شمار کرتے اور بعض اونمین سے یزید کو
بدی سے یاد کرتے ہین لیکن امام حسینؑ کو بھی خلفار منصوصین سے نہین جانتے فرقہ سوم
اس امر مین ساکت و صامت ہین لیکن اعتقاد رکھتے ہین کہ یزید مومن فاسق ہے
جیسے کہ نقل اوسکی ابن حجر نے صواعق مین ابن الصلاح سے کی ہے اور لعن یزید کے باب مین
فرماتے ہین کہ لعن یزید کی اور تکفیر اوسکی جائز نہین ہے کیونکہ وہ منجملہ مومنان کے ہے
انتہے مین کہتا ہون کہ یہ تینون فرقے حضرات صحابہ کے قدم بقدم چلتے ہین اور مصداق

اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اہتدیتم۔ یعنے میرے اصحاب مثل نجوم کے ہین جسکی پیروی کروگے ہدایت پاوٴگے اونکی اقتدار کہتے ہین پس جو لوگ کہ یزید کو منجملہ خلفار اثنا عشر جانتے ہین اور دوست رکہتے ہین عقیدہ اونکا ظاہر ہے کہ سیرت سمرہ بن جندب صحابی پر ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اور تقلید ان لوگونکی منحصر صرف سیرت سمرہ پر نہین ہے بلکہ پیروی انکی چارسو صحابہ کی ہوتی ہے کہ وہ جنگ صفین مین ہمراہ معاویہ کے ہوکر مقابل پیغمبر کے نفس کے آئے تہے اور لقب فئتہ باغیہ سے مشرف ہوئے تہے جیسے کہ اسکی نقل ابن ابی الحدید نے تیسرے جزو شرح نہج البلاغت مین کی ہے اور تقلید اس جماعت کی موقوف فقط انہی چارسو صحابہ پر نہین ہے بلکہ سب تابعین خلافت ثلثہ صحابہ وغیر صحابہ سے کہ سنہ ۴۱ھ مین معاویہ کی بعیت مین جمع ہوے تہے معتقد انکے ہین اور جو لوگ دونون طرف سے یکسوئی رکہتے ہین اور کسی ایک کی بہی ان دونون سے معتقد نہین ہین ہرچند کہ یزید کو برا کہتے ہین مسلک اونکا سیرت قاعدین صحابہ پر ہے مثل ابوہریرہ و ابن عمر وغیرہ کی کہ صفین مین ہردو جانب سے علیحدہ رہے اور خلافت جناب امیر علیہ السلام کا ہنگامہ فتنہ نام رکہا اور امام حسینؑ کی بہی مدد نہ کی اور جنکا طریقہ سکوت و خاموشی اور یزید کے مومن ہونیکا اعتقاد ہے عقیدت اونکی موافق خصلت انس بن مالک صحابی کی ہے جسکا بہی بیان مذکور ہوچکا ہے اور تحقیق امر یہ ہے کہ قرآن واجب الاذعان تینون فرقون ان مردمان کی حضلت و ملامت فرماتا ہے چنانچہ حقمین فرقہ اول کے آیہ وَ اَرْسَلْنَا اِلَیْھِمْ رُسُلًا کُلَّمَا جَآءَھُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَھْوٰٓی اَنْفُسُھُمْ فَرِیْقًا کَذَّبُوْا وَ فَرِیْقًا یَّقْتُلُوْنَ ؀ یعنے ہمنے اونکی طرف مرسلین کو بہیجا جب پیغمبر نے وہ احکام دیے جنکی نسبت اونکے نفس رغبت نہ رکہتے تہے تو ایک گروہ نے اون پیغمبر کی تکذیب کی اور ایک گروہ نے اونہین قتل کیا انتہے مطابق اوسکی نازل ہوئی ہے کیونکہ امام حسینؑ خلیفہ منصوص من اللہ اور بحکم رسول اللہ شہادت محکم سے ہوتے ہین جیسا کہ اوسکے

محل پر لکھا گیا اور انکے سلف نے حضرت امام حسینؑ کو اونکی امامت کی پاداش مین
قتل کیا اور اونکے خلف نے ہر چند کہ اونکو قتل نکیا کیونکہ اون حضرت کو نہ پایا لیکن
تکذیب اونکے دعوے کی کی اور اونکے خون کے مباح ہونے مین حدیثین وضع کین
جنکو صحاح مین شمار کر کر اپنی کتابون مین اونہین مندرج کیا حدیث اذا بویع
الخلیفتان فاقتلوا الاخر ھما یعنے جب دو خلیفون کی بیعت کیجاوے
تو پچھلے بیعت والے کو قتل کرو منجملہ اونکے ہے اسکا بیان آئندہ کیا جائیگا اور اسی
بارہ مین کسی نے کہا ہے ؎ یک حسینے کو کہ سازندش شہید * ورنہ بسیار اند در عالم یزید
اور قرآن واجب الاتقان حمیمن قرینہ ثانیہ کے آیہ یقولون مالیس فی قلوبھم سے
تنبیہ فرماتا ہے یعنے جو وہ کہتے ہین اونکے قلوب مین نہین ہے اور یہ مطابق اونکی
حال وقال کے ہے کس سبب سے کہ جو وہ زبان پر رکھتے ہین قلوب مین اونکے عقیدت
خلاف اونکے اقوال کے متمکن ہے کیونکہ صداقت اونکے اقوال کی اوسوقت قابل
قبول ہوسکتی ہے جب یہ مدعی اوس خنجر و سنان کو جس سے امام حسینؑ شہید ہوے
ورثتًا یزید سے نہ لیتے حالانکہ ابتک وہ دوش و کمر پر رکھتے ہین اور یہ ابہام ہرچند بطور
اجمال معرض بیان مین آیا مگر ضرورت ہے کہ یہ ابہام رفع کیا جاے لہذا تکرار کا خیال
نکر کر مرۃ بعد اولی نقل کرتا ہون اور اگرچہ یہ بیان وتفصیل بصورت مناظرہ و مباحثہ
معلوم ہوتا ہے لیکن واقعہ شہادت امام حسینؑ مین پورا دخل رکھتا ہے لہذا تاریخ کربلا سے
اوسکا ربط ضروری ہے پس موافقت اس آیہ کریمہ یقولون مالیس فی قلوبھم کی
تمہید کلام سے ظاہر کرتا ہون پوشیدہ نرہے کہ سبط نبی کا خون بہنا مسلمانونکے ہاتھ سے
آسان نہین تھا اور جو کینے قلوب منافقین مین امیر المومنین کی جانب سے بیٹھے ہوئے تھے
اظہار اون کینونکا بلا حیلہ کے نہین ہوسکتا تھا اسی بنا پر محدثین امت نے کہ ہوا خواہ
بنی امیہ تھے اباحت خون امام سبط خیر الانام مین حدیثین تیار کین چنانچہ ابوہریرہ دوسی و عمرو عاص

وغیرہ بن شعبہ عروہ بن زبیر وغیرہ نے عہد معاویہ مین جناب امیر علیہ السلام کا
رتبہ کم کرنے کو جہوٹی حدیثین بنائین اور تفصیل اونکی موضوعات کے جزو چہارم
شرح ابن ابے الحدید مین نہج البلاغۃ پر شرح مذکورہ ماثور ہے اور یہ حدیثین موضوعہ
موثر ہوئین اور عوام اونکے دام اختراع مین اگر قتل امام سبط سید الانام کو سنت
رسول سمجہے چنانچہ فقرہ حدیث امام زین العابدین علیہ السلام ولا یوم کیوم الحسینؑ
ازدلف لیہ ثلاثون الف رجل یزعمون انہم من ھذہ الامۃ وکل یتقرب
الی اللہ عزوجل بدمہ علیہ السلام یعنے کوئی دن مثل روز مصیبت قتل امام حسین کے
نہین ہے کہ تیس ہزار آدمی اون حضرت سے جنگ کیواسطے جمع ہوے تہے اور سب
دعوے کرتے تہے کہ ہم امت رسول مین ہین اور سب امام حسینؑ کے خون بہانے کو وسیلہ
تقرب خداے عزوجل سمجہتے تہے انتہے۔ شہادت سے ظاہر ہوتا ہے کہ عوام کالانعام
زلہ خواران مطبخ یزید ومعاویہ امیران شام اسی حجت کے زعم مین کہ اذا بویع الخلیفتان
فاقتلوا اخرھما قتل امام حسینؑ کو تعمیل حکم پیغمبر جانتے تہے اور بموجب فمن اراد
ان یفرق امر ھذہ الامۃ وھی مجتمعۃ فاضربوہ بالسیف کے یعنی جو شخص
ارادہ تفرقہ کا اس امت کے کام مین کرے اور اوسپر اجماع ہوچکا ہو تو اوسکو تلوار سے
قتل کرو کہ صحاح مین ماثور ہے خلافت وبیعت یزید کو امر ھذہ الامۃ وھی مجتمعۃ
بوجہ صدق وحق جانکر خون حسینؑ کو مباح شرعی کرتے ہین نعوذ باللہ ایسے عقیدہ سے
اور اگر بدعی بوجہ ناواقفیت کو جہ عقیدت اور اپنے محدثین کی حمایت کی فرمائین کہ ہم
یزیدیونکے فعل اور اونکے مسلک سے کوسون دور رہتے ہین اور اہلبیت نبی سے تمسک
اور محبت رکہتے ہین تو دعوے اونکا زبانی اور ادعا اونکا لسانی ہے بلکہ آیہ یقولون
مالیس فی قلوبہم ایسے آدمیونپر پورے طور پر صادق آتی ہے کسوجہ سے کہ وہی خنجر
اخبار واحادیث موضوعہ کا گہر مین رکہتے ہین اور بیعت عبد الملک مروانی سے اونہین

مطابق نہین کرتے حالانکہ ایسی حدیثونکو اگر اہل حل وعقد اس امت کے معتبر جانتے تو
اوسکی بیعت کو گذرنے زمانہ دراز ونفاذ خلافت عبد اللہ بن زبیر کے اختیار نکرتے کیونکہ
اہل حرمین وعراق وعرب ومصر ابن زبیر کے مطیع ومنقاد ہو گئے تھے اور اوسکی خلافت پر
اجماع ہوچکا تہا اور پہر بیعت کرنا عبد الملک کی لامحالہ مصداق حدیث من اراد
ان یشق عصاکم او یفرق جماعتکم فاقتلوا یعنے جو شخص ارادہ کرے تمہاری جماعت سے
مخالفت کا یا تمہاری جماعت مین تفرقہ ڈالے اوسے قتل کرو مخالفت اجماع وتفرقہ
جماعت مسلمین بموجب اونکے مسلک کے تہا پس اس عمل اہل الحل سے واضح ہوا کہ یہ
حدیثین خاصکر درباب خونریزی خامس آل عبا کی وضع ہوئی تہین جو کہ اونکے پیرو
اعتقاد صحت پر اس تہمت کی رکہتے ہین لہذا مصداق یقولون مالیس فی قلوبہم
کے ہوتے ہین اور حیف ہے کہ محدثین واخبارین ان موضوعات نے یوم جمل اور ایام
صفین مین ان خنجر وسنان تاب دادہ کو ام المومنین وطلحہ وزبیر وخال المومنین پر
علم نکیا کہ یہ لوگ بہی مخالفت خلافت وتفرقہ جماعت امیر المومنین خلیفہ عصر وسابق
البیعت کے چاہتے تہے اور برسر پرخاش آئے تہے مگر یہ کہ اگر غور سے دیکہو تو حکم ان
حدیثون کا کسی جگہ جاری نہین کیا گیا بجز قتل کرنے مین امام حسینؑ کے اور جو کہ یہ اسلحہ
اتبک جلدونمین صحاح ستہ کے محفوظ رکہتے ہین اور اون سبکو صحیح سمجہتے ہین اور
اونکو غلط وباطل وموضوع وبہتان نہین جانتے مطلب اونکا بجز اسکے اور کچہ نہین کہ
اباحت خونریزی امام حسین کے قلوب امت سید ابرار مین قایم وبرقرار رہے پس اسی بنا پر
دعوے محبت اونکا بروے تحقیق حقیق محض زبانی اور بغض وعداوت اہلبیت رسالت سے
اونکے قلوب مین امر نہانی ہے لیکن یہہ عقیدہ پوشیدہ محفوظ رکہنے سے اونہین اسلحہ خونریز
ذریت اہلبیت طہارت سے ظاہر ہوتا ہے پس وہ سلف اور یہ خلف حاضر وغائب
شریک غالب خون ناحق امام معصوم ومظلوم ہوئے ہین اور دونونمین صرف

اسقدر فرق ہے کہ قاتل تیغ و سنان رکھتے تھے اور یہ تیغ زبان و سنان لسان رکھتے ہین ع

علی ہذا دونون گروہ متقدمین و متاخرین خونریزی آل طٰہٰ و یٰسین مین برابر ہوتے ہین

سہ امیر شان بکف تیغ و سنان داشت ٭ معین شان سنانے از زبان داشت۔ بلکہ

انکا مرتبہ بمصداق جراحات السنان لها التيام ولا يلتام ما جرح اللسان۔ یعنے

زخم سنان کا بھر جاتا ہے مگر زخم زبان کا نہین بھرتا۔ اونسے بھی بلند ہے اب اس مقام مین

مین اونکے جراحات لسانی سے قدرے بالتصریح نقل کرتا ہون قال شيخ الاسلام

عندهم ابن الحجر في فتح البارى وكلام القاضي عياض هذا احسن

ما قيل في هذا الحديث (اى في خلافة الاثنا عشر خليفه)

الى ان قال والذى وقع ان الناس اجتمعوا عليه الخلفاء الثلاثة ثم

على الى ان وقع امر الحكمين في صفين فتسمى معاوية يومئذ بالخلافة

ثم اجتمعوا عليه عند صلح الحسنؑ ثم على ولده يزيد ولم ينتظم

للحسينؑ امر بل قتل قبل ذلك الخ یعنے بارہ خلیفہ جنکی کہ حضرت پیغمبرؐ نے

حدیث مین اون سب کے قریش سے ہونے کی خبر دی اور تمام امت نے اونکی بیعت

کی خلفاء ثلاثہ اور بعد اونکے علے مرتضی اور معاویہ اور یزید ہین اور باقی شاہان

بنی امیہ کو شمار کیا ہے اور امام حسین خلیفہ نہین ہوئے یہی نقل سیوطی نے تاریخ الخلفا

مین اور ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ مین کی ہے اور قول ابن العربی المالکی سابق مین

لکھا گیا کہ اوسنے کہا ما قتل يزيد الحسين الا بسيف جده قال ابن الحجر في قصيدته

الهمزية في هذا القول لا يزال الخليفه والحسينؑ باغ عليه والبيعة سبقت

ليزيد ويكفي فيها معظم اهل الحل والعقد وبيعة كذلك لان

كثرين اقدموا عليها مختارين هذا مع عدم النظر الى استخلاف

ابيه له اما مع النظر الى ذلك فلا يشترط موافقة احد من اهل الحل

والعقد علی ذلک اور بعد اسکے ابن الحجر فرماتے ہین ویوئدہ ایضا
ما قیل فی نظیر ذلک حال معاویہ مع الحسنؑ و مع علیؑ فانہ کان متغلبا
باغیا علیہما لکنہ غیر اثم لاجتہادہ فالحسین کذلک خلاصہ عبارت
یہ ہے کہ یزید نے امام حسینؑ کو سیف رسول خدا سے قتل کیا اس سبب سے کہ یزید خلیفہ تہا
اور حسینؑ نے اوس سے بغاوت کی اوس حال مین کہ امت نے یزید کی بیعت اونکی
بغاوت سے پہلے کرلی تہی اور بزرگان اہل حل وعقد نے اس امت کی بیعت یزید کو
واسطے تحقق خلافت کے کافی سمجہا اور گروہ کثیر نے اپنے اختیار سے بلا جبر واکراہ قطع النظر
معاویہ سے کے اوسکو خلیفہ کر یکے اوسکی بیعت پر اقدام کیا اور اگر ہم اوسکے استخلاف پر نظر کرین
تو واسطے تحقق خلافت یزید کے ضرورت موافقت کسی شخص کے اہل حل وعقد سے
باقی نہین رہتی اور موید اسکا یہ قول ہے کہ نظیر خلافت یزید مین حال معاویہ کا ساتہ حسنؑ مجتبے
و علی مرتضیؑ کے ہے کہ معاویہ بمقابلہ ان دونون جناب کے متغلب و باغی تہا لیکن بسبب
خطاے اجتہادی کے گنہگار نہین ہوا پس حسینؑ بہی یزید سے بغاوت کرنے مین بوجہ
اجتہاد گنہگار نہین ہوے انتہے اور اس مذہب سے تعجب ہے کہ قتل کرنا
باغی کا سیف رسول سے جانتے ہین اور مقتول سیف رسول کو
بیگناہ کہتے ہین یہ تناقض ولغزش شاخ در شاخ ہے کہ اصل مذہب انکا اختراعی اور تابع
افعال واعمال خلفاء سلاطین دنیوی کے ہے کہ بموجب احکام شرعی کے
پس ہر طرح انحراف اس فرقہ کا مذہب اہلبیت رسالت سے اور مطیع ومنقاد ہونا اونکا
بنی امیہ کی خلافت سے معتبر اور بے شبہہ وتاویل شہادت سے ظاہر وعیان ہوتا ہے
اور ملا علی قاری فقہ اکبر مین فرماتے ہین الامر بقتل الحسین لا یوجب الکفر
فان قتل غیر الانبیاء کبیرۃ عند اہل السنۃ والجماعۃ الا ان یکون مستحلا
وہو غیر مختص بالحسین وغیرہ مع ان الاستحلال امر لا یطلع علیہ الا ذو الجلال

یعنی الغرض امام حسین کو جب ... ہے کہ انبیاے سوا قتل کرنا اہلسنت وجماعت کی
نزدیک گناہ کبیرہ ہے مگر یہ کہ قتل مسلم کو حلال سمجھین اور یہ حکم خاص قتل حسینؑ اور اونکے
غیر پر نہین ہوتا اور سواے اسکے حلال جاننا قتل مسلم کا ایک ایسا امر ہے کہ بجز خداے
عزوجل کے اور کوئی اوسپر مطلع نہین ہوتا انتھے پس اہل نظر چشم حق بین سے دیکھین
کہ ملاے اہلسنت خون امام حسینؑ کو مثل خون عوام مسلمین سمجھا اور جو وجہ عدم تکفیر
بیان فرمائی اپنے مذہب کی روسے کیا تاویل کی کہ عین عقیدہ یزیدیون کا اپنے خیال کے
بموجب ظاہر کیا ہے اور اس مضمون مین داد جماعت دیکر متصدے صحت اسلام
یزید اور اباحت خون امام حسینؑ شہید ہوا ہے کیونکہ قاتل بھی قتل حضرت علیہ السلام کو
وسیلہ تقرب الی اللہ جانتے تھے اور حضرت کو دین سے گمراہ اور مخالف امام کہتے تھے
اور مسلمان بھی نہ سمجھتے تھے اور اونکے خون بہانے کو عثمان کے قصاص مین خون کا
بدلہ خون ظاہر کرتے تھے اس حال مین اگر بقول ابن حجر امام حسین گنہگار بھی
نہ تھے تو قصاص عثمان ہی اونکے خون کے مباح ہونے کے توجیہ مین کیا کم ہے اگر یہی
فتوے کہ وفور نصرت وحمایت یزید سے ایجاد ہوا شرع مین بھی جائز ہو تو قاتلین انبیا
جنھون نے انبیا کو انبیا نہ سمجھکر قتل کیا اور اسیوجہ سے اونکو جھوٹا سمجھا چاہیے کہ وہ بھی
بسبب اجتہاد ذاتی کے بیگناہ ہون نعوذ باللہ منہ ومن ذلک پس کیونکر باور ہو سکتا ہے
کہ دعوے محبت اہلبیت کا ان لوگونکو سزاوار ہے خصوصًا جس حالت مین
کہ ذریت نبی بحکم والحقنا بہم ذریاتہم رسالتمآب سے ملحق ہوتی ہے اور خون
امام حسینؑ بمصداق حسین منی وانا من الحسین و لحمہ لحمی و دمہ دمی
خون نبی ہے پس حیف ہے کہ یہ خون مثل خون عوام نزدیک اس گروہ دعویدار
اسلام کے ہو مگر یہ کہ ادعاے محبت ومودت بعد ظہور اس عقیدت کے بفحواے یقولون
ما لیس فی قلوبہم نزدیک اہل بصیرت کے کسیطرح درجہ قبولیت نہین رکھتا

ترمذی تفسیر آیۂ کریمہ لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل علی لسان داؤد و عیسی
ابن مریم ذلک بما عصوا و کانوا یعتدون ۝ کانوا لا یتناهون عن منکر
فعلوہ لبئس ما کانوا یفعلون ۝ مین ابن مسعود سے روایت کرتے ہین۔ قال
قال رسول اللہ صلعم لما وقعت بنو اسرائیل فی المعاصی فنہتہم
علماءھم فلم ینتہوا فجالسوھم وواکلوا و شاربوھم فضرب اللہ
قلوب بعضھم علی بعض ولعنھم علی لسان داؤد و عیسی ابن مریم
ذلک بما عصوا و کانوا یعتدون الحدیث خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ
جب بنی اسرائیل گناہون مین مبتلا ہوئے علماء نے اونکو منع کیا مگر وہ باز نہ آئے
پس علما بھی اونکی مجالست و اکل و شرب مین شریک رہے اسی پر اللہ تعالے نے
انکے قلوب پر دوسرون کا اثر کیا یعنے وہ سب بد افعالی مین یکسان ہوگئے اور حضرات
انبیاء نے انپر بھی بوجہ اونسے شرکت کے نفرین فرمائی انتہی۔ اب نظر غور سے قتل
امام حسینؑ کو دیکھنا چاہیئے کہ خون اونکا بحکم حدیث نبوی لحمہ لحمی و دمہ دمی
خون نبی تھا مگر مقتدا اس گروہ کے دربار یزید و ابن زیاد مین حاضر رہتے تھے اور اونکی
زیادتیان بچشم خود دیکھتے تھے اور پھر سکوت دہنو نپر رکھتے تھے جیسا کہ اسکا بیان
اوپر گذرا اور پیرو اونکے ابتک اس باب مین سکوت کو صواب جانتے ہین اب حقیر اس سے
زیادہ متنبہ کرنیکی احتیاج نہین پاتا کہ مستفسر ہون کہ آیا رسول خداؐ ایسے اشخاص
سکوت رکھنے والونسے راضی ہونگے اور ان حضرات کے نہی منکر اور اظہار بد کرداری
یزید یونکے باز رہنے سے اونکو بے خطا جانیگی یا روز باز پرس کسطرح اونکا حشر ہوگا!
متوکل کی سنت کو تازہ کرنیکا حال سننا چاہیئے کہ اوس زمانہ مین مردمان بے دریے
اکثر معجزات و متواتر کرامات تربت مطہرہ و روضہ منورہ سے دیکھکر گروہ گروہ

واسطے زیارت وطلب شفاے مرض جمع ہوتے تہے تے کہ سنگدلان ساکنان قریات ودیہات
بغرض حصول منافع ووصول فائدہ جو زائرین کے جمع ہونے سے متمتع ہوتے تہے نرم
ہوگئے تہے اور عقیدت کیطرف میلان کرنے لگے تہے متوکل عباسی نے یہ خبر سنکر بروایت
صاحب تاریخ الخلفاء سنہ ۲۳۶ ہجری مین اور شیخ صدوق کی روایت سے سنہ ۲۳۷ ہجری مین
ہارون معری کو کہ امراء تخت خلافت سے تہا اور ابراہیم دیزج کو کہ خلیفہ کے خواص سے
تہا معہ سپاہ مجسم گناہ کے واسطے تخریب روضہ ومنع زائرین وکاشتکاری مزارعین کے
کربلا مین بہیجا علامہ سیوطی تاریخ الخلفاء مین لکہتے ہین وفی سنہ ست وثلثین (یعنے
بعد المائتین) امر بہدم قبر الحسینؑ وہدم ما حولہ من الدور وان یعمل
مزارع ومنع الناس من زیارتہ وخرب وبقی صحراء وکان المتوکل
معروفا بالنصب فتالم المسلمون من ذلک وکتب اہل بغداد شتمہ
علی الحیطان والمساجد وہجاہ الشعراء فمما قیل فی ذلک شعر باللہ
ان کانت امیۃ قد اتت قتل ابن بنت نبیہا مظلوما فلقد اتاہ بنوا ابیہ
بمثلہ ہذا لعمرک قبرہ مہدوما اسفوا علی ان لا یکونوا شارکوا
فی قتلہ فتتبعوہ رمیما۔ یعنے سنہ ۲۳۶ ہجری مین متوکل نے واسطے مسماری روضہ
امام حسینؑ ودیوار ہاے حرم کے کہ گرد اگرد روضہ کے تہین حکم دیا اور یہ بہی کہ اوسپر
زراعت کیجاوے اور منع کیا جاے مردمان کو زیارت حضرت علیہ السلام سے اور
مرقد منور خراب کیا جاے اور صحراے لق ودق کر دیا جاے اور متوکل ناصبیت مین
مشہور تہا پس مسلمان اس فعل سے اوسکے دردناک ہوے اور اہل بغداد نے اوسکو
گالیان دیوارون اور مسجدون پر لکہین اور شاعرون نے ہجو اوسکی کہین منجملہ اونکے
ایک شعر ہے جسکا ترجمہ یہ ہے قسم خدا کی اگر بنی امیہ نے اپنے نبی کے نواسہ کو قتل کیا

بنی امیہ کے مرتکب ہوسے قسم اپنی جان کی یہ قبر حسینؑ خراب و منہدم پڑی ہے اور
بنی عباس اسپر افسوس کرتے ہین کہ ہم کیون اونکے مقتل مین شریک نہین ہوئے کہ یاری
و مددگاری بنی امیہ کی کرتے اور حبیب السیر مین مذکور ہے کہ اسی سال مین متوکل نے
غایت شقاوت سے حکم دیا کہ فرقۂ عام کو طواف مزار فائض الانوار حیدر کرار اور اونکے
فرزند بزرگوار علیہم السلام سے منع کرین اور فرمایا کہ روضہ امام حسین اور شہدا ر کربلا کو
ہموار کر کر واسطے زراعت کے پانی وہان جمع کرین تاریخ گزیدہ مین لکھا ہے کہ ہر چند
فرمانبرداران نے اوس سردار گنہگاران کے بہت کوشش کی لیکن بمقام قبر معطر امام عالی گہر
و تمام شہیدان آل اطہر حضرت خیر البشر بین جاری نہوا اور یہ امر باعث حیرت خلایق
ہوا اور اوس مشہد جنت مرتبت کا حائر نام رکھا انتہے اور شیخ صدوق رح امالی مین قاسم
بن احمد بن معمر الاسدی سے روایت لکھتے ہین بلغ المتوکل جعفر بن المعتصم ان
اهل السواد یجتمعون بارض نینوی لزیارة قبر الحسین علیہ السلام فیصیرون
الی قبره منهم خلق کثیر فانفذ قایدا من قواده فضم الیه کنفا
من الجند کثیرا لیشعب من قبر الحسین و یمنع الناس من زیارته والاجتماع
بقبره فخرج القائد الی الطف وعمل بما امروذ لک فی سنہ سبع وثلثین
ومائتین یعنے متوکل کو خبر پہونچی کہ اہل عراق زمین نینوے مین واسطے زیارت قبر
امام حسینؑ کے جمع ہوتے ہین اور خلق کثیر قبر پر اون حضرت کے آتی ہے پس اوس شقی نے
ایک امیر کو اپنے امراسے مقرر کیا تاکہ قبر امام حسین علیہ السلام کو اوکہاڑ کر پہینکدے
اور مردم کو اونکی زیارت سے باز رکہے پس وہ امیر خلافت طرف کربلا مین آیا اور
جو حکم اوسے ہوا تہا اوسکی تعمیل کی اور یہ واقعہ سنہ ۲۳۷ھ مین ہوا لیکن امر دوم مین کہ
امتناع زیارت تہا بوجہ کثرت و ہجوم زائرین اطراف و اکناف و اہل سواد کے عاجز
ہوگیا اونہون نے کہا کہ اگر ہم سب آخر جماعت تک قتل کر دئے جائین گے تب بہی

جو باقی رہیگا زیارت سے باز نہ آئیگا چنانچہ امالی مین مذکور ہے فشار اهل السواد و
اجتمعوا عليه وقالوا لو قتلنا عن آخرنا لما امسك من بقي منا عن زيارته
یعنے اہل سواد نے مشورہ اور اسپر اجماع کیا اور کہا کہ ہم مین سے آخر تک اگر سب قتل
ہوجائینگے تب بہی ہم مین سے جو باقی رہیگا اونکی زیارت کریگا کیونکہ اجتماع زائرین قبل
اسکے علاوہ اہل قریہ کے نواح شام سے بہی مقرر ہوچکا تہا کہ اہل بغداد موصل و دعوات
ملک عراق سے اور اہل حصن کفرتاب وسیبور وحماۃ وحمص وکنیسہ قنسیس ملک شام سے
شیعہ علیؑ پہلے سے آتے تہے چنانچہ مقتل ابو مخنف مین مذکور ہے کہ جب ملاعنہ اہل حرم و
سرہاے شہداے کربلا کو دمشق کو لئے جاتے تہے اور گذر اون اشقیا کا ان قریات وقصبات مین
ہوا باشندے ان دیار وامصار کے مقابلہ پیش آئے اور کتاب امالی مین مذکور ہے
حتى ما كتب امرا الحضرة فورد كتاب المتوكل الى القائد بالكف عنهم والمصير
الى الكوفة مظهرا ان مسيره اليها في مصالح اهلها والانكفاء الى المصر
یعنے سردار فرستادہ نے حال واقعہ دار الخلافت کو لکہا متوکل نے اوسکو نامہ بہیجا
کہ زائرین کی ممانعت سے باز رہے اور کوفہ کو واپس آئے اس اظہار سے کہ میرا آنا واسطے
اصلاح مملکت کے ہے تاکہ رعایا کا انتظام کرون اور منجملہ شہادت کثرت زائرین کے یہ ہے
حافظ سیوطی نے ابن جریر سے روایت کی ہے کہ معتضد خلیفہ نے حکم دیا کہ معاویہ کو منبر پر
نفرین کرین عبید اللہ اوسکے وزیر نے اوسے ڈرایا کہ عوام غوغا کرینگے معتضد نے اسپر
التفات نکیا اور ایک کتاب لکہی جسمین مناقب جناب امیرؑ کے اور عیوب معاویہ کے
نقل فرمائے قاضی یوسف نے کہا کہ یا امیر المومنین جسوقت کہ مردم اسکو سنینگے مین اونکی
فتنہ سے خوف کرتا ہون معتضد نے فرمایا کہ اگر عوام فتنہ کیلئے اوٹہینگے تو مین اونپر
تلوار اوٹہاونگا قاضی نے کہا کہ تم علویونکا کیا کروگے جو ہر طرف ملک مین ہین اور جب
... کے فضائل اہلبیت کو سنینگے تو اونکی طرف

رغبت کرینگے پس معتضد اس سے باز رہا تھا اور ایک زمانہ متوکل سے کے سکوت و
خاموشی مین گذرا یہانتک کہ ۲۳۶ھ مین متوکل کو خبر پہونچی کہ اہل سواد و اہل کوفہ
کربلا مین واسطے زیارت قبر امام حسین کے جمع ہوتے ہین اور بازار عام واژدہام
خاص و عام ہوتا ہے رگ ناصبیت متوکل کی یہ خبر سنکر حرکت مین آئے چنانچہ سیوطی
نے کہا ہے وکان المتوکل ناصبیا یعنے متوکل ناصبی تھا پس بار دیگر ایک سردار فوج کو
کہ خواص بارگاہ خلافت سے تھا اور نام اوسکا ابراہیم پسر دیزج تھا معہ لشکر کثیر کے
بھیجا اور ہارون معری کہ متوکل کے امرا مین سے تھا اوسکے ہمراہ تھا اور ایک نامہ
بنام جعفر بن محمد بن عمار قاضی کوفہ کے لکھا کہ ابراہیم دیزج کو واسطے کھودنے قبر
حسین ؑ بن علی ؑ کے اور منع کرنے زائرین کے بھیجتا ہون اوسکی نگرانی کرو کہ وہ حکم
بجالاتا ہے یا تغافل کرتا ہے ابراہیم دیزج پہونچا اور منادی کو حکم دیا کہ ندا کرے
کہ جو کوئی واسطے زیارت کے یہان آئیگا اوسکے خون سے ہم بری الذمہ ہین کوئی
پرسش نہوگی کہ کیون وہ قتل ہوا اور کسنے اوسے قتل کیا اور اوسنے قبر مطہر کو کھود ڈالا
اور زمین مین زراعت کرا دی اور لوگونکو زیارت کرنیسے باز رکھا اور بے ادبیان بجالایا
اور امالی مین مذکور ہے کہ قاضی جعفر نے اوس سے پوچھا کہ تونے کیا کیا ابن دیزج نے
حال واقعہ ظاہر کیا اور کہا کہ مینے قبر مین کوئی چیز نہ پائی قاضی نے کہا کہ کیون قبر کو
گہرا نہ کھودا ابن دیزج نے کہا کہ مینے گہرا کھودا مگر کچھہ نہ پایا پس قاضی نے بھی خلیفہ کو
لکھدیا کہ ابراہیم بن دیزج آیا اور قبر کھودی مگر کچھہ نہ پایا اور مینے اوسے حکم دیا کہ
پانی وہان جاری کرے اور قلبہ رانی کیجاے اور اسی طرح کیا گیا اور امالی مین ابو علی
عماری سے منقول ہے کہ ابراہیم دیزج نے مجھسے صورت واقعہ بیان کی کہ مین مع
اپنے خاص غلامونکے اوس مقام پر گیا اور قبر کھدوائی مینے دیکھا کہ بوریا تازہ ہے
اور اوسپر جسم مطہر حسین بن علی کا رکھا ہے اور اوس سے بوے مشک آتی ہے پس

کردین اور واسطے عمل زراعت کے قلبہ رانی کو کہدیا لیکن بیل مقام قبر پر نہ چلے جب
پہونچتے تھے جلے قبر سے ہٹ جاتے تھے پس مینے اپنے غلامونکو بغلظ قسمین ایمان کی
حلف سے دین کہ کسی سے اس واقعہ کا ذکر نکرین ورنہ مین قتل کرونگا اور عبد اللہ بن رابیہ
الطوری سے مروی ہے کہ سنہ ۲۴۷ھ مین مینے حج کیا جب مین عراق مین پہونچا تو خوف سے
عمال سلطان وقت کے پوشیدہ زیارت امیر المومنین ع کی بجالایا پہر زیارت امام حسین ع کی
طرف متوجہ ہوا مینے دیکھا کہ زمین مشہد کو جوتا اور بویا گیا ہے اور اوسمین پانی جاری
کیا ہے اور اوسپر بیل چلاے جاتے ہین ابن رابیہ کہتا ہے کہ مین اپنی چشم و بصارت کی
قسم کہاتا ہون کہ مینے دیکھا کہ ہل کے بیل وہان چلاے جاتے ہین جب مقام قبر پر پہونچتے
ہین وہنے بائین ہو جاتے ہین اور قبر کو عبور نہین کرتے حالانکہ بیلونکو بہت زور زور سے
مارتے تھے اور ہانکتے تھے مگر مارنے سے کچھ حاصل نہ تہا اور بیل انحراف سے منحرف
نہوتے تھے اور مقام قبر پر نہ جاتے تھے پس مجھے زیارت ممکن نہوئی اور مین بغداد کو
چلا گیا اور محمد بن جعفر بن محمد بن فرج الرخجی سے منقول ہے کہ میرے چچا عمر بن فرج نے
مجھ سے حدیث نقل کی کہ مین متوکل کے حکم سے واسطے خراب کرنے قبر حسین ع کے گیا پس مینے
اوس مقام مین قلبہ رانی شروع کی اور تمام قبر و نیز پہلو مینے ہل چلوادے جب
بیل قبر امام حسین ع پر پہونچے تو اوسپر کو نہ چلے ناچار مینے لکڑی پکڑی اور اونکو مارا
یہانتک کہ وہ عصا ٹوٹ گیا اور قسم خدا کی کہ بیلون نے اونحضرت کی قبر پر قدم کبھی
نرکہا یہ خلاصہ اوس روایت کا ہے جو امالی مین درج ہے اور جس زمانہ مین کہ یہ سانحہ
قبیحہ مرقد منور امام حسین ع پر بحکم متوکل ہو رہا تہا آفاق مین حوادث بسیار عجیبہ و مصائب
کثیر غریبہ ظہور مین آئے تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی مین لکھا ہے کہ ملک عراق مین ایسی
باد سموم چلی کہ تمام زراعت کوفہ و بغداد و بصرہ کی جلگئی اور مسافر مرگئے اور پچاس

دن تلک وہ باد سموم رہی اور یہانسے ہمدان مین پہونچے وہان کی زراعت اور مویشی
بہی تلف کئی اور وہانسے موصل وسنجار مین پہونچی اور مردم کو کاروبار اور راستون پر
رفتار سے باز رکہا تب بہی اون ممالک مین ایک خلق کثیر اوس سے ہلاک ہوئی اور دمشق
مین زلزلہ ہولناک آیا اور بہت سے مکانات منہدم ہو گئے اور ایک مخلوق اونکے
نیچے دبگئی اور انطاکیہ کے در کو خراب کیا اور جزیرہ کو جلا دیا اور موصل مین پچاس ہزار
آدمیونکو ہلاک کیا اور عسقلان مین آتش زدگی سے مکانات اور خرمن جنس گندم
کی سب جلگئی اور شہر خلاط مین ایک صداے ہولناک آسمان کی سمت سے آدمیون نے
سنی اور ہلاک وتہ خاک ہوئے اور عراق مین ژالہ زدگی ہوئی کہ بقدر بیضۂ مرغ اولے
گرے اور تیرہ قریہ ممالک مغربیہ کے زمین مین دہنس گئے اور آفاق عالم مین ستارے
پراگندہ ہو گئے اور شہاب ثاقب مثل ملخ اکثر راتونکو گرے کہ کبہی ایسا اتفاق نہوا تہا
اور پہر زلزلۂ عظیم نواح مشرق مین آیا کہ پہاڑ بہی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور زمین ایسی
شق ہو گئی جسکے شگاف مین گنجائش آدمیون کے داخل ہونے کی تہی اور سویدا
نواح مصر مین آسمان سے پتہر برسے اور وہ سنگریزہ دس رطل وزن کیا گیا اور حلب
مین ایک طائر سفید گدہ و شتر مرغ سے چہوٹا ماہ رمضان مین آیا اور آواز دی یا معاشر
الناس اتقوا اللہ اللہ اللہ یعنے اے لوگو خدا سے ڈرو اور چالیس آوازین دیکر اوڑ گیا
دوسرے دن صبح کو آیا اور اسیطرح کیا اس واقعہ کو بریدنے لکہا ہے اور پانچسو آدمیون نے
جنہون نے سنا تہا اپنی گواہی اوسپر ثبت کی اور دوبارہ زلزلے نے عالم کو گہیر لیا
شہرون اور قلعون کو ویران کر دیا اور کوہ انطاکیہ اوکہڑ کر سمندر مین جا پڑا اور آسمان سے
آوازین ہولناک آئین اور اہل طبیس سے بہت مخلوق مرگئی یہ خلاصہ روایت
سیوطی کا ذکر متوکل مین ہے لیکن سیوطی نے ان حادثون اور سانحون اور واقعونکو
واقعہ تخریب روضہ مقدسہ و مسماری مرقد مطہرہ امام حسین علیہ السلام سے مقدم و موخر

انتقام خرابی روضہ سے نہ خیال کیا جاوے مگر انکے نازل ہونے سے احتمال ہو کہ ایسا ہی
ہوا ہو لیکن علامہ موصوف نے ارباب سیر سے کسی ایک کا بھی اختلاف اس
واقعہ کے زمانہ متوکل مین ہونے سے نہین لکھا کہ یہ حادثے خلافت متوکل مین
نہین ہوئے پس مین کہتا ہون کہ اوسکی وجہ سواے اسکے کہ متوکل کا سنت کو
تازہ کرنا ہو اور کچھ نہین ہے چنانچہ صدر مین اوسکی نقل کیگئی ہے یا یہی واقعہ
تخریب و مسماری مرقد منور کہین جو کچھ ان دونون مین سے اختیار فرماین عقیدہ
کرین اور روایت آتیہ سے دریافت ہوگا کہ بدعت متوکل کی ہتک مرقد مطہر
امام حسینؑ مین عرصہ دراز تک قایم رہی ہے پس لامحالہ وقت حادثات کا اوسی
زمانہ تخریب و ہتک حریم حضرت امام علیہ السلام مین ہوتا ہے لیکن متواتر ان عذابون
اور تنبیہون کا نازل ہونا ایسا موثر نہوا کہ اونہون نے ان تمام حادثون کو
اتفاقی اور آفاقی سمجھا ہے اور امالی مین جماعت ثقات سے مذکور ہے کہ جن اوقات
مین متوکل نے حکم کاشتکاری کا قبر امام حسینؑ پر دیا تہا اور یہ کہ نہر علقمہ کا پانی اوسپر
جاری کرین یہ خبر سنکر زید مجنون اور بہلول دانا آپس مین متفق ہو کر کربلاے معلے مین گئے
دیکہا کہ قبر شریف قدرت خدا سے ہوا پر معلق ہے زید نے یہ آیہ تلاوت فرمائی
یریدون ان یطفؤا نور الله بافواههم ویابی الله الا ان یتم نوره ولو کره
الکافرون یعنے وہ ارادہ کرتے ہین اسکا کہ بجہا دین اللہ کے نور کو اپنے مونہون سے
اور ابا کرتا ہے اللہ اوس سے مگر یہ کہ تمام کرے اپنے نور کو اگرچہ کافر لوگ اوس تمام کو
کراہت کرین اور موید اس قول کا یہ ہے کہ سترہ مرتبہ قبر اطہر پر قلبہ رانی کی گئی اور
پھر جب اوس قبر منور کو دیکھتے تہے تو بحالت اول درست پاتے تہے اور ایک
روایت مین سات سو مرتبہ بھی اتفاق ہوا اور مزارعین اس کرامت بینہ سے متنبہ ہو

ایمان لائے لیکن متوکل باز نہ آیا کہ او تلو قتل کیا اور اس بدی اخروی کے ارتکاب پر
اصرار کرتا تھا چنانچہ امالی مین مذکور ہے کہ ولم یزل المتوکل یامر بحرث قبر الحسین
ابن بنت رسول اللہ مدۃ عشرین سنۃ والقبر علی حالہ لم یتغیر ولا تعلوہ
قطرۃ من الماء یعنے متوکل ہمیشہ قبر امام نواسہ خیر الانام پر حکم کاشتکاری کرنیکا دیتا رہا
مدت بیس سال تک اور قبر شریف اپنے حال پر رہی متغیر نہوئی اور ایک قطرہ آب بہی
قبر پر نہ آیا اور جلاء العیون مین یہ روایت مفصل اسطرح مذکور ہے کہ زید مجنون یہ خبر
خرابی روضہ کی سنکر مصر سے برہنہ پا بلا مرکب و توشہ کوفہ مین پہونچے اور بہلول کو
ساتھہ لیکر متوجہ زیارت کربلا ہوئے دیکھا کہ مقام متبرک مین دریا کا پانی لائے ہین اور
قدرت خدا سے پانی گرد حائر کے بلند ہو رہا ہے اور ایک قطرہ اندر حائر کے نہین آتا
اور با وجود چہار طرف پانی بلند ہونیکے قبر مطہر دور سے نظر آتی ہے اوسوقت مرتبہ
یقین اونکا زیادہ ہوا اور آیہ کریمہ مذکورہ تلاوت کی اور جو پاسبان اوس ارض
مقدس مین واسطے منع زائرین کے مقرر تھا سردار مزارعین تھا اور مدت دراز سے
قبر کے محو کرنے مین کوششین کر رہا تھا اور پانی اوس زمین مقدس مین بھر دیا تھا
جب اوسنے زید اور بہلول کو دیکھا قریب آیا اور زید مجنون سے کہا کہ ای شیخ
تم کہانسے آتے ہو زید نے فرمایا کہ مصر سے آیا ہون اوسنے کہا کہ یہان کیون آئے ہو
کہ حکم خلیفہ واسطے قتل زائرین کے ہے زید نے فرمایا کہ مین اسی ارادہ سے آیا ہون
اور یہ درد میرے دل مین پیدا ہو کر مجھے یہانتک لایا ہے پس وہ پاسبان زید کے
قدمونپر گر پڑا اور بوسہ دیا اور کہا کہ مدت دراز سے مین اس مقام مین اس نور
ملک علام کے چھپانے مین کوشش کر رہا تھا لیکن کچھ فائدہ نہ پایا اب آپکے آنے سے
مینے ہدایت پائی اور توبہ کی اب مین متوکل کے پاس جاتا ہون اور حقیقت حال
بیان کرونگا جب وہ شخص متوکل کے پاس پہونچا اور معجزات مرقد منور بیان کئے

تو وہ ناصبی شقی بدعتی غضبناک ہوا اور حکم اوسکے قتل کا دیا اور پاؤنمین اوس مومن کے
رسی باندہکر بازار ومین پہرایا اور آخرمین اوسکی نعش دار پر کہینچی اس تہدید کے لئے
کہ آئندہ کوئی شخص فضائل عترت نبیؐ بیان نکرے جب زید مجنون کو اوسکی قتل کی
خبر پہونچی تو سرمن رای مین گئے اور اوسکی نعش کو غسل وکفن دیا اور نماز جنازہ پڑہکر
دفن کیا اور تین روز تک اوسکی قبر پر قرآن کی تلاوت کی تیسرے روز صدائے نوحہ
وبکا وہاے واویلا سنی اور کثرت سے زن ومرد کو بال پریشان چاک گریبان اس ہیئت سے
دیکہا کہ منہ اپنے ماتم مین سیاہ کئے ہین اور گرداگرد جنازہ کے علم ہاتہونمین لئے اور
اوٹہائے ہوئے آتے ہین اور خلق کثیر ہمراہ ہے کہ راستے ہجوم اہل ماتم سے بند ہوگئے
ہین زید نے خیال کیا کہ شاید متوکل خلیفہ مرگیا اور یہ اوسکا جنازہ ہے کسی سے پوچہا کہ
یہ کسکا جنازہ ہے اوسنے کہا کہ یہ جنازہ خلیفہ کے کنیز ریحانہ کا ہے کہ وہ اسکو بہت
دوست رکہتا تہا یہانتک کہ اوسے دفن کیا اور خوشبوئین اور مشک وعنبر اسکے
قبر پر چہڑکا گیا اور مقبرہ عظیم الشان قبر پر اوس کنیز کے تعمیر کیا گیا زید نے یہ حالات دیکہکر
خاک سر پر ڈالی اور گریبان پارہ پارہ کیا اور فریاد بلند کی کہ واویلاہ واسفاہ امام حسینؑ
غریب صحرائے کربلا مین تشنہ لب شہید کئے جائین اور اونکے فرزند قید کئے جائین
اور کوئی اونپر گریہ وزاری نکرے بلکہ کوشش کرین کہ نشان قبر بہی محو کردین اور
اس کنیز کے مرنے پر ایسی گریہ وزاری کرین اور اسقدر اکرام واحترام سے دفن
کرین یہانتک کہ زید علیہ الرحمۃ نے اس باب مین چند شعر نظم فرمائے اور متوکل کے
خادم کو دئے کہ اوس تک پہونچادے جب متوکل نے وہ شعر پڑہے بہت خشمناک ہوا
اور بمقتضائے تازہ کرنے سنت نواصب کے تخویف فرمائی زید نے نصیحتین کین
اور باہم ردوبدل اور مناظرہ فضائل اہلبیت کے باب مین ہوا آخر متوکل نے

آیا اور ٹھوکر ماری اور فرمایا کہ زید کو رہا کر ورنہ ابھی تجھکو ہلاک کرونگا وہ فوراً بیدار
ہوا اور زید کو زندان سے طلب کیا اور خلعت و انعام دیکر رہا کیا اور کہا کہ جو حاجت
رکھتا ہو بیان کر زید علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ میری حاجت یہی ہے کہ مجھے اجازت
دے کہ مرقد امام حسین ع پر عمارت تعمیر کرون اور زائرین روضہ کو ممانعت نکر متوکل نے
خوف سے اوس خواب کے اجازت دی پس زید مسرور و فرحان آئے اور
شہر بشہر ندا کرتے تھے کہ جو شخص زیارت کے لیے جائے اوسے امان ہے اور یہ واقعہ
آخر زمانہ خلافت متوکل مین ہوا ہے اور اس سال ۲۴۷ ہجری تھے کہ منتصر بالله
اوسکے بیٹے نے جب اوس سے جناب سیدہ کے حق مین دشنام سنین ایک عالم سے
فتویٰ طلب کیا اوسنے کہا کہ اس کلمہ کا کہنے والا واجب القتل ہے لیکن جو شخص
باپ کو قتل کرتا ہے عمر اوسکی دراز نہین ہوتی منتصر بالله نے کہا کہ مین اطاعت
رب علے مین درازی عمر کی پروا نہین رکھتا یہانتک کہ متوکل کو قتل کیا یہ روایت
ملا ے مجلسی نے جلاء العیون مین ابی المفضل الشیبانی سے لکھی ہے اور حافظ سیوطے
کمال حفاظت و احتیاط سے تاریخ الخلفاء مین اس واقعہ قتل متوکل و اذن زیارت
روضہ امام حسین ع کو ان الفاظ سے نقل کرتے ہین کان المتوکل بائع بولایۃ العھد
لابنہ المنتصر ثم المعتز ثم المؤید ثم انہ اراد تقدم المعتز المحبۃ لامہ الی ان
قال واتفق ان الترک انحرفوا عن المتوکل لامور فاتفق الاتراک مع المنتصر
علی قتل ابیہ الی ان قال فقتلوہ فی ذکر خلافۃ المنتصر انہ ازال عن ال
ابی طالب ما کانوا فیہ من الخوف المحنۃ بمنعھم من زیارۃ قبر الحسین
و رد علی ال الحسین فدک خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ متوکل نے منتصر کے
ولیعہدیکی بیعت مردمان سے لی پھر اپنے بیٹے معتز کو بوجہ اوسکی ماں کی محبت کے
ولیعہد کرنا چاہا منتصر نے ترکونکے اتفاق سے اوسکو قتل کیا اور منتصر خلیفہ نے

اولاد حضرت ابو طالب سے ممانعت کو اوٹھا لیا اور خوف و محنت کو دفع کیا جو واسطے
زیارت امام حسینؑ کے ممنوع ہوئے تھے اور اولاد امام حسین پر فدک کو رد کر دیا
تھا۔ اور اس ممانعت کا اوٹھنا اور خوف و محنت کا دفع ہونا خبر دیتا ہے کہ زید مجنون
بھی اعتماد پر شہر بشہر ندا ے اماں واسطے زائرین کے فرماتے تھے ورنہ بعد متوکل کے اگر
مثل اوسکے خلیفہ ناصبی ہوتا تو اون جناب کو ہرگز اسقدر جرات نہوتی اور زید مجنون نے
اجازت تعمیر روضہ پائی تھی وہ بھی منتصر کے زمانہ مین ظہور مین آئی ورنہ وہ
بھی میسر نہوتی چنانچہ کتاب ناسخ التواریخ مین مقاتل الطالبین سے مذکور ہے
کہ محمد بن حسین اشنانی نے اور ایک مرد عطار کوفہ سے واسطے زیارت کے نگہبانان
متوکل خلیفہ سے پوشیدہ غاضریہ مین پہونچے آدہی رات کے وقت جب نگہبان
سو رہے تو وہ دونون قبر مبارک اون حضرت سے کربلا مین فائز ہوئے دیکھا کہ
صندوق قبر کو علیحدہ کر کر جلا دیا ہے اور وہان پانی علقمہ کا جاری کیا ہے جو بطور
خندق کے نمودار ہے پس وہ کہتے ہین کہ ہمنے قبر کے اطراف مین نشانات
بنا دیے اور واپس چلے آئے جب ہمنے سنا کہ متوکل قتل ہوا ہم معہ جماعت آل
ابو طالب و گروہ شیعہ کے جمع ہو کر گئے اور اونہین نشانات پر روضہ تیار کیا
جیسا کہ سابق مین تھا غالباً یہ تعمیر روضہ بوجہ برخاستگی ممانعت و اذن زیارت
طرف سے منتصر کے انجام کو پہونچی اور زید اذن یافتہ اس تعمیر مین شریک گروہ
شیعہ کے ہوئے قتل متوکل شوال ۲۴۷ھ ہجری مین واقع ہوا اور یہ تعمیر اوسی
سال یا شروع ۲۴۸ھ مین ظہور مین آئی کیونکہ منتصر سات مہینہ سے زیادہ زندہ
نہین رہا اور پوشیدہ نرہے کہ روایت پانی روان کرنے متوکل کے مرقد امام حسینؑ پر
صحیح ہے کہ فرات اس زمانہ تک کربلا مین جاری تھا اس صدی سوم مین بعد
متوکل عباسی کے کثرت زائرین کی اطراف و اکناف عراقین و عجم و شام سے بہم پہونچی

اور خلفاء عباسیہ کو بوجہ ضعف و بے نظمی سلطنت کے فرصت اونکے منع کرنے و
باز رکھنے کی میسر نہوئی کہ ترکون اور خوارج زنجبار وغیرہ نے نظام خلافت عباسیہ کو
مستعین باللہ و مہتدی باللہ و معتمد باللہ وغیرہ خلفاء پر تنگ و متزلزل کر دیا تھا اور کسی
ایک نے بھی انمین سے اطمینان و حکومت سے خلافت نہین کی بعض انمین سے
ترکونکے ہاتھہ سے معزول اور بعضے انمین سے مقتول ہوئے اور بعضے بوجہ غلبہ
عزیزون اور محاربہ مخالفون کے مجبور و مقہور و مغلوب و منکوب ہوئے البتہ
معتضد باللہ خلیفہ ملقب سفاح ثانی کہ بوجہ سیاست و قتل و ظلم مسمے ہوا اوسکی
خلافت مین علویون کی کثرت اس حد کو پہونچی کہ خود خلیفہ اونسے خائف
رہنے لگا جیسے کہ اسکا بیان تاریخ الخلفاء سے مذکور ہوا ہے کہ دولت آل بویہ نے
فارس و عراقین مین ۳۲۲ھ مین عروج پایا اور اونکی حکومت نے ۴۳۳ھ مین
قوت پائی چنانچہ صاحب حبیب السیر نے لکھا ہے کہ ایام دولت معز الدولہ اور
تمام ملوک دیالمہ مین خلفاء عباسیہ نہایت بے اعتبار ہو گئے تھے کیونکہ معز الدولہ
مذہب امامیہ رکھتا تھا اور جانتا تھا کہ خلافت حق سادات صاحب سعادات کا
ہے اور صاحب تاریخ الخلفاء نے ذکر خلافت المطیع باللہ خلیفہ عباسی مین ۳۵۱ھ
مین لکھا ہے وفی سنۃ احد و خمسین کتب الشیعۃ ببغداد علی ابواب المساجد
لعنۃ معاویۃ و لعنۃ من غصب فاطمۃ حقہا من فدک و من منع الحسن رض
ان یدفن مع جدہ و لعنۃ من نفی اباذر ثم ان ذلک محی فی اللیل فاراد
معز الدولہ ان یعیدہ فاشار علیہ الوزیر المہلبی ان یکتب مکان ما محی
لعن اللہ الظالمین لآل رسول اللہ صلعم و صرحوا بلعنۃ معاویۃ فقط۔
وفی سنۃ اثنتین و خمسین یوم عاشوراء الزم معز الدولۃ الناس بغلق
الاسواق و منع الطباخین من الطبخ و نصبوا القباب فی الاسواق و علقوا

... يلطمن بالمسوح و يقمن
المآتم على الحسين و هذا اول يوم نيح عليه ببغداد و استمرت هذه البدعة
سنين و فی ثامن عشر ذی الحجہ منها عمل عيد غدير خم و ضربت الدبادب
یعنے ۳۵۱ھ مین گروہ شیعہ نے مسجدونکے دروازونپر امیر معاویہ اور غاصب
حق فدک فاطمہ رض کو ناسزا تحریر کیا اور اوس شخص کو ناسزا لکھا کہ جس نے
امام حسنؑ کے جنازہ کو رسولخدا کے روضہ مین دفن ہونے سے منع کیا اور جسنے
ابوذر کو مدینہ سے نکالا پس وہ رات مین محو کر دیا گیا معز الدولہ نے پہر اعادہ
تحریر مذکور کا چاہا وزیر مہلبی نے یہ راے دی کہ بجاے اوس ناسزا کے لعن اللہ
الظالمین لآل رسول اللہ لکھا جاوے اور صرف امیر معاویہ کے نام کی صراحت
کردی اور ۳۵۲ھ مین معز الدولہ نے یوم عاشورا التزام کیا کہ بازار بند
کردے جائین اور طباخونکو کہانا پکانے سے منع کردیا اور کلس اور جہنڈے
بازارونمین نصب کئے اور عورتونکو کہلے بال بازارونمین ماتم کرتا ہوا نکالا
اور یہ اول روز تہا کہ جو بغداد مین امام حسین پر نوحہ کیا گیا اور یہ بدعت برسون
مستمر رہی اور اٹہارویں ذی الحجہ کو ۳۵۲ھ مین عید غدیر کا عمل کیا گیا اور
باجے بجاے گئے اور ۳۵۳ھ مین لکہتے ہین فجاء العبیدیون فاخذوها
و قامت دولة الرفض فی الاقاليم المغرب و مصر و العراق یعنے
خاندان عبیدی نے ملک مصر پر قبضہ کر لیا اور دولت رفض اقالیم مغرب و مصر
و عراق مین قایم ہوگئی ان روایات سے تسلط قوت و غلبہ فرقہ شیعہ کا اور
اجراے رسومات عزائی سید شہدا کا علاوہ لعن و تبرا کے جو اس بحث سے
خارج ہے اس زمانہ مین ظاہر و ہویدا ہوتا ہے پس اس زمانہ مین کہ چوتہی صدی
ہجرت نبوی صلعم ہے تہی تجدید و ترمیم روضہ مطہر اور دیگر عتبات عالیات

نجف اشرف و ائمہ کاظمین و عسکریین و حضرت ابو الفضل عباس بن علی بن
ابیطالب و روضہ حضرت حر کے سلاطین آل بویہ مثل معز الدولہ و عضد الدولہ
و رکن الدولہ کے عمل مین لائے چنانچہ قبرین سلاطین بنی بویہ کی باب شرقی
صحن کوچک حرم امام حسینؑ مین برامد ہوئی ہین اور الواح قبور سے دریافت ہوا
کہ صاحبان قبور وہی ہین کہ جس جس جگہ اونہون نے وفات پائی جوار
امام علیہ السلام مین جنازہ اونکا لے آئے اور باب شرقی مین کہ حرم محترم سے فاصلہ
رکھتا ہے دفن کر دیے گئے اسوجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسوقت فضا و وسعت
حرم اسیقدر تھی کہ اب اسوقت باب شرقی صحن کوچک حرم کا ہوا ہے یا یہ کہ
آل بویہ نے ادباً و تعظیماً یہ صحن واسطے اپنی قبرونکے ملحق کر لیا ہو اور حبیب السیر
مین مذکور ہے کہ عضد الدولہ نے ایام سلطنت مین ۳۶۸ہجری مین عمارات
عالی بقعونپر تیار کی منجملہ اونکے ایک عمارت ہے کہ نجف اشرف مین مرقد معطر
جناب امیر المومنین پر بنوائے اور مدفن عضد الدولہ کا نجف مین پائین روضہ
مقدسہ کے ہے الخ اور حال جنازہ بہار الدولہ نبیرہ عضد الدولہ کا نقل کیا ہے
کہ امرا و دیلم اوسکی نعش کو نجف مین لیگئے اور دفن کر دیا حالانکہ اونکی قبرین کربلا
مین حال مین برامد ہوئی ہین واللہ اعلم اور مصداق آیہ کریمہ یمحو اللہ ما یشاء
و یثبت یعنی جسکو اللہ چاہتا ہے محو کر دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے
چشم عبرت و دیدہ عقیدت سے دیکھنا چاہیے کہ نامور ان و سرداران مقتولین
ابن سعد دفن کیے گئے اور تعداد مقتولین اشقیا اسی جگہ سننی چاہیے کہ ابن
عصفور البحرانی مقتل مین لکھتے ہین کہ تمام لشکر ابن زیاد چار لاکھ ساٹھ ہزار
پیادہ و سوار تھے اور فرماتے ہین فلم یبق منہم بعد انقضاء المعرکۃ الا ثمانون
الفا یعنی بعد جنگ اونمین سے اسی ہزار باقی رہے پس تعجب ہے کہ انبار کمان گیا

کہ نشان بھی نہ رہا اور نعشہائے مظلومان کربلا بلا گور و کفن ریگ گرم پر پڑے رہے لیکن پروردگار عالم نے قبور نامورانِ بلاعنہ کو نیست و نابود کر دیا حالانکہ بعد دولت امویہ و عباسیہ کے اونکی قبور کو ظاہر و آشکار و تیار کرنیمین مدت مدید و زمانہ بعید و عرصہ کثیر تک کافی و وافی تہے مگر یہ کہ ۵ بس نامور بزیر زمین دفن کردہ اند ٭ کز ہستیش بروے زمین یک نشان نماند۔ اوس مثبت عالم نے قبور مظلومان کربلا کو باوجود جابرونکے محو و مسمار کرنیکے ثابت رکھا باوجودیکہ پانی گرد روضہ مطہرہ امام حسینؑ و گنج شہیدان حائر کے پھرا اور مرقد منور حضرت عباسؑ ایسی طغیانی و طوفان ظلم اہل جفا مین لب بند آب پر تہا کہ عین پانی کی زد پر سمجھنا چاہیے مگر محو نہوا اور ابتک نمایان رہا چنانچہ شیخ مفید علیہ الرحمۃ کہ زمانہ عضد الدولہ ممدوح مین تہے کتاب ارشاد مین اوسی وقت تحریر فرماتے ہین کہ قبرہ ظاہر اور پر وہ تمام تعمیر و تجدید بنا بر ظہور مراقد منورہ ہوئی ہے نہ بروے تخمین و قیاس اور علامہ بغدادی کہ سنہ ہجری مین تہے اور ذہبی کتاب عبر مین اونکو اہل حدیث سے لکہتے ہین کتاب عجائب المخلوقات مین لکہتے ہین کہ ایک مرغ ہر سال روز عاشورا علی الصباح مشہد امام حسینؑ آتا ہی اور تا ہنگام غروب نوحہ کرتا ہے بعد اوسکے اوڑ جاتا ہے اور دوسرے عاشور اتک اوسکو کوئی شخص نہین دیکھتا انتہے یہ خلاصہ اونکی تحریر کا ہے اور یہی حبیب السیر مین ہے لیکن وہ طائر اس زمانہ مین نظر نہین آتا شاید کہ وہ طائر صحرائی بوجہ کثرت آبادی کربلا نہین آتا اور صحرا مین مصروف نوحہ گری رہتا ہے کیونکہ اوسوقت آبادی کربلا مین تلاش نظر سے کتب سیر مین دریافت نہین ہوتی بجز اسکے کہ بوجہ کثرت زائرین و سامان روضہ منورہ کے احتمال آبادی کا کہ بعد تعلق مجاورت کے ہے اور کثرت زائرین کی قرینہ غلبہ و قوت فرقہ شیعہ سے ممالک عرب و عجم مین قیاس مین آتی ہے چنانچہ حال بادشاہان مصر شیعہ مین گذرا کہ سیوطی نے تسلط اونکا اقالیم مغرب و مصر و عراق پر لکہا ہے اور سنہ ۳۶۰ھ کے حال مین لکہتے ہین

وعلی المسوذنون بد. مشوق فی الاذان بحی علی خیر العمل یعنی موذن و مشق مین اذان

حی علی خیر العمل کہنے لگے اور سنہ ۳۶۴ھ کے حال مین فرماتے ہین و فی ہذہ السنۃ و بعد
ہا غلا الرفض و فار بمصر و الشام و المغرب و نودی بقطع الصلوۃ التراویح من
جہتہ العبیدی یعنی اس سنہ مین اور اسکے بعد رفض کو غلو ہوا اور مصر و شام
و مغرب مین پھیل گیا اور واسطے موقوفی نماز تراویح کے اپنے آدمیونسے منادی کرادی گئی
اور سنہ ۳۶۵ھ کے حال مین لکھا ہے و فیہا رکن الدولہ بن بویہ عما بیدہ
من الممالک لاولادہ فجعل لعضد الدولہ فارس و کرمان و للموید الدولہ
الری و اصفہان و لفخر الدولہ ہمدان و الدینور یعنے رکن الدولہ آل بویہ سے
وہان آیا اور اپنے ممالک محروسہ مین سے اپنی اولاد پر تقسیم کے عضد الدولہ کو فارس و کرمان دیا
اور موید الدولہ کو رے و اصفہان دیا اور فخر الدولہ کو ہمدان اور دینور دیا اور سنہ ۳۹۳ھ
کے حال مین لکھتے ہین امر نائب دمشق الاسود الحاکمی مغربی قطیف بہ علی حمار و نودی
علیہ ہذا جزاء من یحب ابابکر و عمر انتہی یعنے نائب دمشق نے حکم دیا مرد مغربی کیلئے
کہ گدھے پر اوسکو سوار کرکر پھرایا جاوے اور منادی کیجاوے کہ یہ جزا اوس شخص کی ہے
جو شیخین کو دوست رکھتا ہے اور خلافت قایم بامر اللہ مین سنہ ۴۴۲ھ مین فرمایا ہے و زید
فی الاذان حی علی خیر العمل یعنے اذان مین حی علی خیر العمل زیادہ کیا گیا اور صدی چہارم
و پنجم مین جو سلاطین واسطے زیارت کے مشہد کربلا مین حاضر ہوئے وہ ملوک آل بویہ تھے
جیسے کہ اونکا ذکر مجملاً مجالس المومنین مین بسند تاریخ ابن کثیر مذکور ہے کہ سلطان جلال الدولہ
سنہ ۴۳۱ھ مین اپنی دار الحکومت بغداد سے متوجہ زیارت مشہدین امیر المومنین و امام حسین
ہوئے اور راہ بروے اخلاص پا برہنہ طے فرمائی اور سیوطی غلبہ و قوت فرقہ شیعہ مین سنہ ۴۶۸ھ
مین عہد خلافت المقتدی بامر اللہ ابو القاسم عباسی مین نقل کرتے ہین و ابطل الاذان
بحی علی خیر العمل و فرح الناس بذلک انتہی یعنے اذان حی علی خیر العمل سے
باطل کیگئی اور آدمی اس سے خوش ہوئے قول فرح الناس بذلک کثرت فرقہ شیعہ پر صریح

دلالت کرتا ہی لیکن سنہ ۴۸۴ھ مین کہ زمام حکومت عراق ہاتھہ مین آل فرمکے تھی اور دارالحکومت اونکا حلہ تہا اور کوفہ زیر حکم سلطان برکیاروق تہا خفاجہ کے عربون کی ایک جماعت کربلا مین گئی اور روضہ مقدسہ امام حسین مین فتنہ وفساد برپا کیا سیف الدولہ صدقہ آل مزیدی نے کہ جانب آل بویہ ودیالمہ سے سریر آرای حکومت عراق حلہ مین تہا لشکر غارتگرونکے پیچہے بہیجا اور لشکر نے ایک جماعت کثیر کو تہ تیغ کیا اور نائب برکیاروق کو سنہ ۴۹۴ھ مین کوفہ سے خارج کیا اور کل عراق اوسکے قبضہ مین آیا یہی عبارت حبیب السیر مین ہے بہر نوع اسوقت مین کربلاء معلے مین حادثہ کشت وخون پیش آیا اور واقعہ فتنہ وفساد عربونکا بہی کثرت مردم زائرین پر دلالت کرتا ہے اور یہ تائید سپاہ صدقہ کی بہی واسطے اطمینان آئندہ کے زائرین کو تسکین دہ ہوئی پس یہ پانچوین صدی اسی کثرت زائرین مین گذری حتی کہ نذر ونیاز کا مال روضہ مقدسہ مین جمع ہو گیا جب مسترشد باللہ ابو منصور خلیفہ عباسی سنہ ۵۱۲ھ مین تخت خلافت پر بیٹھا اور تنگ چشمی نے اس بات پر آمادہ کیا کہ جو کچھ اسباب مال روضہ منورہ مین سابق الایام سے اور عہد بنی بویہ وآل سلجوق مین جمع ہوا تہا سبکو سنہ ۵۲۹ھ مین ضبط کر کے اپنے لشکر پر تقسیم کر دیا تہوڑا زمانہ بہی نگذرا کہ ایک جماعت فدائیان فرقہ اسمعلیہ نے کہ اصطلاح عامہ مین اونکو فرقہ ملاحدہ کہتے ہین مسترشد کو مع اوسکے پسر راشد کے سنہ ۵۲۹ھ مین قتل کیا چنانچہ کتاب مناقب شہر آشوب علیہ الرحمۃ مین منقول ہے اخذ المسترشد من مال الحائر کربلا وقال ان القبر لا یحتاج الی الخزانہ وانفق علی العسکر فلما خرج قتل ہو وابنہ الراشد اور یہی روایت جلاء العیون مین منقول ہی خلاصہ اسکے ترجمہ کا یہ ہی کہ مسترشد نے مال خزانہ امام حسین کا تاراج کیا اور کہا کہ قبر کو خزانہ کی احتیاج نہین ہی اور اوس مال کو اپنی لشکر پر تقسیم کر دیا پس جسوقت کربلا سے باہر گیا معہ پسر کے قتل ہوا اور حبیب السیر مین مذکور ہی کہ ناگاہ ایک جماعت فدائیان ملاحدہ کی خیمہ مسترشد مین گئی اور اوسکو شہید کیا اور اس چہٹی صدی مین کتب رجال سے آثار آبادی کربلا کے دریافت ہوتے ہین اگرچہ بطور مجاورت روضہ کی ہو چنانچہ کتاب عمدۃ الطالب کو ابحر سے مستفاد ہوتا ہی کہ سید جلیل النسابہ شمس الدین فخار بن معد بن فخار الموسوی کہ شیخ الاجازہ محقق نجم الدین

ابو القاسم جعفر بن الحسن الحلی اور نیز شیخ الاجازه والد علامه تهے اور شیخ شمس الدین محمد بن احمد بن صالح
السبتی تلامذه السید فخار اور شیخ الاجازه شہید ثانی سے ہین اور محدث الفاضل الیاس بن ہشام
شیخ الاجازه السید فخار ممدوح اور تلامذه شیخنا ابو علی الطبرسی صاحب مجمع البیان سے حائری ہوئے
غرضکه ہر دو جناب ارض مقدس کربلا مین مقیم ہو کر حائری مشہور ہوئے اور توطن اونکا شاهد
عادل مخبر آبادی کربلا کا اس زمانه مین ہوتا ہے ہر چند کثرت کسی دوسری وجه سے ثابت
نہین ہوتی نه کوئی اثر نینوے و غاضریه کا اس زمانه مین پایا جاتا ہے نه ذکر کوفه کا کتب
سیر مین نظر قاصر سے گذر الجز اسکے که صاحب تاریخ الخلفا نے لکہا ہے که ۵۴۷ھ مین
مقتفی لامر الله خلیفه عباسی حله و کوفه کو بعد وفات سلطان مسعود کے اپنے قبضه خلافت
مین لایا اور روایات فخر اسمعیل بن علی الحنبلی سے که ابن ابی الحدید اوسنے جزو نهم شرح نہج البلاغه
مین ابن عالیه سے لکہتے ہین که وجود آبادی کوفه کا آخر چہٹی صدی تک دریافت ہوتا ہے اور
سیوطی بعد اسکے ۵۶۹ھ مین ذکر حوادث عہد خلافت مقتفی مین لکہتے ہین زادت دجلة
زیادة عظیمة بحیث غرقت بغداد و صلیت الجمعة خارج السور و زادة الفرات
ایضاً و اهلکت قری و مزادع و ابتهل الخلق الی الله تعالی یعنے دریاے دجله مین
طغیانی عظیم ہوئی که بغداد غرق ہوا اور نماز جمعه بیرون حصار پڑہی گئی اور دریاے فرات بہی
زیادہ ہوا اور قریات و دیہات ضائع ہوئے الخ پس احتمال ہوتا ہے که یہی طغیانی فرات
دریا کی دہار کو طرف کربلا سے ہٹا کر جانب شرق که اب تک وہین پر جاری ہے لیگئی اور غاضریه
و نینوی غربی و شرقی اور ایسے ہی دیگر آبادیان مثل قریات بنی نضیر و بنی قنقاع و ہفت حصار
وغیرہ که اطراف کربلا مین تہین اور اونکا ذکر واقعات محاربات سلیمان بن صرد و عبد الرحمن
بن سعید و مسیب و مختار وغیرہم رحمہم الله مین آیا ہے اس کثرت سیل مین ویران ہو گئین یا قبل
اسکے زمانه سابق مین خراب ہوئین کیونکه بعد اسکے سراغ آبادی قریات مذکورہ کا کربلا مین
نہین پایا جاتا اسوجه سے که اسوقت مین فرات کربلا کے قریب نہین تہا عام اس سے که اس

طغیانی مین دوسری جگہ منتقل ہوا یا اس طغیانی سے پہلے ویرانہ ہوگیا تھا چنانچہ علامہ سیوطی نے
سنہ ۵۸۹ھ مین ذکر ناصر لدین اللہ خلیفہ مین لکھا ہے جعل الخلیفۃ مشہد موسی کاظم
امنا لمن لاذ بہ فالتجا الیہ خلق وحصل بذلک مفاسد یعنے خلیفہ نے مشہد
امام موسی کاظم کو امن کی جگہ قرار دیا اون لوگونکے واسطے جو مشہد کو جائے امن و پشت پناہ
سمجھین جو مردم کو اوس جگہ حق آزادی حاصل ہوا تو رسومات مذہبی بھی بجا لائے اس سبب سے
اوسکا امن دینا موجب فساد ہوا کہ مخالفین پر بر سر پرخاش اوٹھے یا گرانی کی اور ناصر لدین اللہ کے
مذہب کے نسبت فرمایا ہے وکان یتشیع ویمیل الی مذہب الامامیہ بخلاف
اباۂ حتی ان ابن الجوزی سئل بحضرتہ من افضل الناس بعد رسول اللہ
صلعم فقال افضلہم بعدہ من کانت ابنتہ تحتہ ولم یقدر ان یصرح
بتفضیل ابی بکر یعنے ناصر لدین اللہ خلیفہ مذہب شیعہ رکہتا تہا اور مذہب امامیہ کیطرف
اوسکا میلان تہا بخلاف اپنے بزرگون کے مذہب کے یہانتک کہ خلیفہ کی حضور مین ابن جوزی
سے پوچہا گیا کہ بعد رسول اللہ صلعم کے افضل مردمان کون ہے ابن جوزی نے کہا کہ بعد
پیغمبر خدا کے افضل وہ شخص ہے جسکے تحت مین اونکی دختر ہے یعنے اونکی زوجہ ہے
اور یہ قدرت نہوئی کہ صراحتاً ابو بکر کا نام زبان پر لائے پس اگر کربلاے معلے مین بطور
آبادی کے مردمان کا قیام تہا تو اوس ارض مقدس کو بوجہ بُعد بغداد اور دفع مفسدین
اور نواصب سے تخلیہ پانی کے شیعونکا امن وملجا قرار دیتے تہے اور مشہد کاظمین شریفین کو
بوجہ قرب مفسدین امن تجویز نکرتے تہے بہر نوع معلوم نہین ہوتا کہ آخر چہٹی صدی مین
اور تمام ساتوین و آٹھوین مین مجاور و زائران حرم کربلا بوجہ بُعد فرات کیونکر بسر کرتے تہے
حالانکہ مجاورت وکثرت زیارت ان ایام مین بھی دنیا کی ہر سمت سے ظاہر ہوتی ہے چنانچہ
سلطان محمد غازان خان نے جب قصد تسخیر ممالک مصر و شام کا کیا اور حدود عراق مین
سنہ ۷۰۲ھ مین وارد ہوا تو مخصوص رجب المرجب مین شرف زیارت مشہد جنت مرتبت

کربلاے معلی سے مشرف ہوا تو اوس مکان فردوس نشان کے نقیبون اور مجاورونکو انعامات
فراوان عطا فرمائی اور روز دوشنبہ ۱۲ ار رجب کو عازم کو نہضت فرمائی جیسا کہ حبیب السیر
مین درج ہے اور سلطان محمد خدابندہ برادر سلطان غازان نے ۷۰۳ھ مین تخت سلطنت کو
مزین کیا اور وظیفہ نقیبون اور خدام مشاہد ائمہ معصومین علیہم السلام کے مقرر فرمائے جب
کارپردازان سلطنت نے نقبار مشاہد کی مواجب مین تغلب کیا تو مواخذہ سلطانی مین
مبتلا ہوئے چنانچہ حبیب السیر مین مذکور ہے کہ ۷۱۱ھ مین خواجہ سعد الدین محمد کہ جس نے
سید تاج الدین ساوجی کو اغوا کر کر برانگیختہ کیا تھا عہدہ وزارت سے معزول ہوا اور
سید تاج الدین جسکے افعال قبیحہ اوسکے دعوی سیادت کے بطلان پر دلالت کرتے ہین اونہین
ایام مین قید مصادرہ و مواخذہ مین مبتلا ہوا اور حضور مین قاضی القضاۃ ممالک و سادات
علما کے ثابت ہوا کہ اوس شریر نے تیس ہزار دینار سے زیادہ کا مال مشاہد ائمہ معصومین کے
نقیبون اور تمام شریف مسلمانونکا بذریعہ غصب و جبر چھین لیا تھا یہانتک کہ تاج الدین کو
کنارہ دریا پر لیجا کر ضربات پے درپے لگا کر قتل کیا اور جسوقت کہ فرمانروائی بغداد و عراق کے
سلطان احمد جسکا لقب جلائر تھا تعلق رکھتے تھے میر تیمور گورکان صاحب قران ۷۹۵ھ مین
داخل بغداد ہوا اور سلطان احمد بروایت صاحب حبیب السیر نہایت عجلت سے بے تعداد
نقدی اور نفیس اجناس بار کر کر بھاگ گیا اور امرا لشکر قیامت اثر صاحبقرانی اوسکے تعاقب
مین یلغار روانہ ہوئے یہانتک کہ دشت کربلا مین ملاقات ہوئی اور نوبت محاربت کی تیر و
کمان سے پہونچی آخر سلطان احمد جلائر نقدی و مال چھوڑ کر بھاگ گیا اور امرا امیر تیمور مظفر
و منصور مع غنیمت غیر محصور جنگ سے مراجعت کر کر شرف طواف روضہ کعبہ احترام حضرت
امام عالیمقام مقبول ملک علام امام حسین علیہ السلام سے مشرف ہوئے یہ خلاصہ اوسکا ہے
اور جوہری صاحب طوفان البکا نے وارد ہونا امیر تیمور کا ملک عراق و شام مین اور زیارت کرنا
اونکا کربلا و نجف اشرف مین اور پیادہ پا جانا اونکا اور منع کرنا وزرا کا پیادہ چلنے سے اور اونکا

قرآن مین فال دیکھنا اور آیہ فاخلع نعلیک کا برآمد ہونا مفصل لکھا ہے حتے کہ امیر تیمور کا فائز ہونا
ارض مقدس وروضہ اقدس امام حسین سے اور تبرکات لانا اونکا اور جاری کرنا تعزیہ داری اسکا
ممالک مین خاصکر ہندوستان مین زبانزد پیر و جوان ہے اور اسی مرتبہ واقعہ عظیم تاراجی اہل کوفہ
اور بیخ و بن سے کھدنا اوس شہر کا بوجہ سرداران متعصبین آل آذر و انیس کے ہاتھ سے امیر کبیر
تیمور کے ایسا ظہور مین آیا کہ بعد اوسکے ابتک اوس جگہ بجز ویرانی کے آبادی کی صورت
نظر نہین آتی اور ابھی تک گری ہوئی عمارت سے اینٹین نکالتے ہین اور اطراف مین لیجاتے ہین
کہ وہ سب مکانات اعدائے دین خیر المرسلین کے تھے اور انشاء اللہ عنقریب زمانہ ہو کہ بعد
معدوم ہونے اونکی عمارت او مکان وجو ہوئے اونکے نام ونشان کے بار دیگر سامان تجدید
آبادی اس شہر مقدس کی عہد عدالت مہد حضرت صاحب الامر علیہ السلام مین ہوتا ہے کہ
دار الخلافہ اون حضرت کا ہوگا کما ہو ماثور اور تاریخ فرشتہ مین مقامات مختلف پر مذکور ہے
کہ ان صدیو نمین سلاطین بھمنیہ دکن نے مال فراوان اور اسباب بیکران ملکہ جہان و احمد شاہ
سلطان کا واسطے زائران وخادمان کربلاے معلے و نجف اشرف کے بھیجا اور ذکر اونکا دسوین
صدی مین مفصل لکھا جاویگا اور ناصر الدین کربلائی منجملہ درباریان سلطان ممدوح تھے پس
کربلائی ہونا اونکا آبادی کربلا پر دلالت کرتا ہے اگرچہ بمقدار چھوٹے قریہ کے ہو اور نوین صدی
مین اس ارض مقدس کربلا مین شیخ جمال الدین ابو العباس احمد بن شمس الدین محمد بن
فہد الحلی الاسدی جنہون نے ۸۴۱ھ مین وفات پائی اور فاضل فقیہ مجتہد زاہد وعابد
پرہیزگار تقی نقی صاحب شریعت وکرامت تھے اقامت رکھتے تھے اور سنا گیا ہے کہ جناب شیخ
بمقتضای احتیاط حرمت حرم کربلا قضای حاجت اوس ارض مقدس مین نکرتے تھے
بلکہ ایک مشک رکھتے تھے کہ قضاے حاجت بول وبراز اوسمین کرتے تھے اور خود اس مشک کو
حدود کربلا سے باہر لیجاتے تھے کرامت شیخ ممدوح کی مشہور ہے کہ یہودی خدمت شیخ موصوف
[illegible] حرم روضہ مین حاضر ہوئی اور جنکی حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے یعنے علماء میری امت

مثل انبیاء بنی اسرائیل کے ہین پوچھی شیخ نے فرمایا کہ اوسکے معنے اوسکے الفاظ سے ظاہر
ہین اوہنون نے کہا کہ حضرت موسے پیغمبر بنی اسرائیل صاحب معجزات تھے عصا کو اژدہا
کرتے تھے علماء اسلام مین اونکی مثل کون ہے شیخ نے اوسی حالت سادگی مین کہ ایک رسا
سر پر اور اونکی رسی بجاے پٹکہ کے کمر مین اور تہوڑی خرما کی ہاتھہ مین رکھتے تھے اوس
چوب دستی کو فوراً زمین پر ڈالدیا کہ افعی ہوگیا پس فرمایا کہ یہی معنی علماء امتی کانبیاء
بنی اسرائیل کے ہین یہودی حیران رہگئے اور اسی صدی مین صاحب فصول المہمہ نور الدین
علے بن محمد بن الصباغ المالکی المکی کہ ۸۵۵ھ مین کہ اس دار طال سے انتقال فرمایا
بعد ذکر مقتل امام حسین کے فرماتے ہین وکان الیوم الذی قتل فیہ الحسین علیہ السلام
یوم الجمعۃ عاشر محرم سنہ ۶۱ من الہجرۃ ودفن بالطف بارض کربلا من العراق
ومشہدہ بہا معروف یزار من جمیع الآفاق والجہات یعنے جسروز امام حسین
علیہ السلام قتل ہوے جمعہ کا دن تہا اور دسوین محرم سنہ ۶۱ھ کے تہے اور طف مین کربلاے عراق مین
دفن ہوے اور مشہد اونکا معروف ہے اور دنیا کی ہر سمت سے اونکی زیارت کو آتے ہین
پس اس عبارت سے بہی ظاہر ہوتا ہے کہ اس صدی مین بہی کثرت زائرین آفاق کی
ہر جانب سے تہے مگر مجہے حیرت ہوتی ہے کہ اس زمانہ مین زمین کربلا بے آب وگیاہ تہے
تو مجاورین و زائرین آب و دانہ کہانسے بہم پہونچاتے تھے اور کیونکر بسر کرتے تہے اور
کیسی جگہ حالات آبادی و عمارت اس زمانہ تک بجز ایک دو نام خصوصاً چند
نقیبہ و خدام ارجمند کے دیکہ نہین گئے اور اسیطرح اور اوائل دسوین صدی ہجری
حضرت ... کہ سنہ ۹۱۴ھ تہے جب شاہ اسمعیل صفوی اعلے اللہ مقامہ زیارت
روضہ مقدسہ سے مشرف ہوئے تو تجدید و توسیع اور ترفیع عمارت عتبات مقدسہ
امام حسین و حضرت عباس و حضرت حر ریاحی مہمان شہید کربلا کے کی اور فروش گران بہا
نذر کئے اور خدام ... نوازش فرمائی اور زائرین وجملہ حاضرین کو طعام تقسیم کرنیسے

ثواب اُخروی حاصل فرماتے چنانچہ حبیب السیر مین مذکور ہے ۲۵ رجادی الآخر سنہ ۹۱۴ھ
کے دوسرے دن قصد طواف عتبہ عالیہ حائر کا کر کر تشت کربلا کیطرف روانہ ہوا اور بعد
اوس مشہد عطرسا و مرقد جنت آسا مین پہونچنے کے شرائط زیارت جیسے کہ چاہئے بجالایا
اور روے نیاز اوس خاک پاک پر رکہا اور اوس روضہ جنت نشان کے مجاورون کو
عطاے انعامات بیکران و بیشی نذر و نیاز فراوان سے مسرور و شادمان کیا اور نفیس
پارچہ زربفت سے قبر پوش تیار کر کر صندوق تربت جنت مرتبت کو پہنایا اور اطراف کو
اوس مطاف معتکفان حرم اقدس کے پردہ ہاے زرنگار سے جنہر نقش و نگار بدائع آثار منقش
تہے زیب و زینت دی اور بارہ قندیل طلائی جو ہر ایک مثل شعلۂ آفتاب کے روشن و قبۂ
عرش فرسا پر نور افگن تہین تیار ہائین اور صحن اوس گنبد فیض آئین کا گلیمہای ابریشمین سے
نقل سپہر برین کے مزین کیا اور زمین اوس منزل فردوس قرین کی فرزگان اخلاص سے صاف کر کر
نیا فرش بچہایا اور وقت طعام خوان سالار اوس آستان سلطنت آشیان کے طرح طرح کے
حلوی و طعام کثیر اس مقدار سے حاضر لائے کہ تمام زوار ان و مجاوران روضہ جنت نشان
اوس سے محظوظ و بہرہ ور ہوی اور بچا ہوا اپنے گہر و نکر لیگئے اور ایکشب بادشاہ حسینی
نسب نے مرقد مین معتکف رہکر دوسرے روز وہان سے مراجعت فرمائی اور بعد ذکر طواف
و زیارت نجف اشرف و کاظمین شریفین و عسکریین معظمین کے و نذر و نیاز و بخشش و عطاسادات
ذوی الاحترام و مجاوران نیک انجام و خدام عالیمقام کو ان مشہدین مقدسین کی لکہتے ہین
کہ دوبارہ رواج و رونق عتبات ائمہ معصومین سلام اللہ علیہم اجمعین مین مشغول ہوا اور اون
چہار روضہ کعبہ مرتبہ مین سے ہر ایک کے لئے نقارہ در اتہہ مقرر کیا اور فرمایا کہ نجاران ہنرمند
و صندساں خاتم بند اطراف ممالک محروسہ سے بغداد مین جمع ہو کر چہار صندوق منقش نقوش
اسلامی و ختائی سے نہایت تکلف و زیبائی کے ساتہہ ترتیب دین اور صندوقہای قدیم کو

خادم بیگ لقب تہا اونکی کنیت ابو المنصور اور لقب خلیفۃ الخلفاء مقرر کیا اور از سر نو حکومت
عراق عرب بشمول مہمات مزارات ائمہ کرام علیہم السلام اونکی تفویض کی لنتھٰے اور سید نعمت اللہ
جزائری علے ما نقل عنہ رضی اللہ عنہ بعض ثقات سے لکہتے ہین کہ شاہ اسمٰعیل جسوقت
شرف زیارت عتبہ عالیہ حضرت حر ریاحی سے مشرف ہوئے توکسیوجہسے مرقد منور اونکا کہودا
دیکہا کہ جسم حر شہید ابتک بدستور ہے گویا کہ سو رہے ہین اور رومال اونکے سر پر بندہا ہی ہمین
کہ رومال کہولا خون زخم سر سے جاری ہوا فوراً اوسپر باندہ دیا اور جو خطرے کہ بادشاہ کے
دلمین حضرت حر کیطرف سے عارض ہوگئے تہے حسن عقیدت سے مبدل ہوئے اوسوقت
حکم فرمایا کہ قرار پر روضہ مبارکہ تیار کرین پس یہ تعمیر اوسیوقت کی ہے لیکن ان اطراف مین یہ
مشہور ہے کہ امیر تیمور لنگ کو بشارت ہوئی تہی کہ نصف رومال حر کے سر سے کہول لین اس
سبب سے امیر صاحبقران نے قبر اونحضرت کی کہودی اور یہی واقعہ پیش آیا کہ بروقت کہولنے
رومال کے خون تازہ اونکے سر سے جاری ہوا فوراً رومال چاک کرکر نصف سر پر باندہ دیا اور
بقیہ رومال تبرکات مین لے آئے واللہ یعلم اور شاہ اسمٰعیل نے روضہ کاظمین شریفین بہی از سر نو
تیار کیا اور تجدید و ترمیم عتبات عالیات نجف وکربلا کی فرمائی اور تمام عہد دولت شاہ اسمٰعیل
ممدوح مین باوجودیکہ کامل اقتدار آفاق و تسلط عراق ہو چشمہ آب واسطے باشندگان اس مقام
فلک احتشام کے کہ آثار شہریت اوس سے ہوتے جاری نہین ہوا یہانتک کہ سلیمان اول کی
نسبت رومی سلطنت کے شاہ طہماسپ سے ممالک کردستان و تبریز و عراق عرب پر جنگ ہوئی
اور سلطان خود ان محاربات عراق مین حاضر جنگ تہا اور ان ایام مین شرف آستان بوسی
روضہ مقدسہ امام حسین سے مشرف ہوا اور فرمائش موٴمن دو درویش سے نہر سلیمانیہ
بنا ہوئی چنانچہ ذکر اوسکا مفصل لکہا جاتا ہے۔ زبان زد خاص و عام اسطرح ہے کہ سلیمان اعظم
موصوف کو وہی زمانہ مین کہ عراق عرب پر براے چندمدت تسلط ہوا تہا کوئی امر متعلق اوس
مملکت کے پیش آیا او وزیر کو اپنے جو شیعہ مذہب تہا بہیجا اور اوس سے بہت انس رکہتا تہا

اسیوجہ سے روزانہ زائچہ منجمین و اہل رمل سے احوال وزیر کا معلوم کرتا تھا کہ کہان ٹھہرا اور
اب کہانکو گیا ایک روز منجم نے زائچہ سے تبلایا کہ وزیر بغداد سے بہشت برین مین گیا سلطان نے
یہ خبر سنکر جانا کہ وزیر نے وفات پائی بہت غمگین ہوا اور پہر تکلیف زائچہ کشتی کی نہ فرمائی جب
وزیر نے معاودت کی حاضر دربار ہوا سلطان نے بہت متعجب ہو کر دریافت فرمایا کہ تبلاؤ بغداد سے
تم کہان گئے تہے تاکہ تردد ما بدولت کا رفع ہو وزیر نے حال واقعہ التماس کیا کہ مین کربلاے معلے
مین واسطے زیارت روضہ سبط محمد مصطفے سرور دوسرا کے حاضر ہوا تہا اور کربلا فرقہ حق کے
نزدیک دنیا مین بہشت برین ہے ۔ اور تمام واقعہ شہادت و حال مظلومیت فرزند شاہ ولایت
و سبط خاتم النبوت بیان کیا سلطان بعد سننے اس واقعہ جانگزا کے بہت متاثر ہوا اور بعد فراہمی
سامان سفر بطور سیاحت عراق کیطرف کوچ کیا اور زیارت عتبہ عالیہ کربلاے معلے سے مشرف ہوا
اوسوقت ایک درویش مسمے مومن دوا مقبول بارگاہ اوسجگہ جہان اب ایوان خیمہ گاہ ہے
اقامت گزین اور گوشہ نشین تہے اور ایک مختصر خام مکان اوس جلسے مقدس مین اپنی سکونت
کیلئے ترتیب دیا تہا اور دو درخت خرما اور ایک روایت مین ٹبرے درخت خوشبودار لگائے تہے
اور روزانہ ایک مشک آب فرات سے لاتے تہے اور اوسکا نصف پانی درختونکو دیتے تہے
اور نصف اپنے خورد و نوش مین صرف کرتے تہے سلطان اون درختونکو شاداب دیکھکر متعجب ہوا
کہ اس مقام بے آب مین یہ درخت سرسبز و شاداب کیسے ہین بعد دریافت حال پرسش
درویش کی فرمائی لیکن فقیر مستغنی نے بمقتضاے قناعت و ترک دنیا کہا کہ مین بادشاہ دوجہانکی
مجاورت مین بسر کرتا ہون کسی کی حاجت نہین رکہتا سلطان کو یہ بات اونکی ناگوار ہوئی اور
فقیر کی حقارت کی اور سومزاجی فرمائی اور اپنے لشکر کو لاکر قریب ارض مقدس کربلا کے نزول
فرمایا چنانچہ ابتک اوس منزل سلطانیہ کو سلیمانیہ کہتے ہین رات کو خواب مین بادشاہ نے
دیکہا کہ سید الشہدا براہ خفگی و ناخوشی بعوض تحقیر درویش کے سرزنش فرماتے ہین اور بادشاہ کا دم
بند ہو گیا اور فوراً خوف و ہراس سے بیدار ہوا اور اوسیوقت نخب مین بیٹھا ہوا بارگاہ ہی درویش کی

خدمت مین آیا اور بعد عذر خواہی کے منت و اصرار فرمایا کہ مجھ سے کچھ چاہو کہ مین اوسے پورا کرون
درویش نے صاف انکار کیا آخر کار وزیر کے اشارہ پر راضی ہوئے اور کہا کہ مین چاہتا ہون کہ پانی
یہان جاری ہو جائے سلطان نے وزیر اعظم کو حکم دیا کہ ما بدولت نجف اشرف کو جاتے ہین واپسی
کے دن تک نہر یہان جاری ہو جاوے وزیر نہر کھودنے کے اہتمام مین مصروف ہوا اور قبایل عرب
مین اشتہار دیا ہی نہر کا دیدیا کہ فرات سے کربلا تک بقدر عرض نہر کے روپیہ بچھا دیئے ہین فرد در
جسقدر زمین کھودینگے اوسیقدر زمین کے بچھے ہوئے روپیہ اونکی اجرت ہے جوق جوق مزدور جمع ہوئے
اور کھودنے لگے تھے کہ نہر مرتب کر لی لیکن حرم کیجانب تھوڑی جگہ رقبہ نہر کے کھودنے سے باقی
رہگئی تھی کہ یوم ہو عود و اپسی سلطان کا آگیا وزیر پریشان ہوا اگر کوئی چارہ ختم کام کا نہ پایا آخر
درویش نے اوسکی تسکین فرمائی کہ سلطان کے آنے تک نہر تیار ہو جائیگی اور یہی پیش آیا کہ سلطان
کو وہان توقف ہو گیا اور تا یوم ختم کام تیاری نہر معاودت نہ فرمائی اور سلطان اوسوقت
تشریف لایا کہ نہر مرتب ہو چکی تھی کہتے ہین کہ زمین ساحل نہر کی جب کدال سے کشادہ کیگئی
تا کہ پانی نہر مین جاری ہو جاوے لیکن پانی نہ آیا اور بلا کسی روک کے ٹھہر رہا تمام خلایق جو اوسوقت
وہان تماشے کے لیے حاضر تھی حیران رہی اور سلطان وارکان دولت کمال حیرت سے غمناک
ہوئے اہل اللہ نے یہ حال عجیب ملاحظہ کر کر سلطان سے عرض کیا کہ آب فرات شہدائے کربلا سے
حیا کرتا ہے کہ وقت شہادت وہین جاری تھا اور وہ حضرات بالب تشنہ شہید ہوئے سلطان نے
یہ بیان سنکر وزیر اعظم کی عرضداشت پر طعام مساکین کو اور صدقہ مستحقین کو تقسیم فرمایا
اور سب رات کو سو رہے ناگاہ بنصف شب مین پانی مثل توپ کی آواز کے جاری ہوا سب لوگ
خوف سے اوس آواز کے بیدار ہوئے اور دیکھا کہ نہر جاری ہو گئی ہے سلطان نے بار دگر
شکرانہ مین پانی کے جاری ہونے کے فقرا و مساکین اور مستحقین کو بخششین فرمائین یہ واقعہ
اجرائے نہر کا ۹۵۷ھ مین ظہور مین آیا چنانچہ تاریخ تیاری نہر روان ہونے پانی کی اس
مصرع تاریخی مین ہے ع آب روان شد بکربلائے حسین یہ اور وہ نہر اب تک نہر سلیمانیہ کے

نام سے مشہور ہے اور قبر منور مومن دوا درویش کی ایک حجرہ مین حرم کے بجانب جنوب ہے
اور اب تک معمول ہے کہ اول چراغ قبر مومن دوا پر روشن کرتے ہین اور اوس چراغ سے
روشنی لیکر اور چراغونکو روضۂ مطہر کے منور کرتے ہین اور اس روایت سے کیفیت صاحب
حزن المومنین نے بہی نقل فرمائی ہے اور صاحب بحور الغمہ نے اوس سے اثر مشہور مجلس
مین روایت کی ہے لیکن قدرے اہمال و اجمال و خبط کو کام مین لاے ہین کیونکہ عنوان مین
حکایت سلطان روم سے ابتدا فرمائی ہے اور اوسکے اخیر مین کتاب طوفان البکا سے
لکہتے ہین کہ یہ بادشاہ امیر تیمور تہا حالانکہ زمانہ امیر تیمور کا قبل اس سنہ ۹۵۵ھ کے سنہ ۷۹۵ھ
مین گذرا ہے جیسا کہ اوسکا بیان اوپر گذرا اور تیاری نہر کی شہادت مصرعہ تاریخی سے
سنہ ۹۵۷ھ مین معلوم ہوتی ہی اور واقعہ مومن دوا کا سلطان روم سے پیش آیا ہے نہ زمانہ
سابق مین عہد امیر تیمور مین مگر یہ کہ روایت پیادہ پا چلنے امیر تیمور کے نجف اشرف کو اور
اونکا فال دیکہنا اور آیہ فاخلع نعلیک کا برامد ہونا ضمن روایت مومن دوا درویش
مین نقل فرمایا ہے اور اس حکایت امیر تیمور کو طوفان البکا مین دیکہکر مغالطہ کہایا ہے اور
اسی بنا پر لکہا ہے کہ وہ بادشاہ روم امیر تیمور گورکان تہا واللہ یعلم - اور جو کہ بعض اہل قلم
اصلاح رقم نے حال مین ملک عراق کے شنیدہ خبر پر اعتبار کر کر بلا رجوع کتب سیر و اخبار
قدیمہ و جدیدہ یہ نتیجہ نکالا ہے کہ سلطان سلیم کو مہم عراق پیش آئی اوسکے وزیر نے بعد فتح مہم حالات
ارض مقدس کربلا اوسپر ظاہر کئے اور سلطان یہان آیا اور بفرمائش مومن دوا سنہ ۹۱۸ھ
مین نہر کہدوائی پس یہ بہی امر واقعی کی خلاف ہے کیونکہ سلطان سلیم اول سنہ ۹۱۸ھ مین
تخت نشین ہوا اور سنہ ۹۲۶ھ مین وفات پائی اور اوسکے عہد مین ملک عراق قبضۂ اقتدار
شاہ ایران کے تہا اور کوئی مہم عراق کی اوسکے عہد مین پیش نہین آئی کہ اوسکے وزیر نے
فتح کی ہو البتہ بعد اوسکے سلطان سلیمان خان سنہ ۹۲۶ھ مین تخت سلطنت پر بیٹہا اور
ملک عراق اپنے تصرف مین لایا اور سنہ ۹۷۴ھ مین انتقال فرمایا اور مصرعہ تاریخی —
ع

آب روان شد بکربلاے حسین علیہ السلام بہی مؤید اسی معنی کا ہے کہ سلطان سلیمان نے نہر کہودی جیسا کہ اوپر
بیان ہوا اور اتہک نوح کربلاے معلی مین فرودگاہ سلطان سلیمان بنام سلیمانیہ مشہور ہے سلطان
سلیم کیوجہ سے سلیمیہ نام نہین ہوا اور تسلط شاہ اسمٰعیل کا عراق پر ۹۱۴ھ سے حبیب السیر مین مذکور ہے
اور ملک عراق کو اوس سے ۹۳۰ھ تک کے اوسکی وفات کا سال ہے کسینے نہین لیا اور ورود
سلطان سلیم کا ۹۱۸ھ مین یا اوس سے قبل یا بعد کتب سیر مین مذکور نہین ہے اور اسیطرح بعض
اہل خبر نے احقر سے کربلاے معلی مین نقل فرمائی کہ مومن دو اوادی کربلا مین اوسوقت پہونچے تہے
کہ آثار بہی تربت وضریح وروضہ وبارگاہ حرم اقدس کے نہین تہے اور وہ درویش بیچ محاذہ صحن اقدس
مین قریب مرقد انور کے سوتے تہے خواب مین دیکہا کہ حضرت علیہ السلام فرماتے ہین کہ دس قدم تیرے
سرہانے سے اوپر میرے جگہ ہے بعض اہل خبر کا یہی قول ہے کہ اوسوقت سے درویش ممدوح نے
بقعہ مبارکہ مین اپنا قیام اختیار کیا اور ایک خام مکان قریب اوسجگہ کے جہان اب خیمہ گاہ ہے
مرتب فرمایا الخ یہ روایت پایہ صحت سے معرا ہے کیونکہ مومن دو اگروہ ہی درویش ہین جو نہر
سلیمانیہ کی تیاری کے باعث ہوئے اونکا وجود ۹۵۵ھ مین پایا جاتا ہے اور قبل اسکے دریافت
ہو چکا ہے کہ چہٹی صدی مین آثار آبادی کربلا کے پیدا ہوئے اور شاہ اسمٰعیل صفوی کا وارد ہونا کہ
ابہی ذکر کیا گیا مجبر صحیح ہے کہ ۹۱۴ھ مین ظہور عمارت روضہ وصورت آبادی کربلا پورے طور پر
بقدر مقدریہ تہے غرضکہ صورت مستقل آبادی اور عمارت وسکونت کی اسی ۹۵۵ھ سے قائم
ہوئی اور قبل اسکے سوا مجاورت وزیارت کے صورت اقامت زائرین اور درس وتدریس علما مومنین
[illegible] نہین ہوتی بلکہ بعد جاری ہونے اس نہر کے سلسلہ درس جاری ہوا اور وہی باعث
عمارت وآبادی مردمان ہے چنانچہ کتاب لؤلؤۃ البحرین مین ذکر شیخ محمد بن شیخ حسن صاحب حواشی استبصار
اور معالم بیٹے محمد صاحب المدارک مین مذکور ہے ثم سافر الی العراق خوفاً من اہل
النفاق وعداوۃ اہل الشقاق وبقی مدۃ فی کربلا مشتغلا بالتدریس انتہی
بقدر الحاجۃ یعنی پہر مینے عراق کیطرف سفر کیا خوف اہل نفاق وعداوت اہل شقاق سے

اور باقی مدت کربلا مین [illegible] اور علوم [illegible] مسطور ہے

شیخ محمد نے مدت دراز تک کربلاے معلے مین قیام کیا اور جماعت عرب و عجم نے اونکی خدمت مین علوم خصوصًا فقہ و
اصول پڑہی اور کربلاے معلے مین ایکروز بالاے بام نماز مین مشغول تہے ناگاہ ایک شخص نے تیر اونکی طرف پہینکا اور وہ تیر
اونکے سینہ سے ملا ہوا گذر گیا اور حقتعالی نے اونہین اوس سے محفوظ رکہا ولادت اونکی ۱۱۵۰ھ مین اور وفات
اونکی مکہ معظمہ مین ۱۲۳۰ھ مین واقع ہوئی پس اس زمانہ مین جو قصر و بام اور درس و تدریس و قیام خاص و عام
نظر آتا ہے گویا کہ شہر و آبادی و عمارت بطور شہر کے اس تیرہوین صدی مین بعد جاری ہونے نہر سلیمانی کے
کربلاے معلے مین پائی جاتی ہے جیسا کہ سابق مین اسکا ذکر کیا گیا اور شاہ اسمعیل صفوی کے عہد مین عراق و عتبات
عالیات مین اور یوسف عادل شاہ نے ملک دکن مین اسی نوین صدی کے شروع مین خطبہ بنام ائمہ اثنا عشر رائج کیا اور
برہان نظام شاہ نے مبلغ کثیر کربلا و نجف اشرف کو وہانکے زائرین و مستحقین کے لیے بہیجا اور برہان نظام شاہ
وہ سلطان تہا جسنے ہاتہہ پر شاہ طاہر کے بتقریب ہانی اور اوس حضرت کے خاندان سے وہ لوگ ہوے کہ
زمین ہند سے اول اونکی نعشین بعد شاہ طاہر کے کربلاے معلے مین بہیجا گئین
دفن کیگئین کہ ۹۵۶ھ مین نعش شاہ طاہر کی دکن سے لیگئے اور اندرون روضہ قریب
ترہے ظل الرحمۃ کے ڈیڑہ گز کے فاصلہ پر دفن کی اور ۹۶۱ھ مین نعشین احمد نظام شاہ و برہان
نظام شاہ کی ایکبار لیجا کر بیرون قبہ مبارکہ ایک درعہ کے فاصلہ پر مدفون کین اور ۹۹۱ھ
مین نعش مرتضی نظام شاہ کی خاک شفا کی سپرد کی اور سلاطین بہمنیہ دکن سے اعانت
سادات و خدام کی اس زمانہ سے پہلے بہی ہوتی رہی چنانچہ ملکہ جہان مادر محمد شاہ بہمنی نے
۷۶۳ھ کے دور انمین مال و اسباب کثیر نجف اشرف و کربلاے معلے کو واسطے زائران و خادمان
کے بہیجکر ثواب اخروی فراہم کیا اور بعد اسکے سلطان احمد شاہ نے ۸۳۶ھ مین واسطے
سادات و خدام و زائرین عظام کی معرفت ناصر الدین کربلائی کی تیس ہزار تنکہ روانہ کئے
اور پانچ ہزار تنکہ ان کربلائی کو بخشے (بروے تاریخ فرشتہ) اور اس صدی مین شیخ ابراہیم
بن سلیمان القطیفی الحائری فاضل پرہیزگار منجملہ علماے مقدسین کربلا کے تہے کہ امام الحجۃ سلام

علیہین اللہ رب العزۃ بصورت ایک شخص کے کہ شیخ اوسکو پہچانتے تھے آئے اور فرمایا
کہ قرآن مجید مین کون آیت بہت بڑا وعظ ہے شیخ نے یہ آیت پڑہی ان الذین یلحدون
فی ایاتنا لا یخفون علینا افمن یلقی فی النار خیر ام من یاتی امنا یوم
القیمۃ اعملوا ما شئتم انہ بما تعملون بصیر ۃ یعنے ہر آئنہ وہ لوگ
کہ جو اللہ کی نشانیون سے انکار کرتے ہین وہ ہمپر پوشیدہ نہین ہین آیا وہ شخص کہ جو
آگ مین ڈالا جاوے بہتر ہے یا وہ شخص کہ یوم قیامت کے امن کے ساتھ آوے عمل کرو
تم جو چاہو ہر آئنہ خداوند تعالے جو کچھ کہ کرتے ہو دیکھنے والا ہے امام الحجۃ علیہ السلام
فرمایا انتہی تمنے سچ کہا اور باہر چلے گئے شیخ نے گھر والونسے دریافت کیا کہ فلان شخص یہانسے
باہر گیا ہے اونہون نے کہا کہ ہمنے کسیکو نہین دیکھا کہ آیا ہو یا گیا ہو انتہے اور شیخ موصوف
مشہد حائری وغیرہ مین مقیم رہے شاہ طہماسپ بادشاہ ایران نے کہ اوس زمانہ مین
ملک عراق اونکے قلمرو مین داخل ہوا تہا جائزہ شیخ کی خدمت مین بہیجا لیکن اون جنابنے
بوجہ دور کردینے خواہش دنیوی کے واپس فرمایا اور آخر مین اس دسوین صدی کی ایک تاجر کا
غلام اپنے آقا سے برگشتہ ہو کر کربلا مین پناہ گزین ہوا اور گلدستہ اذان کہ صحن حرم مین
روضہ مقدسہ سے جانب شرق واقع ہے تعمیر کیا تاریخ اوسکی تعمیر کی (انگشت یار ہے ہے
کہ سنہ ۹۸۲ نکلتے ہین اور اسقدر تیاری عمارات و اجتماع مکانات و آبادی اس صدی مین
بوجہ تسلط و فرمانروائی شاہان ایران کے روز افزون ہوئی ہے اور گیارہوین صدی ہجری
نبوی مین عہد دولت شاہ عباس صفوی کا تہا اور ملک عراق سلطنت ترک سے نکالکر اپنے
زیر نگین رکھتا تہا کہتے ہین کہ تعمیر روضہ جات رنگ جات مین چینی اینٹونکا ایجاد شاہ
موصوف کا ہے اور خشت مذکور اوس زمانہ سے اب تک عمارت و مرمت روضہ ہاے
مقدسہ کربلا سے معلے و نجف اشرف و کاظمین شریفین وغیرہ کے کام مین آتے ہین اور
بعد شاہ مرحوم کے ملک عراق عرب خصوصا بغداد اور نواح اوسکا بوجہ صدمات محاربات

سلطان مراد خان کے شاہ ایران کے ساتھہ آدمیون سے خالی اور سب خراب و ویران ہو گیا
بلکہ ۱۰۳۳ھ سے ۱۰۴۸ھ تک پیہم کارزار جاری رہا اور بہت سی جانین شیعیان ایران و عراق
و سنیان روم و بغداد کے قتل سے تلف ہوئین تب بہی عراق عرب اس مدت مین قبضہ
سلطنت شاہ ایران مین قایم رہا اور دوران ۱۰۴۱ھ مین انہین ایام جنگ مین شاہ صفی
صفوی کہ ۱۰۳۹ھ مین خلعت نیابت جسم مین پہنکر اور تاج کیانی سر پر رکہکر ایران سے آکر
آستانہ بوس روضہ رشک فردوس ہوا اور عالیجناب سید محمد باقر داماد استرآبادی اعلی اللہ
مقامہ ہمراہ شاہ شریعت پناہ تہے اور نجف اشرف مین زیارت سے مشرف ہوکر ۱۰۴۱ھ مین
داعی حق کو لبیک کہا یعنے انتقال فرمایا جیسا کہ تذکرہ شیخ علی حزین مین مذکور ہے اور ورود
شاہان و حاضری حکمرانان گیہان سے رجوع مردمان کا اس جانب یعنے عراق عرب کی جانب زیارتاً
اور سکونتاً ترقی پر تہا کہ ۱۶۳۸ع مطابق ۱۰۴۸ھ کے دوران مین سلطان مراد خان نے دوبارہ
ملک عراق پر حملہ کیا اور اس جنگ مین سلطان بذات خود شریک ہوا اور شکستین کہائین
اور جنگ مغلوبہ مین پس پا ہوا آخر ۲۴ دسمبر ۱۶۳۸ع کو سلطان بغداد اور اوسکے حوالی پر
مسلط ہو گیا اور چند ماہ بغداد مین قیام فرمایا لیکن یہ دریافت نہین ہوا کہ زیارت کربلا و نجف
کے واسطے زیارت کاظمین شریفین کے بہی گیا اور بارہوین صدی مین جب نقارہ سلطنت
نادری کے بجنے کی نوبت پہونچی اور تاجداران روم و ایران و ہند و توران سبنے سر اطاعت
جہکایا اور کوکبہ نادری نے طرف حجاز و عراق عرب کے بہ نیت طواف حرمین شریفین و شرفیابی
عتبات عالیات نجف و کربلا و کاظمین رخ کیا لشکریون نے اوسکے بغداد مین پہونچکر مرقد و لیسے
حضرات بزرگوار اونکے امام کوفی اور سادات کے غوث بغدادی کے کمال بیباکی سے پیش آئے دونو
روضونکو ناپاک کیا اور کوئی اونکا پرسان حال نہ تہا مقتضاے نفاق حکم جہاد دیا دفع کرنے اون لوگونکو
ہوا اون اوقات مین نادر شاہ نے بعد حصول زیارت عتبات ائمہ معصومین شہر حلہ نجف اشرف
مین علماء عامہ کو اسلامبول و بخارا وغیرہ و اوسکے تحقیق مذہب حق کے جمع کیا لیکن

ہیبت نادری کے سامنے اونکے نزدیک کوئی امر سوا مسئلہ تقیہ کے محقق نہوا اور کسیکو ان تمام
علمائے تاب اظہار کسی چیز کی اپنے معتقدات سے نہوئے اور جو کچھ سید عبد اللہ بن سید نور اللہ
بن سید نعمت اللہ جزائری مجتہد شیعہ نے ثابت فرمایا سب اونکو بروے مصلحت تسلیم کرنا پڑا
اور آخر مین اس صدی کے کثرت قیام و سکونت علماء اعلام کی بہی کربلا مین ہوئی لیکن وبا
قسطنطنیہ اسلامبول سے ممالک عراق و شام مین پہونچی اور تمام حدود کو گہیر لیا اور عتبات
عالیہ مین بہی ۱۱۸۶ھ مین نازل ہوئی چنانچہ بغداد مین کہ بہت بڑا شہر عراق کا ہے اول
روز ستر ہزار آدمی طاعون سے مرے اور دوسرے اور تیسرے دن شمار بہی نہو سکا
اور اسیطرح کربلاے معلے مین اس وباے طاعون نے تمام مکانات صغیر و کبیر خالی کردیے
مگر چند آدمی کہ وبا کی وجہ سے بہاگ گئے تہے یا اونکی اجل مین تاخیر تہی بچ رہے سید محمد
بن سید زینانی کہ اوباے روزگار سے تہے تاریخ اوسکی (الطاعون عظیم) فرمائی اور جب
طاعون قایم رہا کہ ۱۱۸۷ھ بہی داخل ہوگئی تو (الطاعون عظیم) تاریخ کہی جیسا کہ
نجوم السماء مین ترجمہ سید محمد شفیع رہ مین تحریر ہے اور اسی بلاے طاعون مین صاحب
لولوۃ البحرین نے ۱۱۸۶ھ مین رحلت اقامت اس جہان سے اوٹہایا اور پائین شہداء
کربلا دفن ہوئے غرضکہ یہ وباے سالتمام سبب ویرانی جمعیت انام ان ایام مین ہوئی
اور اسی زمانہ مین استاد الکل فی الکل الہادی الی خیر السبل آقا محمد باقر الاصبہانی
البہبہانی الحائری مجاورت عتبہ عالیہ حائریہ سے مشرف و ممتاز ہوئے اور وہ جناب
علوم دینیہ خصوصاً اصول فقہ کے پہیلانے اور تعصب کے دور کرنے اور فرقہ اخباریہ اور دیگر
چند فرقونکے انحراف مین بعد الف دوسری صدی کے مجدد ہوئے ہین جیسے کہ آخوند
ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمۃ مذہب ائمہ اثنا عشر کے زندہ کرنے اور طریقہ تصوف شنیع کے
مارنے مین مجدد الف ثانی ہین اور آقا بہبہانی نے قریب سو برس کے عمر پائی اور ۱۲۰۵ھ
مین پائین قبر ارات شہداء کربلاے معلے مدفون ہوئے اور قبل فائز ہونے اون جناب کے

عتبہ عالیہ حائریہ کربلا سے خطہ عراق مین فرقہ شیعہ اخباری المذہب کو غلبہ تہا اور فرقہ
اصولیہ سے بہت تعصب کرتے تہے پس برکت قدوم ان خاصہ ایزد قیوم سے ان شہرونکو
تعصب سے خالی کیا اور اونکے زمانہ سے تمام مسترشدین و علمار عابدین علم اصول حاصل
کرتے تہے اور درس و تدریس اوسکی فرماکر اکثر اونمین سے مرتبہ اجتہاد سے فائز ہوئے
لیکن اشاعت اصول فقہ مین اوسوقت سے اتنی افراط بعد تفریط سابق ہونے لگے
کہ اس زمانہ تک انتہا تحصیل علوم دینیہ کے اصول فقہ پر مقرر ہوئے اور درس علم حدیث
کا فرقہ شیعہ مین یک بخت عراق و ایران و ہندوستان سے متروک ہوگیا اور کتب
اصول فقہ تحقیق و تدقیق معقول و منقول سے تالیف ہوکر یوماً فیوماً جلوہ گر ہوتے ہین
اور روز بروز چہپتے ہین اور کتب اخبار و احادیث کمیاب ہین اور شرحین اونکی بالکل ہی
نایاب ہین اسوجہ سے کہو داخل درس نہین رکہین اور اسی سبب سے غیر قلمی اور ایرانی
ہاتہہ نہین آتین اور تیرہوین صدی مین کثرت علمار کبار اس دیار پر انوار مین ظاہر ہوئے
اور مردمان ایران و زائران ہندوستان وقتاً فوقتاً وہان قیام اختیار کرتے جاتے تہے اور
اس صدی مین حادثے اور فتنے پے در پے ہوئے منجملہ اونکے سنہ ۱۲۱۶ھ مین عہد سلطنت
سلطان محمود ثانی مین کہ جسنے حکومت روم کی سنہ ۱۲۰۳ھ مین حاصل کی تہی صوبہ بغداد نے
علم بغاوت بلند کیا اور ملک عراق مین بد انتظامی پہیل گئی ان ایام مین ساکنان حائر زیارت
خصوصی کو نجف اشرف کو گئے تہے اور شہر کو خالی چہوڑ گئے تہے فرقہ وہابیہ نے یا اصحاب
عبد اللہ بن مسعود نبیرہ عبد الوہاب نجدی سے کہ وہ سنہ ۱۲۳۴ھ مین سرکوبی رسم ہلکت الٰہی مصر سے
بحکم سلطان محمود اس جرم پر کہ حرم مدینہ منورہ مین عزم بالجزم روضہ مقدسہ کے انہدام کا
کیا تہا قتل ہوکر پیوند خاک ہوا تہا کمینگاہ سے اوٹہا اور خونریزی کو کربلا ئے معلے مین
عموماً مباح کردیا اور ضریح انور کو بمقتضائے اوسی عہد قدیم کے جفا مین خلفا جائرین کی
یاد دلاتا ہے اسی حملہ جفا خیز و ظلم انگیز مین منہدم و ہموار کردیا ورنہ اونکے واسطے اولاً قبہ

امام اعظمؒ و قبہ غوث اعظمؒ پر دست انہدام دراز کرنا لائق اور بہت مناسب جانا کہ بظاہر
جو اختلاف و تفاوت اس فرقۂ وہابیہ کو ہے وہ گروہ صوفیہ و فرقۂ مقلدین سے ہے
نہ ائمہ طاہرین سے مگر یہ کہ یقولون ما لیس فی قلوبہم یعنے جو اونکے دلوں میں نہیں ہوتا وہ
کہتے ہیں اور تعداد مقتولین کی اس حادثہ میں اسقدر تحقیق ہوئی ہے کہ کشت و خون نے
نمونہ جیحون دکھلا دیا پھر اسی سال حادثہ سنہ ۱۲۱۶ھ میں روضہ منورہ از سر نو تعمیر ہو کر
مطلا ہوا اور صحن حرم وسیع کیا گیا انتہی مترجم مختصر حال فرقہ وہابیہ و خرابی روضہ منورہ و اوسکی
تجدید تعمیر کا یہ ہے کہ عبد الوہاب نے عوام الناس کو جنکا مذہب معتزلی تھا اور عبد العزیز
رئیس درعیہ اور اوسکے بیٹے مسعود کو جو خارجی مذہب تھے اپنا مطیع کر کے حدود احسار
و عمان وغیرہما کو اپنے قبضہ اقتدار و تسلط میں لے آیا اور اس مقام درعیہ کو جو مابین
ملک نجد کے ہے دار الریاست اپنی قرار دی ممالک مذکور کے باشندوں نے اونکا مذہب اختیار کر لیا
کہ الناس علی دین ملوکہم مشہور ہے حتے کہ دو لاکھ فوج عبد الوہاب نے جمع کر لی سنہ ۱۲۱۶ھ
میں ۱۸ ذی الحجہ کو کربلائے معلی پر دست ظلم دراز کیا اور قریب ایکہزار مجاورین و متوطنین
کربلا کو قتل کر دیا اور نجف اشرف کو بھی تاراج کیا اور مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوا اور
سوای روضہ نبی صلعم کے روضہ جات بقیع غرقد کو منہدم کرا دیا جب اس سانحہ کی
خبر سلطان محمود خان کو پہونچی تو سلطان نے محمد علی پاشا والی مصر کو فرمان واجب الاذعان
مشعر سرکوبی عبد الوہاب وغیرہ بھیجا بطبق حکم سلطانی کے پاشا موصوف نے ابراہیم
پاشا کو معہ لشکر کثیر تعاقب میں عبد الوہاب کے طرف حجاز کے روانہ کیا و عبد الوہاب
معہ اپنے ہمراہیان کے آب شمشیر سلطانی سے غریق فنا ہو گیا اور جو مال و اسباب مکہ و مدینہ
و طائف و کربلا و نجف سے نجدیوں نے غارت کیا تھا بحکم سلطانی اونہیں عتبات کو
واپس بھیجا گیا اور سلطان محمود خان نے وہ تمام مزارات جو نجدیوں کی غارتگری سے خراب
و برباد ہو گئے تھے از سر نو تعمیر کی اور زر کثیر سلطانی اوسمیں صرف ہوا انتہی محبوب التواریخ

بنابران سنہ ۱۲۱۶ھ کی تعمیر جو مصنف رقعہ نے بنام شاہ ایران تحریر فرمائی ہے اس روایت سے
معمرہ سلطان موصوف ثابت ہوتی ہے واللہ اعلم کہتے ہین کہ اس سے پہلے حرم محترم جانب
جنوب و شمال و غرب سے چھوٹا تھا اور مکانات مجاورین حرم سے ملے ہوئے تھے اس توسیع
مین مکانات مذکور داخل حرم ہو گئے اور عمارت روضہ منورہ کہ اسوقت چودھوین
صدی مین موجود ہے اور تجلیات انوار الٰہی کی دکھلاتا ہے اسی سنہ ۱۲۱۶ھ مذکور کا تعمیر شدہ
ہے چنانچہ اسی سال کی اوسکی تجدید قبہ مطہرہ پر منقش ہے اور غالباً کفالت اوسکی تعمیر کی
بادشاہ کجکلاہ فتح علیشاہ قاجار فرمانرواے ایران کی کہ سنہ ۱۲۱۲ھ مین سریر آرائے
سلطنت ہوئے اور اونکے پوتے محمد شاہ خلف عباس مرزا نے سنہ ۱۲۵۱ھ مین تاج شاہی
پہنا تزئین حرم مین ہمت کافی مبذول فرمائی باب الطلا اور چوب زیر آستانہ جسکو ہندی مین
چوکھٹ کہتے ہین اور تختہ در جسکو ہندی مین کواڑ کہتے ہین مطلا کئے یعنے سب پر سونا
چڑھوایا اور نقش و نگار حرم کے حجرون اور دیوارون کے عہد دولت شاہ موصوف
مین رشک دہ جنت ہوئے اور اونکے نام نامی سے ایوان ابتک حرم مین بجانب شمال
عالیشان ہے اور اوسی مین مقبرہ شاہ مرحوم ہے اور تفصیل مکانات حرم اور روضہ منورہ
کے عنقریب لکھی جاتی ہے اور سنہ ۱۲۴۶ھ مین وباے طاعون نے مملکت عراق کو گھیر لیا
اور کربلاے معلےٰ مین منجملہ اس وبا کی اموات کے موت ملا محمد شریف ملقب شریف العلما
مازندرانی کے ہوئے اور اسی صدی مین ایک گروہ ایران سے اور ایک جماعت
ہندوستان سے اپنے وطنون سے مہاجرت کر کر جائر ہی ہوئے تھے اور زمانہ سلطنت
سلطان عبد المجید خان کا شروع ہوا تھا سید عبد الوہاب خادم روضہ مقدسہ کربلا نے
سلطان کیطرف سے محصولات خراج کا اجارہ لیکر امور رعایا و حکمرانی برابر متصرف ہوا
جسکے کہ عرصہ بعد اوسکے مصر مین پیدا ہوا اور عرب متوطنین و اعراب بادیہ نشین کو

نافذ ہوا کہ تمام شہر باستثناء روضہ جنت نظیر خراب کرین اور باغیونکو قتل کرین اس حادثہ
خونریزی مین علاوہ اہل محاربت کے کہ عرب تھے تیرہ ہزار مقیم و ساکنان کربلای معلے
مقتول ہوئے حتے کہ بناہ گزین حرمین امام حسین و حضرت ابو الفضل عباس بزانام المشیر فضو
دالمغرہین بہی اوس ہنگامہ مین شہید ہوئے آخر سرکشی سید عبد الوہاب کی موجب ہتک
حرمت حرمین شریفین ہوئے تاریخ اس سانحہ قتال کی (غدیر دم) ہے جس سے
۱۲۵۸ھ نکلتے ہین اور آخر مین اس صدی کے جسوقت کہ مابین سلطان و زار روس
جنگہای نمایان متواتر وپے در پے ہو رہی تہین پہر خدام حرم کربلائے ہوا حکومت و ریاست
مین پرخاش شروع کی اور حد اطاعت سے قدم باہر نکالا حتے کہ سرداران لشکر سلطانی کو
قتل کیا اور اونکے سرونکو نیزونپر بلند کرکر بازارون مین پہرایا آخر فوج سلطانی بکمک آجانیسے
غالب ہوئے اور ترکان فوج نے بہی اوسی طریقہ تعدی پر عمل کیا جو عربنے اونکے ساتہہ
کیا تہا اس حادثہ مین ہندیون اور عجمیونے واقعہ سے پہلے اونکے بے اعتدالیان دیکہکر
بذریعہ ٹیلیگراف سلطان وقت سے قسطنطنیہ مین اوسنے اپنی برائیت و بے تعلقی
ظاہر کرکر حکم امان و محفوظی کا حاصل کر لیا تہا تب بہی اس حیص و بیص مین قریب چارسو
آدمیون کے ہندی و عجمی قتل ہوئے اور عہد عدالت مہد ناصر الدین قاچار شاہ کجکلاہ
ایران مین حرم محترم مین بجانب ایوان نام نامی شاہ مرحوم سے تعمیر ہوا اور آخر مین اس
صدی کے شاہ کجکلاہ موصوف زیارت عتبات عالیات سے مشرف ہوئے اور
اوسوقت مین سلطنت اسلامبول سے اہالیان نجف و کربلا و کاظمین کو حکم صادر
ہوا کہ جو کچہ شاہ چاہین عمل کرین کوئی مزاحمت نکرے جب شاہ ارادت دستگاہ
کربلاے معلے مین فائز ہوئے درخواست فرمائی کہ مین اندرون سردابہ زیارت قبر مطہر
کی چاہتا ہون حالانکہ کوئی سردابہ مین نہین جاتا اور اسی سبب سے چارونطرف سے
اوسکو مسدود کر دیا ہے پس دیوار توڑی گئی اور شاہ اور اونکے ہمراہ کلید بردار جبہ سائی

کر کر سرداب مین گئے اور زیارت کی اور جسوقت کہ وہانسے واپس ہوئے دیوار سرداب مثل سابق کے
درست کردی اور یہ نصیبہ شاہ ناصر الدین کا ہی تھا کہ بمصداق ذلک فضل اللہ یوتیہ
من یشاء یعنی وہ اللہ کا فضل ہے جسکو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اس شرف سے مشرف
ہوئے اور روضہ مطہرہ امام حسین علیہ السلام ۱۲۹۵ھ مین بطور مرمت رنگکار اور بطور تجدید تعمیر
آئینہ کار و منبت و طلا کا تیار کیا گیا اور قبہ جمیعت مرقعہ و دونون منارہ اور باب جنوبی
روضہ کہ باب الطلا کے نام سے مشہور ہے سراسر مذہب و مطلا کیا گیا اور اندر محراب باب الطلا
کی لوح پر لکھا ہے ع در عہد حاجی سید جواد کلیددار ؛ اتمام یافت از آئینہ ایوان کربلا ؛
۱۲۹۵ھ
بانی این بنا شریف حاجی محسن انک ؛ کز رہ گشتہ چاکر سلطان کربلا ؛ اسوقت
۱۲۹۵ھ
چودہوین صدی مین مردم شماری اس شہر عظیم الشان جنت نشان کی قریب ایک لاکھ کے
ہے اور نہر سلیمانیہ کے فیض سے بقولات و میوہ جات بکثرت ہین لیکن زائرین کو ہیزم
سوختنی اور روغن زرد کی بہت تکلیف ہے کہ پیداوار ہیزم کی ان ممالک مین بوجہ
نہونے درختونکے نہین ہوسکتی اور روغن مین آمیزش کرتے ہین اور آبادی اس شہر کی
گیارہ محلون پر تقسیم ہے اس تفصیل سے کہ محلہ قبیس محلہ خیمہ گاہ محلہ باب النجف
محلہ طاق زعفرانی محلہ زنگی محلہ باب البحر محلہ جاہمین محلہ حشہ
محلہ باب السدر مشہور محلہ بشیر و فضہ محلہ باب الوبہ شہر نو اور یہ محلہ
جسکا نام شہر نو ہے گوشہ جنوب و شرق مین واقع ہے اور سڑکین اور بازار اس محلہ کے
خلاف دستور عرب کے شہرونکے وسیع اور چوڑے بلا چہت کے ہین اور اکثر باشندے اس
محلہ کے مخالفین و معاندین ہین اور اونہون نے ایک مسجد بہی بنائی ہے کہ منارہ موذن کا
بہت بلند ہے اور موقع اس محلہ کا بحساب نقشہ کربلاے معلے کے صفوف لشکر اعدا مین
آتا ہے کہ اسی جگہ پر پہلے صفین میمنہ لشکر شقاوت اثر کی تہین ایک وقت زمانہ سرکار
مین [illegible] اعلم العلما شیرازی [illegible] کربلا [illegible] سرکار میرزا [illegible]

ہلاکت اثر لشکر سامرہ شریف سے چلکر داخل کربلاے معلے ہوئے اور اون ایام مین بعض متعصبین
اہالی و اہل محلہ نو شہر نے دو مکانات بزرگ کو قحبہ خانہ بنایا تھا تاکہ اوس ارض مقدس
کی توہین کا باعث ہو سرکار مرزا مع جماعت طلبا و جماعت علماء کے اس محلہ مین گئے اور
باشندو لنے وہان کے درخواست تدبیر دفعیہ بلا کے فرمائی اون سبنے متحیر ہو کر ادبا و تعظیما
کہا کہ جو سرکار کی رائے مین آوے وہ عمل کرین جناب مرزا نے فرمایا کہ باعث وبا یہ دو مکان
ہین انکی بیخکنی موجب دفع اس بلا کی ہے اور فرمایا کہ مین وعدہ کرتا ہون کہ ان مکانون کے
گرانیسے یہ بلا و وبا کی دفع ہو جاویگی پس تصرف باطنی نے سرکار مرزا اعلے اللہ مقامہ کے یہ
کار نمایان فرمایا کہ اون سبنے دم نہ مارا اور خلاف اپنی منشاء کے قبول کیا یہانتک کہ
اول کدال اون مکانو نپر سرکار مرزا نے مارا بعدہ جماعت طلبا نے کہ تو نے فوج کی برابر
کام کرتے تھے چند ساعت مین اون مکانونکو گرادیا اوسیوقت سرکار مرزا روضہ اقدس
مین حاضر ہوئے اور بعد مناجات و توسل بامکانات مقدسات یہ واقعہ عرض کیا کہ مینے
اس اس طرح سے وعدہ ازالہ وبا کا کیا ہے ایفا اوسکا حضرت کے قبضہ اختیار مین ہے
بعض اشخاص عابد و پرہیزگار سے وہان کے سنا گیا کہ بعد اسکے بقیہ مرض صرف چند روز
رہا لیکن کوئی مریض تازہ نہوا اور پھر کوئی مریض اس بلا سے ہلاک نہوا اور بعد چند روز
کے وہ مرض بھی رفع ہو گیا اور کچھ اثر اوسکا نرہا اور حق بات ہی کہ کثرت و زیادتی وبا
و بلا کی جو مردمان مین ہوتی ہے بمضمون آیہ وافی ہدایہ لا یغیر اللہ بقوم حتی یغیرو ما بانفسہم
یعنے اللہ کسی قوم مین تغیر نہین پیدا کرتا مگر جسکہ وہ خود اپنے نفسونمین تغیر پیدا کر لیتے ہین جرات
و جسارت معصیت و گناہو نپر ہوتی ہے خصوصاً مکانات مشرفہ مین بہت جلد صورت
تنبیہ و اثر غضب بپاس ہتک حرمت حرم کے حرمات اللہ سے ظاہر ہوتے ہین کیونکہ
حادث ہونا فعل شنیع کا مقامات متبرکہ مین موجب زیادتی عذاب کا ہوتا ہے اور بلاؤن
کے نازل ہونے مین بھی نا پاکو نکے ذیل مین آجاتے ہین اور آتش قہر و غضب تمام رطب و

یابس کو جلا کر خاک و ہلاک کر دیتے ہین اور یہان بطور اختصار حال روضہ مقدسہ تحریر کرتا ہون
کہ اسوقت روضہ مطہرہ تقریبًا بیس بیگہ بحساب پیمایش ہندوستان ہی اس حساب سے کہ عرض
زمین کا اکاسی گز اور طول اوسکا نوے گز ہے اور عمارت حائر قریب چالیس گز عرض اور پچپن
گز طویل ہی اور حرم محترم کے سات دروازہ ہین باب القبلہ کہ صدر دروازہ ہی جنوب رویہ
ہی اور باب قاضی الحاجات اور باب الصافی شرق رویہ ہین اور باب صافی کے پایین
مرقد سلاطین آل بویہ کے ہین کہ اس زمانہ مین بوجہ کہلنے باب صافی کے ظاہر ہوئی ہین اور
اور قبل ان ایام کے یہ باب صافی صرف ایک گذرگاہ رکہتا تہا اور مدت دراز سے بند پڑا تہا
اب پہر کہولا گیا ہی اور باب العباس و باب السدرہ شمال رویہ ہین اور باب العباس بر قیمت
بند کرنے باب صافی کے بنایا گیا ہے اور یہ باب صافی اور باب العباس حرم کے صحن کی جانب
مین واقع ہین اور باب سلطانیہ اور باب زینبیہ دونون غرب رویہ ہین اور مابین ان دونون
دروازہ کے ایوان ناصر الدین شاہ ہی جسکا ذکر پہلے کیا گیا اور ایوان روضہ کہ درمیان حرم معظم
کے ہی اس طور پر نور افشان ہی کہ مابین حرم بقدر عمارت روضہ کرسی دیکر مرقد مطہر کو
گرد اگرد دیوارین بنا کر چہار طرف سے محدود و مسدود کر دیا ہے اور جانب جنوب مین عمارت
چبوترہ جسکو عرف عام مین چبوترہ کہتے ہین مسقف و بست کیا ہے اور دس ستون چوبی پر
چہت اوسکی رکہی ہے پس آمد و بیش روضہ کا اسی سمت جنوب سے ہے اور باب القبلہ
حرم کے محاذ و مقابل واقع ہے اور بعد داخل ہونے حرم کے اولًا چبوترہ مذکور آتا ہے بعد عمارت
روضہ جو رواقون پر مشتمل ہے یعنے درجہ دوم مکان روضہ کہ عرف عام مین اوسکو غلام گردش
کہتے ہین ، ہر چہار طرف ایوان روضہ کے ہے اور یہ کل عمارت زمین حائر مین داخل ہے
اور باب الطلا کہ صدر دروازہ روضہ کا ہے اسی رواق جنوبی مین واقع ہے اور چوب
اس دروازہ کی نقرہ کوب اور گلکاری سے منقش و مزین بعمدہ اسلوب ہے اور جانب غرب
و شرق باب الطلا سے اسی رواق مین اور دو دروازہ کوچک ہین اور اندر رواق مذکور کے

متصل درکوچک غربی کے تربت مبذول الرحمۃ حبیب ابن مظاہر کی واقع ہے یہ تینون دروازہ
باب الطلا و دو دروازہ جانبین کی روسے ہشتین چبوترہ پر رکہتے ہین اور رواق شرقی و غربی
مین دو دو دروازہ کوچک نصب ہین اور نیچے ان دونون رواق شرقی و غربی کے مقبرہ
علماء دین اور امراء سلمین و دیگر مومنین کے واقع ہین اور مزار پاک سید ابراہیم
مجاب رواق غربی مین گوشہ شمال مین ہے لیکن رواق شمالی کو مسجد عورات و مستورات
مومنین کی بنایا ہے اور عمارت خاص روضہ درمیان رواقہا ہے ہر چہار طرف کی چار درجہ
مکانپر شامل ہے دو حصہ درمیانی جنوبی و شمالی و دو حصہ بالین و پائین درجہ بالین غربی ہے
اور حصہ درجہ پائین شرقی ہے درجہ جنوبی مین کہ تین در نقرہ کوب جنوب رویہ رکہتا ہے
اور دروازہ وسط اوسکا مقابل باب الطلا کے ہے ضریح انور حضرت امام معصوم شہید مظلوم
ہے کہ اوسکو مقدسون کے اوپر نقرہ کوب بنایا ہے اور اذن دخول روضہ مطہرہ دو جگہ پر
پڑہتے ہین اول باب الطلا پر دوم کسی ایک در پر ان تین درون سے جنکا ذکر کیا گیا اور اگر کسی
دوسرے دروازہ پر پہونچین تو جس درسے داخل ہون اذن دخول لازم ہے اور ضریح
مقدس مربع مستطیل شرقاً غرباً ہے اور اوسی سے ملی ہوئی ضریح کوچک دونون شہزادون
علی اوسط اور علی اصغر کی ہے اسطور پر کہ ضریح امام حسین کے ہر دو صاحبزادونکی ضریح سے
ملکر ہیہ گوشہ معلوم ہوتی ہے اور حصہ درجہ شمالی مذکور مین مسجد قرار دی ہے اور علما و مجتہدین شیعہ
نماز صبح و ظہرین با جماعت اس درجہ مین پڑہتے ہین اور وقت شام صحن حرم مین اور ان دونون
درجون جنوبی و شمالی مذکوران کی کوئی عمارت حائل واقع نہین ہے بلکہ وجہ امتیاز محراب و سبع ہے
اور درجہ پائین مزارات گنج شہیدان ہے اگرچہ صورت ضریح گنج شہیدان خاصۃً گوشہ جنوب مین
اس درجہ پائین مین بنائی اور نقرہ کوب کی ہے لیکن تعین مذکور پایہ ثبوت کو نہین پہونچتا بلکہ کل حصہ
پائین اور بعض روایات کی بموجب کل حوالی ضریح مطہر امام حسین مرقد منور گنج شہیدان ہے
اور درجہ بالین روضہ مین کہ ایک در اوسکا بجانب رواق جنوبی محاذ مرقد انور حبیب ابن مظاہر کی ہے

جیسے کہ اسکا ذکر سابق مین کیا گیا اور ایک در اوسکا بجانب شمال درجہ شمالی مین جاتا ہی واقع ہی
جگہ خالی ہی زائر دعائین اور نماز زیارت اوس جگہ پڑہتے ہین اور ہر چہار جانب حرم معظم کی آبادی
بکثرت و گنجان واقع ہی اور اسیطرح روضہ رحمت مرقعہ حضرت ابو الفضل عباس رض صحن وسیع و عمارت
مرتفع سے درمیان آبادی کربلا کے بجانب شرق و شمال روضہ منورہ سے واقع ہی کہتے ہین
کہ جب معمارون نے طلاکاری اونحضرت کے روضہ کے قبہ پر شروع کرنی چاہی اور جسقدر
کوشش اوسمین کرتے تہے مطلا و مجلے نہوتا تہا اور تمام سعی اونکی بیکار ہوتی تہی آخر ایکشب اونہین سے
ایک شخص کو بشارت فرمائی کہ مین اپنے آقا اور امام کے روضہ منورہ سے برابری نہین
چاہتا پس قبہ روضہ حضرت عباس رض کو چینی اینٹون سے سادہ رکہا گیا اور حال تعمیرات
حرم اقدس کا بہت طویل ہے کہ اوس مقام واجب الاحترام مین علاوہ ابواب مذکورہ
اور حجرہ ہای گرداگرد کے حوض اور مقابر اور در اراستہ ہین اور انتظام روشنی روضہ مقدسہ
البتہ قابل زیارت و لائق دیکہنے اہل نظر و اصحاب بصیرت کے ہی جو کہ تمام خصوصیات
لکہنا مشکل ہی اسوجہ سے اسی بیان مختصر پر ختم کرتا ہون اور ایک نقشہ روضہ اقدس اور
حرم امام حسین کا جو اسوقت مین مطبوع عالم ہے بغرض زیارت اصحاب بصائر و بصیرت
کے لوح خواطر مومنین پر منقش کیا جاتا ہے اور پہلے مرمت شکست و ریخت عمارت
حرم و روضہ محترم کی اکثر اوقات روسا و تجاران ایران کرتے تہے چنانچہ اس چودہوین
صدی مین حسن قلی خان رئیس اصفہانی نے مرمت تعمیر حرم کی فرمائی لیکن اس زمانہ مین
خود سلطان دام ملکہ متکفل اوسکے مصارف کے ہوتے ہین اور جو مردے حرم مین دفن
ہوتے ہین اہالیان سلطان نے اوپر محصول مقرر کر دیا ہے مثلاً جو چبوترہ مین دفن
ہوتا ہے اوس سے ایک لیرہ کہ سکہ طلائی عرب ہے لیا جاتا ہے اور جو کہ صحن حرم مین
دفن ہوتا ہے اوس سے دس روپیہ لئے جاتے ہین اور طرف سے شاہ غازی الدین حیدر
کہ اول شاہان ملک اودہ سے تہے دس ہزار روپیہ سکہ ہندوستان ماہواری حاصلات

زر وثیقہ براے اعانت علما و طلبا وغیرہ کے مقرر ہے اور بالیوس سرکار برطانیہ دام اقبالہ کی اہتمام سے بوساطت بعض علماے کربلاے معلے و نجف اشرف فقرا و باشندگان حرمین موصوفین پر تقسیم ہوتا ہے لیکن مسٹر نیومرچ صاحب بہادر بالیوس بغداد نے بملاحظہ عبارت وثیقہ یہ انتظام موثوق فرمایا کہ ماہ مارچ سنہ ۱۹۱۲ء سے مبلغ پانچہزار روپیہ ماہوار علماء نجف اشرف کا اور مبلغ پانچہزار روپیہ ماہوار علماء کربلاے معلے کا وظیفہ مقرر و معین فرمایا اور حسب معمول اب تک علماء حرمین شریفین موصوفین کو تقسیم ہوتا ہے اور سوا زر وثیقہ مذکور کے ایک مکان عالیشان واسطے ٹہرنے زائران کے بنا یا ہوا آخر سلطان واجد علیشاہ اودہ کا قبض و تصرف مالکانہ مین بعض خدام کربلاے معلے کے ہے کہ وثیقہ تملیک جانب شاہ موصوف سے حاصل کیا گیا ہے والعہد بعلمہ اور ریاست دار الاسلام رامپور سے مبلغ چہ ہزار تین سو روپیہ سالانہ واسطے عتبات عالیات ان مقامات عراق عرب کے مقرر و منقسم ہے اور علاوہ اسکے ایک مسافر خانہ اس شہر جنت تربت مین طرف سے ریاست بابرکت و شوکت کے واسطے اقامت زائرین کے وقف ہوا ہے اور وہ قبضہ و اہتمام مین بعض دیگر خدام کی ہے اور اس زمانہ مین سلطان المعظم کیطرف سے بسبب وبا طاعون کہ اطراف ہندوستان مین پہیل رہی ہے اب تک قرنطینہ مقرر ہے پس جسقدر تعدی ڈاکٹران ترکی کے ہاتھ سے زائرین پر ہوتی ہے بیان سے باہر ہے واسطے عرض حال کے جسقدر کہ اظہار کیا گیا ہے کافی و بس ہے فی الحقیقت زائران سید مظلوم کربلا بہی استحقاق رکھتے ہین کہ قدرے حصہ مصائب سے علے قدر مراتب اونکو بہی پہونچے جیسے کہ نبی صلعم نے فرمایا ہے اعظم الناس بلاء الانبیاء ثم الاولیاء ثم الامثل فالامثل انتہی مسلہ اما روا لا صاحب معانی الاخبار یعنے سب سے زیادہ بلا انبیاء کی ہے اونکے بعد اولیاء کی پہر اونکی جو اونکی مثل ہین پہر جو اونکی مثل ہین یہ روایت صاحب معانی الاخبار کی ہے۔ اور مخفی نرہے کہ اس رسالہ حالات مختصرہ مین التزام ذکر معجزات کربلا و برکات خاک شفا کا نہین کیا گیا اور فوائد کثیر بخوف

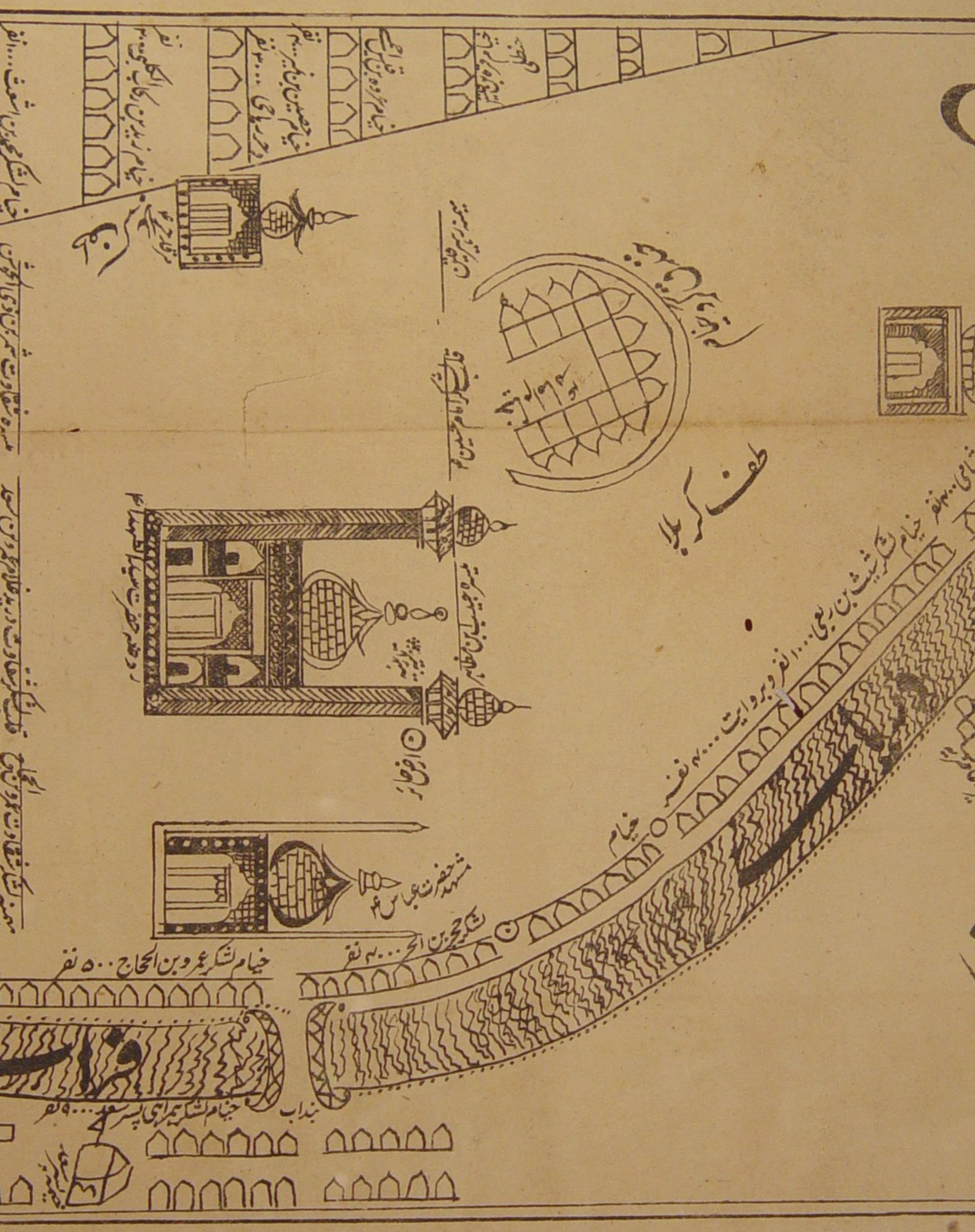

طف کربلا
خندق گرد خیام
قلب لشکر امام حسین ع
میمنه زهیر بن قین
میسره حبیب بن مظاهر
ارض حائر
مشهد حضرت عباس ع
خیام لشکر عمرو بن الحجاج ۵۰۰ نفر
خیام لشکر شبث بن ربعی ۱۰۰۰ نفر
خیام
فرات

بمقام قصبہ لونی تحصیل بخاری آباد ضلع

میرٹھ تحصیل سنت [illegible] جناب محمد ۱۸۱

حسن صاحب کو ملی

طوالت متروک رکھی اور اسوجہ سے بھی کہ لہانتک کوشش صحت مین روایات کی کنجائی اور نیز
ضعیف بھی ہونگی اور اونمین بجاے ثواب کے خوف عذاب کا ہوتاہے اور اسوجہ سے بھی کہ
کثرت و تواتر معجزات کا مرقد مطہر اور اوس خاک منور مین ایسا نہین ہے کہ کوئی شخص
اوسکا شمار کرسکے خاصکر یہ قلیل المتاع قصیر الاطلاع کہ قدرت وقوت دونون بھی تلاش و
ضبط کی نہین رکھتا لیکن بنجواے مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ بالکل ترک نکر کر ایک روایت پر
مجالس المومنین کی قناعت کرتا ہے کہ ایک شخص موصلی جمال الدین نام نائب حاکم موصل کا
تھا اور ابتداء عمر سے بنا بر اپنے پدر کے میراث کے دشمن خاندان نبوت تھا اور اپنی بان کی
طرف سے قتل زائرین امام حسین علیہ السلام پر مامور ہوا لیکن بخت بلند نے اوسکے مدد کی
کہ جب عقب مین ایک گروہ زوار کربلا کے کہ شام و جبل اُتل سے براہ موصل منزلین طے
کررہے تھے بلدہ مسیب مین اوسوقت پہونچا کہ زوار آب فرات سے عبور کرچکے تھے اور
خاک و گرد باعث نجات اہل سیئات اوسنے پائی اور قافلہ مین سے اوسے کوئی نملا پس
اوس قافلہ کے لوٹنے کے انتظار مین اوسنے وہین توقف کیا کہ وقت واپسی قتل کرونگا لیکن
اوس غبار سراسر انوار کے ملنے کی برکت سے خواب مین دیکھا کہ قیامت قائم ہوئی ہے اور
اوسکو دوزخمین لیگئے مگر آگ نے اوسے جلانے مین توقف کیا مالک دوزخ نے آگ سے
دریافت کیا کہ کیون اسکے جلانے مین تامل کرتی ہے اوسنے کہا کہ غبار پاک کربلاے معلے
کہ صبا اوس صحرا مین لے آئی شاید کہ گرد قافلہ کی ہو اس مرد کے جسم مین جم گئی ہے اوسے
دہو ڈالو تب مین اسپر اپنا عمل کرون پس اوسکو دہویا لیکن ارادہ الٰہی سے وہ تمام غبار
اوس سے دور نہوا اس مرتبہ بھی آتش نے اوسپر عمل نکیا دوبارہ مالک نے آتش پر خطاب
و عتاب فرمایا اور آگ نے جواب دیا کہ کسیقدر اسمین غبار باقی ہے پس جمال الدین ہول عتاب سے
خوفناک ہوکر بیدار ہوا اور اپنے عقید فاسدہ و ارادہ ناقصہ سے باز آیا اور مجاورت
کربلاے معلے کی اختیار فرمائی اور ہمیشہ مدح اہلبیت علیہم السلام مین قصیدہ و اشعار موزون کئے

یہ خلاصہ اوس نقل کا ہے جو ذکر شعراے عرب مین صاحب مجالس المومنین رحمۃ اللہ علیہ الی یوم الدین فآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین نے لکھی ہے۔ باتمام رسید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ضمیمہ مرقع مشتمل بر بعضے حالات تاریخی مشاہد مقدسہ و امکنہ مشرفہ حضرات ایمہ معصومین علیہم السلام الی یوم الدین

ناظرین با تمکین و اصحاب اولوا الالباب ذوی الالقاب اور زائرین مزارات ائمہ معصومین سلام اللہ علیہم اجمعین الی یوم الدین پر پوشیدہ نہ ہے کہ زبان زد خاص و عام و مشہور انام ہے کہ نجف اشرف مین اول روضۂ اطہر ہارون رشید نے بنایا ہے اور مکہ معظمہ مین بیت الشرف حضرت محمد صلعم اور امیر المومنین ع کا بھی از سر نو تعمیر کیا اور قبہ ضریح و تربت امام موسی کاظم ع سلیمان بن ابو جعفر برادر ہارون رشید نے تیار کیا ہے جیسا کہ جلاء العیون مین تحریر ہے اور شہنشاہ ابو شجاع عضد الدولہ نے چوتھی صدی مین تجدید عمارت روضہ جناب امیر ع کی فرمائی یہ مجالس المومنین مین لکھا ہے اور اسی کتاب مین مذکور ہے کہ مجد الملک ابو الفضل اسعد بن محمد بن موسی البراوستانی القمی نے کہ وزیر برکیاروق بن ملک شاہ شاہ ایران پانچوین صدی مین تھے قبہ امام حسن ع بن امیر المومنین علیہما السلام بقیع مین بنایا اور اوسی مقام پر امام زین العابدین و امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہم السلام اور عباس چچا نبی صلعم کے دفن ہین اور مشہد امام موسی کاظم و امام محمد تقی علیہما السلام کا مقابر قریش مین بغداد مین بھی اونھین کا بنایا ہوا ہے اور مشہور ہے کہ شاہ اسمٰعیل صفوی نے اپنے زمانہ سلطنت مین تجدید عمارات مشاہد عراق کی فرمائی اور مجالس المومنین مین منجملہ آثار خاتمہ بالخیر مجد الملک کے لکھا ہے کہ وہ بعد درجہ شہادت کے فائز ہو کے جوار فائض الانوار امام حسین مین پانچوین صدی مین دفن ہوئے اور علاؤ الدین خواجہ عطا جوینی نے کہ بحکم اتقا خان خطہ بغداد مین حکومت کی اور ۶۸۱ھ مین وفات پائی زمین نجف اشرف

ایک نہر تیار کرائی اور ایک لاکھ دینار سرخ سے زیادہ اوسمین صرف کئے اور آب فرات

حوالی نجف اشرف مین جاری فرمایا انتہے اور اسوقت وہان نہر آصفی جاری ہے کہ نواب

آصف الدولہ والی ملک اودہ نے کہدوائی ہے شاید کہ نہر سابق خشک و مسدود ہوگئی ہو

واللہ یعلم مخفی نرہے کہ جب ہلاکو خان حوالی بغداد مین پہونچا شیخ سدید الدین و سید ابن طاؤس

اور چند دیگر اکابر و فاضل مشہد نجف اشرف و کوفہ و حلہ نے ہلاکو سے امان طلب کی اور

ہلاکو خان نے خط امان اہل مشہد نجف و کوفہ و حلہ کو عنایت کیا اور وہ بقعہ مبارکہ صحیح و

سالم رہا یہ خلاصہ صاحب مجالس المومنین کی تحریر کا ہے پس اس روایت سے ثابت ہوتا ہے

کہ زمانہ ہلاکو خان مین کہ ساتوین صدی ہجری تہی نجف اشرف مین آبادی ہوگئی تہی مگر

کربلائے معلے مین اسوقت تک بہی اثر علما و اکابر فضلا کی سکونت کا ظاہر نہین ہوتا چنانچہ

اسکا ذکر پہلے لکہا گیا واللہ اعلم وہو عالم ۔ تمام شد فقط بتاریخ ۳ جمادی الآخر سنہ ۱۳۲۳

یوم شنبہ مطابق ۵ اگست سنہ ۱۹۰۵ء بمقام امروہہ ختم شد ۔

حواشی صفحات مرقع کربلا از مترجم دام فضلہ

صفحہ ۱۴۱ ۔ ترجمہ سطر ۱۳ ۔ مفتاح الجنان مین مرقوم ہے زیارت عون رح بروایت

مشہور میان علما رپسر عبد اللہ بن جعفر طیار رح در صحرای کربلا ئے معلے سہ ۳ فرسخ دور است

پس یہ روضہ عون ابن جعفر طیار کا ہی صفحہ ۱۰ سطر ۲ ۔ مفتاح الجنان مین زیارت اربعین

مین مذکور ہے جابر انصاری در بستم صفر بغاضریہ رسیدہ و باب فرات غسل نمودہ پیراہن

طاہر پوشید و از مردی عطا نام کہ ہمراہ او بود خوشبوی گرفتہ در لباس خود مالیدہ و پابرہنہ

روانہ شد و بالین سر امام حسین زیارت خواند و دو طرف روی خود را بر قبر منور مالید و

ہمچنین نیز در قبر علی بن الحسین آمد و زیارت خواند پس قبر بوسید و در دیگر جانب قبور شہدا

کرد و زیارت خواند باز بہ نزد قبر حضرت عباس آمد و زیارت خواند انتہی اس روایت سے

واضح ہوا کہ اسلئے صفر قبل شہداء کربلا دفن ہو چکے تھے کہ جو جابر نے زیارت قبور منورہ کی فرمائی
یہاں پھر ذکر دفن شہداء کا بحاضری جابر مذکور نہیں ہے اور اس روایت سے آداب زیارت بھی معلوم
کہ قبل از زیارت غسل و تبدیل لباس و خوشبو کرنا و برہنہ پا زیارت کو جانا چاہیے اور بوجہ اختصار
زیارت کی عبارت کو ترک کیا گیا من شاء فلیرجع الیہ صفحہ ۱۳ کے سطر ۹ - محاضرات الاوائل میں لکھا ہے
کہ دجلہ فرات کو حضرت دانیال پیغمبر نے کھودا تھا اور ملائکہ نے اونکی اعانت بحکم رب العزت فرمائی
تھی صفحہ ۱۳۵ سطر ۱۰ - بقولات و میوہ جات بکثرت ہیں اور تجارت میں کفن نویسی اور تسبیح و مہر
سجدہ گاہ خاک پاک سے اور زیورات نقرئی جن پر اسماء ائمہ اطہار کندہ و منقش ہوتی ہیں اور باریک
پنکھے اور پنکھیاں اور کندہ کی عقیق و فیروزہ زیادہ ہوتے ہیں صفحہ ۱۴۲ - سطر ۷ -
قولہ زبانزد خاص و عام و مشہور انام ابن خلکان سے صاحب حیوۃ الحیوان
نے لغت فہد میں لکھا ہے کہ روضہ جناب امیر کا اول ہارون رشید کے حکم سے بنا بعد ازاں تعمیر
میں زیادتی ہوتی گئی سلطنت سامانیہ و سیف حمدان و دولت دیالمہ آل بویہ میں صفحہ ۱۴۲ -
سطر ۱۱ - قولہ حتی [illegible] حیوۃ الحیوان میں اوسی مقام پر منقول ہے کہ عضد الدولہ و شخص دیگر
کہ جنہوں نے قبر جناب امیر کو ظاہر کیا اور مشہد اونکا تعمیر کیا اور وصیت کی کہ مجھے اسی مقام
میں دفن کرنا -

حاشیہ صفحہ ۹۵ سطر ۹ - اور صفحہ ۹۹ سطر ۵ - پر جو روایت ثم حمل عمرو بن الحجاج و اصحابہ الخ منقول ہے
اوس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ حملہ ثانی عمرو بن الحجاج کا تھا کہ اوس میں مسلم بن عوسجہ شہید ہوئے اور مسلم میسرہ میں حبیب ابن
مظاہر کے ہمراہ تھے اس دلیل سے کہ شیخ مفید اوسکی اس حملہ کے بعد لکھتے ہیں و دنی منہ حبیب بن مظاہر الخ یعنے
پھر حبیب بن مظاہر اوسکے مقابل ہو گئے پس عبارت کتاب ارشاد بقولہ و حمل عمرو بن الحجاج علے
میمنۃ اصحاب الحسین حملہ اول کی خبر دیتی ہے اور دوسری عبارت ثم حمل عمرو بن الحجاج و اصحابہ
الخ اوسکا حملہ ثانی ظاہر کرتی ہے لیکن حملہ اول میمنہ لشکر امام علیہ السلام پر کیا گیا اور حملہ ثانی
میسرہ لشکر سعادت اثر امام بحر و بر کیا گیا اور یہ امر اوسکی کثرت شقاوت پر دلالت کرتا ہے

اور جبکہ میمنہ لشکر عمر و سے اول میسرہ امام پر حملہ ہوا اور اوس سے آگے بڑہکر قلب لشکر پر پہونچا اور وہانسے بھی آگے بڑہکر میمنہ لشکر خدا تک پہونچگیا تو اوس کو بوجہ انتہاے حملہ کہسکتے ہین کہ میمنہ لشکر مخالف نے میمنہ لشکر حضرت پر حملہ کیا اسی طرح شمر ذی الجوشن سردار میسرہ نے میمنہ لشکر حضرت علیہ السلام سے حملہ شروع کیا اور شدت تعصب و عناد سے بڑہکر قلب لشکر پر آیا اور پھر آگے بڑہکر میسرہ لشکر حسینی تک پہونچا اور عمر سعد نے حصین بن نمیر کو معہ پانسو تیر انداز کے اپنے لشکر کے میسرہ سے شمر کی مدد کو بہیجا پس کہا جاسکتا ہے کہ شمر سردار میسرہ نے میسرہ سے میسرہ لشکر سرور پر حملہ کیا کیونکہ انتہا اس حملہ کی میسرہ تک ہی ہوئی پس یہ شبہ بہی رفع ہوگیا

قطعہ تاریخ کتاب تاریخ اعلی ترجمہ مرقع کربلا مترجمہ سید اولاد حسن صاحب ڈپٹی کلکٹر مصنفہ سید سالم حسین المتخلص بہ سالم ابن مولوی حاجی سید حسن مثنیٰ صاحب ساکن امروہہ ضلع مرادآباد محلہ دربار کلان

پرکیف عبارت کی پرنور ہے پیشانی — تاریخ مقدس ہے یا نقش سلیمانی
تہی فارسی مین اول اردو مین ہوئی افضل — لاریب مترجم پر ہے رحمت یزدانی
ہر فقرہ چمکتا ہے ہر لفظ دمکتا ہے — یہ گوہر رخشان ہے یا لعل بدخشانی
اب قند مکرر مین یہ لطف ہوا حاصل — مخلوق کو اس سے ہے فہمید مین آسانی
اردو کی فصاحت مین ثانی وہ نہین رکہتے — یکتا ہین لیاقت مین اس ترجمہ کے بانی
اولاد حسن صاحب جو ڈپٹی کلکٹر ہین — اس ترجمہ سے اونکی ظاہر ہے ہمہ دانی

جب فکر ہوئی ہمکو تاریخ کی اے **سالم**
ہاتف نے کہا لکہدے ہے نسخہ لاثانی

۱۳۲۳ھ

قطعہ تاریخ طبع ترجمہ مرقع کربلا از نتائج افکار جناب سید فقیر حسین رضوی طالب علم مدرسہ سید المدارس امروہہ ضلع مرادآباد خلف الصدق جناب فیضمآب مستطاب سید محمد حسین صاحب مرحوم طیب اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ ساکن قصبہ ملوہر درگاہ ضلع بستی۔

ہین اک مولوی شہر امروہہ مین
جو ہین صاحب زہد و حلم و تُقیٰ

لکھا ابد اعجاز حسید م حسن
تو اسم مبارک مبرہن ہوا

سب احوال تاریخی کربلا
اونہون نے زبان عجم مین لکھا

جو ڈپٹی کلکٹر ہین عالی نسب
اونہون نے کیا ترجمہ خوشنما

کیا وصل اولاد سے جب حسن
مترجم کا نام اوس سے ظاہر ہوا

ہوئی فکر تاریخ سنکر مجھے
تو ہاتف نے یکبار دی یہ ندا

لکھو باد ل شاد جلد اے فقیر
کیا خوب ہے ترجمہ بے بہا

۱۳۲۲ھ

ایضاً

مترجم نے زمین کربلا کی
مرقع مین وہی صورت اوتاری

ہوئی جب مجکو فکر سال تالیف
یکایک یون ہوئی امداد باری

فقیر اسکی یہ لکھہ تاریخ فی الفور
دوبارہ کہینچ لی تصویر ساری

۱۳۲۲ھ

قطعہ تاریخ طبع از جناب مولوی سید مسرت علی صاحب ابن سید فرحت علی صاحب ساکن امروہہ ضلع مرادآباد

یہ مرقع کربلا کا ہے کتاب بے نظیر ❊ اوسکے ہر ہر لفظ مین اک فیض کی تنویر ہے

حال اوس مین کربلا کا سب مفصل ہے لکھا ❊ خواب غفلت کے لئے گویا کہ وہ تعبیر ہے

ترجمہ اوسکا ہوا جس دم تو ہاتف نے کہا ❊ اے مسرت کیون نہین لکھتا ہے کیا تاخیر ہے

[illegible] ؛ دیکھے کا اوس مرقع کی یہی تصویر ہے

۱۳۲۳ھ

تاریخ شروع کتاب

جو اسکا مصنف ہے زبان عجمی ہین + اعجاز حسن مولوی یکتاے زمان ہے

اور ترجمہ اوسکا ہے کیا جسنے مفصل + اولاد حسن ڈپٹی کلکٹر ہمہ دان ہے

اخلاق مین ثانی ہی نہین اس فرد بشر کا + یہ بات ہر اک شخص پہ روشن ہے عیان ہے

تاریخ کی جب فکر ہوئی ہمکو **مسرت** + ہاتف نے صدا دی کہ یہ مرغوب جہان ہے

۱۳۲۲ھ

قطعہ تاریخ ترجمہ مرقع کربلا از سید فضل حسین امروہوی۔ سعید

قصبہ امروہہ مین گذری کا محلہ ایک ہے + وہان جناب مولوی صاحب ہین بیحد قدردان

ہون اگر ہے عطف دو لفظ ایک اعجاز اک حسن + شک نہین ہے بے تکلف نام نامی ہو عیان

ایک رسالہ فارسی مین آپ کی تصنیف ہے + ہو نہین سکتا ہے اوسکی حسن بندش کا بیان

اوس مین بالتصریح حال کربلا ہے مندرج + اوسکو خط آتا ہے جو ذی علم ہو اور قدردان

ایک میرے دوست دربار کلان مین رہتے ہین + پہلے اولاد اوسکے آگے ہے حسن باحسن و شان

ترجمہ اردو مین فرمایا ہے اوسکا آپ نے + ہے دعا معبود اونکو رکھی خرم جاودان

فکر کی تاریخ کی ہمنے تو ہاتف نے کہا + حال ارض کربلا ہے یہ سعید نکتہ دان

۱۳۲۳ھ

غلط نامہ کتاب تاریخ الطف ترجمہ وقعہ کربلا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳	۱۷	مروج الدین	مروج الذہب	۱۱۳	۱۰	علامہ لغوودی	علامہ لغوی
۳۱	۴	ہین ہین	مرسے ہین	۱۱۶	۶	مخالفین بربر	مخالفین برسر
۳۶	۴	اہلبیت سنے	اہلبیت سے سنے	۱۱۸	۱۳	سلطان احمد	سلطان احمد سے
۴۹	۱۱	آیت	اٰیتہ	״	״	میرتیمور	امیرتیمور
۵۱	۲	رواية	روایتہ	۱۲۱	۱۳	ایکشت	ایکشب
״	۴و۷و۱۱	شبث	شبیث	۱۲۲	۲۰	دی زمانہ	اوسی زمانہ
۵۵	۳	قصد امام حسینؑ	قصد امام حسین سے	۱۲۷	۱۳	ترہے	تربیت
۶۵	۶	اصحاب وفا	اصحاب باوفا	۱۳۳	۷	ایران کے	ایران نے کے
۶۷	۱۹	راد غاضریہ	راہ غاضریہ	۱۳۷	۱	کردیتی ہین	کردیتے ہی
۹۶	۱۴	کہ بموجب	نکہ بموجب	״	۳	چالیس عریض	چالیس گز عریض
۱۰۰	۳	ہین جاری	ہین پانی جاری	۱۴۱	۱	کنجاگی	کیجا گئے
۱۰۱	۴	رہاکا	رہا پاکا	۱۴۴	۱	صفر قبل	صفر سے قبل

تمام شد